بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینِ اسلام
(بچوں کے لئیے)

مرتب

الفقیر اِلی اللہ تعالیٰ

بلقیس اظہر

جماعت عائشہؓ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دینِ اسلام
(بچوں کے لئیے)

مرتب:
الفقیر اِلی اللہ تعالیٰ
بلقیس اظہر
جماعت عائشہؓ

نمبرشمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
1	عالم اَرواح کے میثاق (عہد)	4
2	اولوالعزم	6
3	اولوالعزم پیغمبران	7
	☆ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	7
	☆ حضرت نوح علیہ السلام	10
	☆ حضرت ابراھیم علیہ السلام	11
	☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام	14
	☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام	17
4	شجرہ نسب	18
5	ارکانِ اسلام اور ارکانِ ایمان---------------------- ایمانیات	19
6	ہمارا دین	20
	☆ کلمہ طیبہ	20
	☆ نماز	21
	☆ روزہ	22
	☆ زکوۃ	23
	☆ حج -- تسبیحات صبح وشام	24
7	جہاد فی سبیل اللہ	25
8	قرآن مجید	26
9	سجدہ تلاوت قرآن پاک	27
10	لوازمِ نجات (سورہ العصر)	28
11	توحید------------------شرح صدر (سینہ مبارک کا کھلنا)	30
12	واقعہ معراج	31
	☆ نقشہ واقعہ معراج	34
13	سلام	35
14	مصافحہ اور معانقہ	37
15	ایام بیض	38
16	جنت کے درجات -------------جہنم کے سات طبقات	39
17	آسمانی کتابیں اور صحائف	40
18	عذاب قبر	41

19	گناہ کبیرہ	42
20	اللہ کا ذکر ہر حال میں---------------------چار دن (درمیانی نماز)	44
21	دعا	45
22	دم کرنے کی مسنون دعائیں	46
23	مسجد-------------------------------- تحیۃ المسجد	47
24	سوال وجواب	48
25	بیس(20) وہ قرآنی آیات جن کے غلط پڑھنے سے مطلب الٹ جاتا ہے۔	50
26	سنت	51
27	عقیقہ کرنا سنت ہے۔	53
28	سُنت سے محرومی ہی برکات سے محرومی، فاقہ، تنگ دستی اور بیماری کا سبب بنتی ہے۔	54
29	مستحب	55
30	جن چیزوں سے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے اللہ کی پناہ مانگی	56
31	عقیدہ اور عقیدت-------------------------- قلب (دل) کی اقسام	57
32	ناپسندیدہ عادات	58
33	ایمان کی استقامت (حدیث قدسی)	61
34	سحر (جادو)----------------------------- کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے کی ممانعت	62
35	اپریل فول کی دردناک حقیقت-----------------ویلنٹائن ڈے 14 فروری	63
36	اعمال---------------------------------شیطان کے دشمن	64
37	استغفار	65
38	اسلامی مہینے---------------------------حرمت والے مہینے	66
39	فدیہ اور کفارہ-----------------------------صلہ رحمی اور قطع رحمی	68
40	والدین کے ساتھ حسن سلوک	69
41	زمانے کے انداز، راگ، ساز بدل گئے	70
42	جنت، جہنم، سدرۃ المنتہیٰ، ولدان مخلدون، اعراف اور پل صراط کہاں ہیں؟	72
43	پیارے نبی خاتم النبیین ﷺ کی پیاری دعائیں	74
44	بیت الخلاء سے لگنے والے امراض	75
45	یاد کروانے کے لیے	76
46	قضا نمازیں ادا کرنے کا طریقہ	80
47	نظم (پاکستان کا مطلب کیا؟)	81

عالم اَرواح کے میثاق (عہد)

میثاق سے مراد وہ عہد، حلف اور پختہ وعدہ ہے، جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کبھی تمام افراد کی اَرواح سے اور کبھی صرف انبیائے کرام اور رُسل عظام کی اَرواح سے لیا۔

میثاق عالم ارواح میں تین ہوئے تھے:

1- پہلا میثاق (میثاق الست):

پہلا میثاق اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام انسانوں کی روحوں سے اپنی الوہیت اور اپنی توحید کا لیا، کہ وہ اللہ کو ایک مانیں گے، اللہ کی توحید پر ایمان لائیں گے، اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ یعنی اللہ رب العزت نے اپنی توحید کے اقرار اور شرک کی نفی کا عہد اور وعدہ ہر انسانی روح سے لیا۔ اسی کو ''میثاقِ اَلَست'' بھی کہتے ہیں۔

یعنی یہ میثاق اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ذات، اپنی وحدانیت، اپنی توحید اور اپنی الوہیت کی نسبت کے بارے میں لیا کہ توحید پر ایمان لاؤ گے اور شرک نہیں کرو گے۔ اسے میثاق توحید بھی کہہ سکتے ہیں- اس کے لیے ارشاد فرمایا:

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ O (سورہ الاعراف، آیت نمبر 172)

ترجمہ: ''اور (یاد کیجئے!) جب آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشتوں سے ان کی نسل نکالی اور ان کو انہی کی جانوں پر گواہ بنایا (اور فرمایا:) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ وہ (سب) بول اٹھے: کیوں نہیں؟ (تو ہی ہمارا رب ہے،) ہم گواہی دیتے ہیں، تاکہ قیامت کے دن یہ (نہ) کہو کہ ہم اس عہد سے بے خبر تھے۔'' (ترجمہ عرفان القرآن)

یہ عہد صرف انبیاء اور رسولوں سے نہیں تھا بلکہ پوری نسلِ بنی آدم اور تمام کائناتِ انسانی کے جملہ اَفراد سے تھا۔ جب انہوں نے اقرار کرلیا تو **حدیث میں آتا ہے کہ ملائکہ نے اس کے اوپر گواہی دی اور تمام فرشتوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے گواہ بنایا۔ (طبرانی، جامع البیان فی تفسیر القرآن، 113:9)**

شَهِدْنَا کے کلمہ میں ملائکہ کی طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور ربوبیت کا اقرار کیا اور گواہ ہوگئے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پوری زمین وآسمان کو گواہ بنادیا- (قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 318:7)

2- دوسرا میثاق (میثاق نبوت):

دوسرا میثاق اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام انبیاء اور رسولوں کی روحوں سے لیا۔ یہ میثاقِ نبوت تھا اور اس امر کا اعلان تھا کہ تمہیں نبوت یا رسالت عطا کی جائے گی اور اپنی رسالت یا نبوت کا فریضہ ادا کرنے کے لیے تم اپنے اپنے وقت پر مبعوث کیے جاؤ گے۔ اور تمہارے یہ فرائضِ نبوت اور فرائضِ رسالت ہوں گے اور ہر ایک سے اس چیز کا عہد اور oath لیا کہ وہ اپنے فرائض نبوت ورسالت کا حصہ بجالائیں گے۔

جیسے کسی شخص کو ایک آفس سپرد کیا جاتا ہے۔ اس کی appointment پر پہلے declaration اور decision کے طور پر ایک oath-taking ceremony ہوتی ہے، یہ ایک spiritual ceremony تھی، یہ دوسرا میثاق تھا۔

اللہ رب العزت کا امر، عالم ارواح میں جن جن کو نبوت ورسالت کے اعزاز سے بہرہ یاب کرنے کا تھا، ان انبیاء کی ارواح کو جمع کر کے ان سے عہد لیا اور وہ عہد ومیثاق بشکل حلف نبوت تھا کہ تمہیں نبوت ورسالت سے سرفراز کروں گا اور تمہاری نبوت ورسالت کے یہ فرائض ہیں جو ادا کرنے ہیں۔

اس میثاق کا ذکر سورۃ احزاب کی آیت نمبر 7 اور 8 میں آتا ہے۔ ارشاد فرمایا گیا:

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا O لِّيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَن صِدْقِهِمْ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا O (سورہ الاحزاب، آیت نمبر 8-7)

ترجمہ: ''اور (اے حبیب! یاد کیجئے) جب ہم نے انبیاء سے اُن (کی تبلیغِ رسالت) کا عہد لیا اور (خصوصاً) آپ (خاتم النبیین ﷺ) سے اور نوح (علیہ السلام) سے اور ابراہیم (علیہ السلام) سے اور موسیٰ (علیہ السلام) سے اور عیسٰی ابن مریم (علیہ السلام) سے اور ہم نے اُن سے نہایت پختہ عہد لیا- تاکہ (اللہ) سچوں سے اُن کے

سچ کے بارے میں دریافت فرمائے (یہاں گواہی ہوگی صادقین اور علماء کی) اور اس نے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے''۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

3- تیسرا میثاق (نبوت ورسالت محمدی خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لانا):

تیسرا میثاق بھی صرف انبیاء اور رُسل عظام سے لیا گیا۔ یہ میثاق ان سے نبوت ورسالت محمدی خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لانے کا تھا۔ ہر نبی اور ہر رسول سے عہد اور وعدہ لیا گیا کہ تم پیغمبر آخرالزماں سیدنا محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کی نبوت ورسالت پر ایمان لاؤ گے، اور ان کے پیغمبرانہ مشن کی مدد کرو گے۔

ارشاد خداوندی ہے: (سورہ آل عمران، آیت نمبر 81)

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ.

ترجمہ: ''اور (اے محبوب! وہ وقت یاد کریں) جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں، پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول (خاتم النبیین ﷺ) تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے، فرمایا: کیا تم نے اِقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اِقرار کر لیا، فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔" (یہاں پر اللہ تعالیٰ نے خود کو گواہ بنایا)

آیت مبارکہ کے الفاظ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کرام علیھم السلام کی نبوتوں کو حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی نبوت پر ایمان کے ساتھ مشروط کر دیا اور ان کی رسالتوں کو حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی رسالت پر ایمان اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی رسالت کی خدمت کے ساتھ مشروط کر دیا کہ تم سب اس نبی پر ایمان لاؤ گے اور ان کی نصرت ومدد کرو گے۔

پہلے میثاق میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور زمین وآسمان کو گواہ کیا جبکہ وہ میثاق توحید (میثاق الست) تھا۔ دوسرے میثاق میں اللہ تعالیٰ نے امت اور صادقین کی گواہی کے لئے کہا کہ وہ گواہ ہیں۔ یعنی جب میثاق توحید اور انبیاء علیھم السلام سے میثاق نبوت کا وقت تھا تو رب ذوالجلال خود گواہ نہیں بنے مگر جب رسالتِ محمدی خاتم النبیین ﷺ کے عہد ومیثاق کا وقت آیا تو رب کائنات نے سب نبیوں کو بھی گواہ بنایا اور پھر ان پر خود اپنی ذات کو اس میثاقِ نبوتِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ پر گواہ بنایا۔ اور پھر اگلی آیت میں پوری نسلِ آدم کے لیے تنبیہ فرمایا: (سورہ آل عمران، آیت نمبر 82)

فَمَن تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ.

ترجمہ: ''پھر جس نے اِس (اِقرار) کے بعد روگردانی کی پس وہی لوگ نافرمان ہوں گے''۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ دونوں سے یہ روایت مذکور ہے۔ فرمایا:

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کرام علیھم السلام میں سے جس بھی نبی کو دنیا میں مبعوث کیا، تو اُس کی بعثت سے پہلے اُس سے یہ عہد لیا کہ اگر تیری زندگی میں میرے محبوب محمد خاتم النبیین ﷺ آ گئے تو تم ان پر ایمان لاؤ گے اور ان کے دین کی اتباع کرو گے۔ نیز ہر نبی کو یہ حکم دیا گیا کہ جب دنیا میں جائیں تو اپنی امت سے بھی یہ عہد لیں کہ اگر اُن کی زندگی میں نبی آخرالزماں محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت ہو جائے تو اُن پر ایمان لے آئیں اور ان کے دین کی پیروی کریں۔'' (ابن جوزی، زاد المسیر، 1:416- ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 1:378)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اولوالعزم

"اولوالعزم" یعنی صاحبان "عزم"۔ "عزم" کے معنی مستحکم اور مضبوط ارادہ کے ہیں۔

قرآن مجید میں کبھی "عزم" کے معنی صبر کے بتائے گئے ہیں، جیسا کہ سورہ شوریٰ، آیت نمبر 43 میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ

ترجمہ: "اور یقیناً جو صبر کرے اور معاف کردے تو اس کا یہ عمل بڑے صبر کا کام ہے"۔

اب چونکہ انبیاء علیہم السلام ایک نئی اور تازہ شریعت لے کر آتے تھے، جس کی وجہ سے ان کو بہت سی مشکلات پیش آتی تھیں، جن سے مقابلہ کرنے کے لئے ان کو مستحکم اور مصمم ارادہ کی ضرورت ہوتی تھی، لہٰذا ان انبیاء کرام علیہ السلام کو "اولوالعزم" پیغمبر کہا گیا ہے، اور مذکورہ آیات میں بھی ظاہراً انھیں معنی کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔

بہرحال ان معنی کے حساب سے سورہ الاحزاب، آیت نمبر 7 میں بھی اسی چیز کی طرف اشارہ ہے:

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا

ترجمہ: "اور اس وقت کو یاد کیجئے جب ہم نے **تمام انبیاء (علیہ السلام)** سے اور بالخصوص آپ (خاتم النبیین ﷺ) سے اور نوح (علیہ السلام)، ابراہیم (علیہ السلام)، موسیٰ (علیہ السلام) اور عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) سے عہد لیا اور سب سے بہت سخت قسم کا عہد لیا"۔

یہاں پر تمام انبیاء علیہم السلام کو صیغہ جمع کی صورت میں بیان کرنے کے بعد ان پانچ اولوالعزم پیغمبروں کا نام لینا یہ ان کی خصوصیت پر بہترین دلیل ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورہ شوریٰ، آیت نمبر 13 میں بھی اولوالعزم پیغمبر کے بارے میں ارشاد فرمایا:

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ

ترجمہ: "اس نے تمہارے لئے دین میں وہ راستہ مقرر کیا ہے جس کی نصیحت نوح (علیہ السلام) کو کی ہے اور جس کی وحی اے پیغمبر! تمہاری طرف بھی کی ہے، اور جس کی نصیحت ابراہیم (علیہ السلام)، موسیٰ (علیہ السلام) اور عیسیٰ (علیہ السلام) کو بھی کی ہے"۔

اس لئے اولوالعزم پیغمبر پانچ ہیں:

1) حضرت نوح علیہ السلام
2) حضرت ابراہیم علیہ السلام
3) حضرت موسیٰ علیہ السلام
4) حضرت عیسیٰ علیہ السلام
5) حضرت محمد (خاتم النبیین ﷺ)"۔ (مجمع البیان، جلد ۹، صفحہ ۹۴)

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ترجمہ: "انبیاء و مرسلین کے سردار پانچ نبی ہیں اور نبوت و رسالت کی چکی ان ہی کے دم پر چلتی ہے، اور وہ یہ ہیں:

1) حضرت نوح علیہ السلام
2) حضرت ابراہیم علیہ السلام
3) حضرت موسیٰ علیہ السلام
4) حضرت عیسیٰ علیہ السلام
5) حضرت محمد (خاتم النبیین ﷺ)"۔ (اصول کافی، جلد ۱، باب "طبقات الانبیاء والرسل" حدیث ۳)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اولوالعزم پیغمبران

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ

بے شک اللہ تعالی اپنے رازوں کے مالک ہیں۔انہوں نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو محروم نہیں فرمایا۔جس کا جیسا ظرف دیکھا ویسا ہی عطا فرما دیا۔گل کو شگفتگی عطا فرمائی---بلبل کو نالہ عطا فرمایا---چراغ کو روشنی عطا فرمائی---پروانے کو ایثار عطا فرمایا۔اور خود اپنی ذات کی پہچان کے لیے اپنے محبوب رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کو ہم جیسے لوگوں کو عطا فرمایا۔

فرمایا: لَقَدمَنَّ اللہُ عَلَی المؤمِنِینَ اِذ بَعَثَ فِیھِم رَسُولاً مِّن اَنفُسِھِم

ترجمہ:"بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا"۔(سورہ آل عمران، آیت نمبر 164)

ہمارے پیارے نبی خاتم النبیین ﷺ کا نام مبارک حضرت **محمد** خاتم النبیین ﷺ ہے۔آپ خاتم النبیین ﷺ **12 ربیع الاوّل**، **پیر** کے دن عرب کے مشہور شہر **مکہ مکرمہ** میں پیدا ہوئے۔آپ خاتم النبیین ﷺ کے والد محترم کا نام **حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ** اور والدہ محترمہ کا نام **حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا** ہے۔ملک عرب کے مشہور شہر مکہ کی سرزمین میں سب سے پہلے حضرت ابرہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنی بیوی حاجرہ اور اپنے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لا بسایا تھا۔پھر حضرت حاجرہ علیہ السلام ہی کے زمانے میں قبیلہ''بنو جرہم'' کے کچھ آدمی بھی آ کر اس سرزمین میں رہنے لگے تھے۔قبیلہ جرہم کے یہ لوگ جو مکہ میں آ کر آباد ہوئے، مکہ کی آبادی انہی کی اولاد میں سے ہے۔انہی کی اولاد سے فہر بن نضر بن کنانہ ہیں جن کی اولاد کو قریش کہتے ہیں۔

نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) بچپن ہی سے دیانت دار اور راست باز تھے۔لوگوں سے الگ تھلگ رہ کر عبادت کرتے۔مکہ معظّمہ سے پانچ کلومیٹر دور ایک غار تھا جس کو"غار حرا" کہتے ہیں۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) اس میں زیادہ وقت گزارا کرتے۔خاص طور پر ہر سال رمضان کا پورا مہینہ غار حرا میں بسر کرتے اور غور وفکر فرماتے۔گھر سے پورے ماہ کے لیے مختصر سا سامان لے جاتے۔وہ ختم ہو جاتا تو پھر گھر واپس آ جاتے۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو جوانی میں ہی دنیا اور دنیا داروں سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔نہ ہی آپ (خاتم النبیین ﷺ) مکہ کے معاشرے میں کوئی دلچسپی رکھتے تھے۔بس غار حرا میں عبادت میں مصروف رہتے۔

یہ عبادت کیا تھی؟ عینی شرح بخاری میں ہے کہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) سے یہ سوال کیا گیا کہ "یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) اس وقت غار حرا میں آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی عبادت کیا ہوا کرتی تھی"؟ تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے جواب دیا"غور وفکر وعبرت پزیری"۔

یہ وہی عبادت تھی جو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نبوت سے پہلے کی تھی کہ ستاروں کو دیکھا تو چونکہ تجلی کی جھلک تھی۔دھوکا ہوا۔پھر چاند کو دیکھا تو شبہ ہوا۔پھر آفتاب کو دیکھا اور پھر آفتاب کو بھی غائب ہوتے دیکھا تو فوراً بول اٹھے" میں فانی چیزوں کو نہیں چاہتا۔میں تو اپنا منہ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے زمین وآسمان کو پیدا فرمایا"۔

جب آپ (خاتم النبیین ﷺ) چالیس برس کے ہوئے تو سوموار کے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام رمضان ہی کے مہینے میں غار حرا میں تشریف لائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ " نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی تھی۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) تنہائی پسند ہو گئے اور غار حرا میں خلوت گزیں ہو کر عبادت کرنے لگے۔یہاں تک کہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس امر حق آ گیا یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام ظاہر ہوئے"۔حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں میں سب سے زیادہ بلند مرتبہ ہیں اور یہ ہمیشہ اللہ تعالی کا پیغام اس کے رسولوں تک پہنچاتے رہے ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ اسلام نے نمودار ہو کر کہا" پڑھیے"۔نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا"میں پڑھا ہوا نہیں ہوں"۔اس پر فرشتے نے مجھے پکڑ کر (اپنے سینے سے لگا کر) بھینچا۔یہاں تک کہ میری قوت برداشت جواب دینے لگی۔پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ "پڑھیے"۔میں نے کہا کہ "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں"۔اس نے دوبارہ مجھے بھینچا اور کہا"پڑھیے"۔میں نے پھر کہا کہ "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں"۔اس نے تیسری مرتبہ مجھے بھینچا یہاں تک کہ میری قوت برداشت جواب دینے لگی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا:(سورہ علق، آیت نمبر 5-1)

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ - خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ - اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ - الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ - عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

ترجمہ: "پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ پیدا کیا انسان کو ایک لوتھڑے سے (جمے ہوئے خون سے) پڑھیے کہ آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے علم سکھایا۔ سکھایا انسان کو وہ (علم) جو وہ نہیں جانتا تھا"۔

پھر فرشتہ چلا گیا۔ اس کے بعد رسول پاک (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کانپتے ہوئے گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس پہنچ کر فرمایا "مجھے اڑھاؤ اور مجھے اڑھاؤ"۔ چنانچہ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کو اڑھا دیا گیا۔ جب کچھ خوف دور ہوا تو آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا "یہ مجھے کیا ہو گیا ہے"؟ پھر سارا قصہ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کو سنایا۔ اور کہا" مجھے اپنی جان کا ڈر ہے"۔ انہوں نے کہا" ہرگز نہیں۔ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) خوش ہو جائیں اللہ تعالی آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کو کسی رنج میں مبتلا نہ کرے گا۔ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں۔ سچ بولتے ہیں۔ امانتیں ادا کرتے ہیں۔ بے سہارا لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ فقیروں اور مسکینوں کی مدد کرتے ہیں۔ انصاف کی خاطر لوگوں کی مصیبتوں میں کام آتے ہیں"۔

(نبوت کی بار گراں سے آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) لرز رہے تھے۔ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ خیال بار بار آ رہا تھا کہ اتنا بڑا بوجھ کیسے اٹھا سکوں گا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تسلی قابل آفرین ہے)۔

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کو لے کر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں۔ یہ زمانہ جاہلیت میں بت پرستی چھوڑ کر عیسائی ہو گئے تھے۔ اب یہ بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تمام واقعہ ان کو سنایا۔ انھوں نے آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کو مخاطب کر کے فرمایا" بھتیجے کیا نظر آیا"۔ حضور پاک (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو کچھ دیکھا تھا بیان فرما دیا۔

ورقہ نے کہا کہ "یہ وہی ناموس ہے (عالم بالا سے وحی لانے والا فرشتہ ہے) جو اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب تمہاری قوم تمہیں نکالے گی"۔ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا" کیا میری قوم مجھے نکال دے گی"؟ ورقہ نے کہا" ہاں" پھر کہا" کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی شخص وہ چیز لے کر آیا ہو جو آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) لے کر آئے ہیں (اللہ تعالی کا پیغام) اور اس کی قوم اس کی دشمن نہ ہوئی ہو۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو تمہاری مدد کروں گا"۔ مگر زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آمد رک گئ۔ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) برابر غار حرا جاتے رہے۔ اس طرح آہستہ آہستہ چھ ماہ گزر گئے۔ اس درمیانی وقفہ سے یہ فائدہ ہوا کہ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کے قلب مبارک پر جو فوری اثرات بتقاضائے بشریت پیدا ہوئے تھے۔ وہ دور ہو گئے۔ اور آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کا قلب مبارک اب پھر نزول وحی کا مشتاق ہو گیا۔

کچھ عرصہ کے بعد (یعنی چھ ماہ کے بعد) حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور اب سورہ مدثر کی ابتدائی آیات (آیت نمبر 7-1) نازل ہوئیں:

ترجمہ: " اے کملی اوڑھنے والے اٹھ (اور لوگوں کو گمراہی کے انجام سے) ڈرا۔ اور اپنے رب کی بڑائی اور بزرگی بیان کر۔ اور لباس کو پاک رکھ اور بتوں سے الگ رہ۔ اور زیادہ حاصل کرنے کی نیت سے کسی پر احسان مت کر اور اپنے رب کے خاطر اذیت اور مصیبت پر صبر اختیار کر"۔

نبوت کے کام پر مامور ہونے کی یہ ابتدا تھی۔ اب باقاعدہ حکم مل گیا کہ اٹھو اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو اس کی فلاح اور کامرانی کا راستہ دکھاؤ اور لوگوں کو خبردار کر دو کہ کامیابی کی راہ صرف ایک ہی ہے۔ یعنی اللہ تعالی کی بندگی جو کوئی اللہ تعالی کو معبود مان لے اسے آخرت کے برے انجام سے ڈراؤ۔

تقریباً تین سال تک آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کام پوشیدہ طور پر کرتے رہے۔ پھر کھلم کھلا دعوت تبلیغ کا حکم ہوا۔ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے تمام رشتہ داروں کو دعوت پر بلایا۔ اور ایک اللہ کو معبود ماننے کی دعوت دی۔ اس پر ابولہب طیش میں آ گیا اور لوگوں کو طرح طرح کی باتیں کرتا ہوا اپنے ساتھ لیا اور باہر نکل گیا۔

پھر آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک اور دعوت کا اہتمام کیا اور تمام خاندان عبدالمطلب کو بلایا۔ جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو فرمایا

" اہل عرب میں آج تک کوئی شخص مجھ سے بہتر پیغام نہیں لایا۔ میرا یہ پیغام دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی کا رہنما ہے۔ اس پیغام میں اللہ تعالی نے مجھے بتایا ہے کہ میں آپ لوگوں کو اللہ تعالی کی طرف بلاؤں۔ اس کام میں کون کون میرا ساتھ دے گا"؟ ساری مجلس میں سناٹا چھا گیا۔ اس کٹھن کام میں ساتھ دینے کا مطلب یہ تھا کہ نہ صرف خاندان، قبیلے اور شہر کے لوگوں کا بلکہ سارے عرب کے لوگوں کا مقابلہ کرنے کے لیے آدمی تیار ہو جائے کہ اس کے بدلے میں آخرت کی زندگی کی کامیابی نصیب ہو گی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اٹھ کر کہا " اگر چہ میری آنکھیں دکھ رہی ہیں ۔میری ٹانگیں پتلی ہیں اور یہاں پر میں سب سے کم عمر ہوں تاہم میں آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا ساتھ دوں گا"۔

قریش کے لئے یہ ایک حیرت انگیز منظر تھا۔کہ وہ شخص (جس میں ایک تیرہ سال کا نوجوان ہے) دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر رہے ہیں ۔بعض حضرات تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ان کلمات پر حقارت سے مسکرا اٹھے---بعض ہنس دیئے اور سب کے سب مذاق اڑاتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو چل دیئے۔

تبلیغ دین کے لئے یہ قدم انقلابی نوعیت کا تھا۔کیونکہ اللہ تعالی کی طرف سے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو صریح حکم مل چکا تھا۔(سورہ الحجر،آیت نمبر 94)

ترجمہ:" پس جو حکم آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو اللہ تعالی کی طرف سے ملا ہے وہ لوگوں کو سنا دو اور مشرکین کی پرواہ مت کرو"۔

اپنے عزیزوں کے بعد رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے اہل مکہ میں اعلانیہ دعوت فرما دی ۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور لوگوں کو پکارا۔جب سب جمع ہو گئے تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے قریش کے ایک ایک خاندان کا نام لے کر پکارا" اے بنی عبدالمطلب، اے بنی فہد، اے بنی کعب،اے بنی ہاشم اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر تیار کھڑا ہے اور تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم اس بات پر یقین کر لو گے"؟ سب نے کہا" ہاں ہم نے تم کو کبھی بھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا"۔اس پر آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے ان لوگوں سے فرمایا" اے اولاد عبدشمس،اے کعب بن لوی کی اولاد،اے عبد مناف کے خاندان والو،اے مرہ بن کعب،اے بنو ہاشم،اے عبدالمطلب کے خاندان والو اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ"۔

جب قریش نے یہ بات سنی تو سخت ناراض ہوئے -ابولہب طیش میں آ گیا اور کہا" تو برباد ہو۔تو ہلاک ہو-کیا تو نے اس بات کے لئے ہمیں پکارا تھا"۔

اپنے چچا کی زبان سے یہ کلمات سن کر آپ (خاتم النبیین ﷺ) حیران رہ گئے۔لوگ باتیں بناتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

اس کے بعد مکہ کے لوگوں نے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو بڑے عہدے اور مراتب کے لالچ دیئے کہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) یہ کام چھوڑ دیں۔ لیکن آپ (خاتم النبیین ﷺ) باز نہ آئے۔

جب ہر قسم کی لالچ اور ترغیب کے ہتھکنڈے بھی ناکام ہو گئے اور رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے اعلان دعوت کیا اور بت پرستی کی اعلانیہ مذمت شروع کر دی تو لوگ غصہ میں بھرے ہوئے ابوطالب کے پاس آئے۔اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو اس کام سے منع کیا اور کہا" اب وہ زیادہ دیر ان باتوں کو برداشت نہیں کریں گے"۔حضرت ابوطالب نے حالات کی نزاکت کو بھانپ لیا اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) سے فرمایا" اے بھتیجے! تم میرے لیے اور اپنے لیے جینے کی گنجائش باقی رہنے دو اور مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جو میں اٹھا نہ سکوں"۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" خدا کی قسم! اگر اہل مکہ میرے سیدھے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں اور یہ چاہیں کہ میں اس کام سے باز آ جاؤں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہ آؤں گا۔اللہ اس کام کو پورا کرے گا اور میں خود اس پر نثار ہو جاؤں گا"-یہ کہتے ہوئے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔

حضرت ابوطالب نے کہا" اے بھتیجے! جو کرنا چاہتے ہو کرو۔مجھے تمہاری تکلیف گوارا نہ ہوگی"۔تکالیف کا دور شروع ہوا۔اس کے بعد حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے کتنے ہی مصائب برداشت کئے۔شعب ابی طالب،ہجرت حبشہ اور پھر ہجرت مدینہ-

مدینہ آنے کے بعد فتوحات کا دور شروع ہوا۔فتح مکہ کے بعد غزوہ حنین ہوا،پھر غزوہ تبوک۔مسلمانوں کو فتح پر فتح ہوتی چلی گئی۔

اسلام کا اتنا چرچا ہوا کہ وفد کی شکل میں لوگ آ کر اسلام قبول کرنے لگے۔

10 ہجری کو آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے حج کا ارادہ فرمایا۔اسی موقع پر آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے لوگوں کو ایک خطبہ دیا۔یہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا آخری خطبہ تھا-

اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی ﷺ کو آخری نبی بنا کر بھیجا۔یعنی آپ ﷺ ختم المرسلین ہیں-یعنی آپ خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

آپ خاتم النبیین ﷺ اسلامی زندگی کا ایک عملی نمونہ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو قرآن میں **رب العالمین** کہا اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو **رحمت للعالمین** فرمایا۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے 63 برس کی عمر میں وفات پائی۔آپ خاتم النبیین ﷺ کا روضہ مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے حضرت شیثؑ کی اولاد میں سے تھے۔آپ حضرت آدم علیہ السلام کے ایک ہزار سال بعد دنیا میں تشریف لائے۔انبیاء میں حضرت نوحؑ سب سے پہلے نبی ہیں جن کا واسطہ ایسی قوم سے پڑا جو کفر وشرک کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی۔

حضرت نوح علیہ السلام نے لوگوں کو توحید کا پیغام دیا اور اللہ کی عبادت کرنے کے لئے کہا۔حضرت نوحؑ نے قوم کو سمجھانے میں ہر ممکن حربہ استعمال کیا۔علانیہ تبلیغ فرماتے رہے،چھپ چھپ کر کرتے رہے۔کبھی قوم کو رضائے الہیٰ کی امید دلاتے ،کبھی ان کو وعیدیں سناتے ،لیکن ان کی قوم کی بت پرستی اور گمراہی نہ گئی۔لوگوں نے عملی طور پر آپ کو ستانا شروع کر دیا۔

جب حضرت نوح علیہ السلام کی سال ہا سال کی محنت کے باوجود کوئی مثبت ردعمل سامنے نہ آیا،اور قوم کے پاس بھی بت پرستی کا کوئی جائز اور معقول عذر نہ تھا تو قوم نے کہا"اے نوح علیہ السلام اب اس جھگڑے کو ختم کرو اور عذاب لے آؤ"۔تو آپ علیہ السلام نے فرمایا"اللہ کو کوئی عاجز نہیں کر سکتا وہ قادر اور بے نیاز ہے جب وہ کسی چیز کو کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہے''کُن''ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے"۔لیکن ان کی قوم نافرمانی اور سرکشی سے باز نہ آئی۔

جب حضرت نوحؑ کی کاوشیں درجہ انتہا کو پہنچ گئیں اور آپ ناامید اور مایوس ہو گئے تو انہوں نے فرمایا،

ترجمہ:"اے رب میں مغلوب ہوں میری مدد کر"۔(سورہ قمر،آیت نمبر 10)

تو اللہ تعالیٰ نے سورہ ہود،آیت نمبر 36 میں فرمایا:

ترجمہ:"اور نوحؑ کو وحی ہوئی کہ تمہاری قوم میں سے جتنے لوگ ایمان لے آئے ہیں اب ان کے علاوہ اور کوئی ایمان نہ لائے گا غم نہ کر و اس پر جو وہ کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی مدد قریب آچکی ہے،اور وہ مدد عجیب وغریب واقعے کی صورت میں ہے"۔

سورہ ہود،آیت نمبر 37 ترجمہ:''اور کشتی بناؤ ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے اور ظالموں کے بارے میں اب مجھ سے بات نہ کرنا اور یہ ضرور ڈبو دیئے جائیں گے''۔

اللہ کے حکم سے حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی۔کشتی کی تین منزلیں تھیں،نچلی منزل میں چوپائے اور وحشی جانور،درمیانی منزل میں انسان اور بالائی منزل پر پرندے تھے۔اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ کشتی میں حیوانات،حلال جانوروں،پرندوں میں سے ایک ایک جوڑا اور مطیع مسلمانوں کو کشتی پر سوار کر دو تا کہ ان کی نسل باقی رہے۔ حضرت ابن عباسؓ کے مطابق یہ عورتوں سمیت 80 افراد تھے۔جن میں حضرت نوحؑ،آپ کے تین بیٹے بیویاں اور یام کی بیوی تھی جبکہ یام خود راہ نجات سے بھٹک کر کافروں کا ساتھی بن گیا تھا۔حضرت نوحؑ کی اولاد میں سے حام،سام، یافث اور یام تھے۔

کشتی تیار ہو گئی تو آسمان سے تیز بارش برسی،زمین نے پانی اگلا اور دیکھتے ہی دیکھتے کشتی پانی میں تیرنے لگی۔اور تمام افراد پانی میں ڈوب گئے۔حضرت نوحؑ کے بیٹے یام کو کنعان کے نام سے پکارا جاتا تھا اور یہ غرق ہو گیا تھا۔ان سب کی ماں حضرت نوحؑ کی بیوی بھی ان لوگوں کے ساتھ غرق ہو گئی تھی۔

سورہ الاعراف،آیت نمبر 64-59 ترجمہ:''بے شک ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو،اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔بے شک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔اس کی قوم کے سردار بولے ہم تمہیں کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں،انہوں نے کہا''اے میری قوم مجھ میں گمراہی نہیں میں تو تمہارے رب کا رسول ہوں۔اور رب کا پیغام تمہیں پہنچا رہا ہوں میں تمہارا بھلا چاہتا ہوں،اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے،اور کیا تمہیں اس بات کی حیرت ہے کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آئی تمہیں میں سے ایک انسان کے ذریعے کہ وہ تمہیں ڈرائے اور تم ڈرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔تو انہوں نے اسے جھٹلایا،تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے سب کو نجات دی۔اور اپنی آیات جھٹلانے والوں کو ڈبو دیا،بے شک وہ اندھا گروہ تھا''۔

جب بارش بند ہوئی اور زمین کا پانی کم ہوا تو کشتی جودی پہاڑ پر جا کر رک گئی۔اللہ نے فرمایا''اے نوح (علیہ السلام) کشتی سے اتر سلامتی اور برکتوں کے ساتھ۔جو تجھ پر اور تیرے ساتھ والوں پر اللہ نے فرمائی''۔

حضرت ابن عباسؓ نے حضرت نوحؑ کی عمر سات سو اسی سال بتائی ہے،آپ کا مزار مبارک شہر بقاء عراق میں ہے جسے اب''کرک نوح''کہا جاتا ہے،اسی مناسبت سے وہاں ایک مسجد بھی بنائی گئی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام جلیل القدر پیغمبر ہیں۔اس لیے ان کی تبلیغ کا انداز بھی الگ تھا کہ **ربوبیت صرف اللہ رب العزت کو ہی زیبا ہے جو رب العالمین ہے اور وہی تمام کائنات کا خالق و مالک ہے۔**

بہر حال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بت پرستی پر لعنت اور پوجنے والوں سے جھگڑا اور تکرار ان سب حالات سے نمرود (وہاں کا بادشاہ) باخبر ہوا تو اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے دربار میں بلایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بے خوف وخطر وہاں پہنچ گئے۔لوگ جب بادشاہ نمرود کے دربار میں حاضر ہوتے تھے تو اس کو سجدہ کرتے تھے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہ سجدہ کیا اور نہ ہی سر کو جھکایا۔نمرود بادشاہ نے پوچھا" تو نے مجھے سجدہ کیوں نہیں کیا"؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا" میں سوائے اپنے پروردگار کے کسی کو سجدہ نہیں کرتا"۔نمرود نے کہا" تیرا پروردگار کون ہے"؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا" جو کل عالم کا مختار ہے۔جو مارتا اور زندہ کرتا ہے"۔

نمرود نے کہا کہ " میں بھی مارتا اور زندہ کرتا ہوں"۔نمرود نے دو قیدیوں کو جو واجب القتل تھے بلایا ایک کو قتل کیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا۔اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا" دیکھا میں نے بھی جس کو چاہا قتل کیا اور جس کو چاہا چھوڑ دیا"۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا" میرا پروردگار تو سورج کو مشرق سے روزانہ طلوع کرتا ہے۔تو آج مغرب سے سورج کو طلوع کر کے دکھا دے"۔اس سوال کا نمرود کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔اس معاملے کو دیکھ کے بہت سے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قائل ہو گئے۔

اللہ تعالی نے فرمایا: ترجمہ:"میں تجھے لوگوں کے لیے پیشوا بناؤں گا"۔(سورہ البقرہ، آیت نمبر 124)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالی کے حکم سے اپنی بیوی حضرت ہاجرہؑ اور بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ چھوڑ آئے اور خود واپس چلے گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جانے کے بعد ایک دن جب پانی کی کمی ہوئی تو حضرت ہاجرہ علیہ السلام پریشان ہوئیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پیروں کی جگہ سے پانی کے چشمہ کی صورت میں ابلنا شروع کیا۔حضرت ہاجرہ علیہ السلام بہت خوش ہوئیں۔

اس پانی کو دیکھنے کے بعد جو قافلہ بھی وہاں سے گزرتا وہاں قیام کرنے لگا۔اور اللہ تعالی نے حضرت ہاجرہ علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے آہستہ آہستہ آبادی کا انتظام کر دیا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام اگرچہ خود شام میں مقیم تھے لیکن اپنی بیوی ہاجرہؑ اور حضرت اسماعیلؑ کو دیکھنے اور ان سے ملنے کے لیے برابر مکہ آتے رہتے تھے۔اسی اثنا میں اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کعبۃ اللہ کی تعمیر کرنے کا حکم فرمایا۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فتح الباری میں ایک روایت نقل کی ہے کہ " بیت اللہ کی بنیاد سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں رکھی گئی۔مگر پھر ہزاروں سال کے حوادث نے اس کو بے نشان کر دیا۔اللہ تعالی کے حکم سے ملائکہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہ مقام بتایا تھا"۔

ایک ٹیلہ زمین کی ابھری ہوئی شکل میں موجود تھا۔وہی مکان،وحی الہی سے (وحی الہام) سے حضرت ابراہیم کو بتایا گیا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالی کے حکم سے آگاہ کیا۔(تعمیر کعبہ کا) اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مل کر کعبۃ اللہ کی تعمیر کا کام شروع کیا۔

کھدائی شروع کی تو جلد ہی سابقہ بنیادیں نظر آنے لگیں۔انہیں بنیادوں پر خانہ کعبہ کی تعمیر شروع کی۔حضرت ابراہیم علیہ السلام جس پتھر پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ بنا رہے تھے وہ پتھر اور حجر اسود دونوں حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت سے آئے تھے-اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان منعقش ہو گئے-

حجرہ اسود اور مقام ابراہیم کے پتھر کو قیامت کے دن لب وزبان اور آنکھیں دی جائیں گی۔جو بلند آواز سے نماز پڑھنے والوں،طواف کرنے والوں اور حج وعمرہ کرنے والوں کی گواہی دیں گے۔

مقام ابراہیم والے پتھر کو حضرت ادریسؑ نے طوفانوں کے ڈر سے کوہ ابوقبیس (پہاڑ کا نام) میں دفن کر کے چھپا دیا تھا۔تعمیر کعبہ کے وقت خانہ کعبہ کی دیواریں جب قد آدم تک ہو گئیں۔تو حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا کہ " کوئی ایسا بڑا پتھر لاؤ کہ میں اس پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی دیواریں بناؤں"۔

حضرت اسماعیلؑ ایسے بڑے پتھر کی تلاش میں نکلے۔راستے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آگئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کہا کہ " میں آپ کو ایک بڑا پتھر دکھاتا ہوں۔وہ نکال کر لے جائیں۔ ان میں سے ایک پتھر خانہ کعبہ بناتے وقت اس پر کھڑا ہونے کے لیے اور ایک خانہ کعبہ کی دیوار پر نشانی کے طور پر لگائیں۔ایک کونہ میں

لگائیں تاکہ طواف کرنے والے اس کو بوسہ دے کر وہاں سے خانہ کعبہ کا طواف شروع کریں"۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی مدد سے وہ پتھر وہاں سے نکال لئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیمؑ کو وہ جگہ دکھائی جہاں حجرہ اسود لگانا تھا۔اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوسرے پتھر پر کھڑے ہوکر خانہ کعبہ کی تعمیر شروع کر دی۔ مقام ابراہیم والا پتھر جیسے جیسے خانہ کعبہ کی عمارت بلند ہوتی جاتی تھیں وہ بھی بلند ہوتا جاتا تھا۔

حجر اسود چمکتا تھا۔اس کی روشنی جہاں جہاں تک پہنچتی تھی۔وہ حرم شریف کی حد مقرر ہوگئ۔اس حد پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نشان لگا دیے۔

حدیث شریف ہے کہ " رکن یمانی اور مقام ابراہیم (والے پتھر) جنت کے دو یاقوت ہیں۔ان کا نور اللہ تعالیٰ نے محصور کر دیا ہے۔ ورنہ مشرق اور مغرب کو روشن کر دیتے"۔(جامع ترمذی، جلد اوّل، حدیث نمبر 878- مسند احمد، جلد 4، حدیث نمبر 4344)

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں" **حجر اسود جنت سے نازل ہوا تو وہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا مگر انسانوں کی خطا کاریوں نے اسے سیاہ کر دیا"**۔(جامع ترمذی، جلد اوّل، حدیث نمبر 877)

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی

" اے پروردگار عالم ہم کو اس گھر کی عبادت کا طریقہ سکھا دے۔ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا، اور ہم کو احکام عبادت (کی بجا داری کے طریقے) بھی سکھا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر طریقہ بتایا"۔

یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے احرام باندھنے سے لے کر سر منڈانے تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سارا حج کروایا۔

جمرات (شیطان کو پتھر مارنے کی جگہ) کے مارنے پر شیطان ہر حجرے کے پاس آتا رہا۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام سات کنکریاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شیطان پر پھینکواتے تھے۔اس طرح تمام حج حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی رہنمائی میں کیا۔

حج سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ

"حج کے لئے تمام روئے زمین کے لوگوں کو پکار دے دو" ۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا" اے رب تعالیٰ! تمام لوگ زمین میں منتشر ہیں۔ میری آواز لوگوں تک کیسے جائے گی"؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا" آواز کا پہنچانا ہمارا کام ہے"۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام مقام ابراہیم والے پتھر پر کھڑے ہوئے۔ وہ پتھر اس قدر بلند ہوا کہ کوہ ابوقبیس اور دیگر تمام پہاڑوں سے اونچا ہوگیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آواز دی" اے انسان وجنات (آدمیو)۔تمہارے رب نے تمہارے لئے ایک گھر بنایا ہے اور تم کو حکم دیا ہے کہ تم اس کے گھر پر حج کرنے کے لئے آؤ۔ خواہ سواریوں پر آؤ یا پیادہ"۔

رب تعالیٰ نے (پروردگار عالم نے) اس آواز کو نہ صرف تمام آدمیوں کو بلکہ ماؤں کے شکم اور باپوں کی پشت میں سب ارواح کو وہ آواز پہنچا دی۔ سب ارواح لبیک لبیک پکار اٹھیں۔ جس نے ایک بار لبیک کہا وہ ایک حج کرے گا۔ جس نے دو بار لبیک کہا وہ دو حج کرے گا اور جس نے جتنی بار کہا وہ اتنی ہی بار حج کرے گا۔ اور جس نے بالکل لبیک نہیں کہا وہ حج نہیں کرے گا یعنی اس کو حج نصیب نہ ہوگا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام سے بہت محبت تھی۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام سات برس کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ " میری رضا کے لئے اپنی بہترین چیز قربان کر دے"۔آپ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا" حضرت اسماعیل علیہ السلام کو تیار کر دو میں اپنے دوست کے ہاں جا رہا ہوں۔اور اپنے ساتھ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بھی لے کر جاؤں گا"۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو غسل دیا۔ نئے کپڑے پہنائے۔ کنگھی کی۔ خوشبو لگائی۔ پھر تیار کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا اور کہا"میں نے اپنا کام اللہ کے سپرد کیا بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے" ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خفیہ طور پر ایک رسی اور ایک چھری اپنے پاس رکھی لی اور منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔

ان کے گھر سے روانہ ہونے کے بعد شیطان مشائخانہ صورت میں بی بی ہاجرہ کے پاس آیا اور کہا" کیا تو جانتی ہے کہ ابراہیم تیرے بیٹے کو کہاں لے جا رہے ہیں"؟ حضرت ہاجرہ نے جواب دیا" اپنے دوست کے ہاں گئے ہیں"- شیطان نے کہا" نہیں وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے لئے لے گئے ہیں"۔

حضرت ہاجرہ علیہ السلام نے جواب دیا" ایسا کون باپ ہے جو اپنے بیٹے کو ذبح کرلے اور پھر خلیل اللہ ایسا کام کیوں کریں گے"۔شیطان نے کہا" تو ٹھیک کہتی ہے لیکن ان کو اللہ کا حکم ہوا ہے"۔

حضرت ہاجرہ علیہ السلام نے کہا" اگر یہ حکم الٰہی ہے تو میں دل وجان سے راضی ہوں۔ یہ ایک بیٹا ہے اگر اس جیسے ہزار بیٹے بھی ہوں تب بھی میں اللہ کے راستے میں دینے کو تیار ہوں"۔شیطان وہاں سے مایوس ہو گیا۔پھر وہ موقع پا کر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس پہنچ گیا اور کان میں طرح طرح کے وسوسے ڈالنے۔حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بھی وہی جواب دیا" یہ تو میری ایک جان ہے۔اگر اس جیسی ہزار جانیں بھی اللہ تعالیٰ مجھے دے تو میں اللہ کی راہ میں قربان کرنے کو تیار ہوں"۔شیطان وہاں سے بھی مایوس ہو گیا اب وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وسوسے ڈالنے لگا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے ایک ڈھیلا (پتھر) مارا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو کہا" اے بیٹے میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھے اللہ کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں۔ تیری کیا رائے ہے"؟

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جواب دیا" اے میرے باپ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو حکم دیا ہے وہ پورا کریں۔آپ ان شاء اللہ مجھے صابروں میں سے پائیں گے"۔

اس کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمین میں لٹایا۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کی آنکھوں پر پٹی باندھی اور پھر چھری ہاتھ میں اٹھائی۔

اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام جنت کا وہ دنبہ لے کر حاضر ہو گئے تھے جو چالیس سال تک جنت میں چرتا رہا تھا۔(حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی)

پھر پہاڑ سے آواز آئی" اللہ اکبر اللہ اکبر" حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا" لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا" اللہ اکبر وللہ الحمد" اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر چلادی۔لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد جب آنکھوں سے پٹی کو کھولا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام آپ کے پاس کھڑے تھے۔اور جنت کا وہ دنبہ ذبح کیا ہوا زمین پر پڑا تھا۔اب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کو قبول فرمایا اور یہ تکبیریں تمام آنے والے لوگوں پر واجب ہو گئیں۔

تکبیریں:-

"اللہ اکبر، اللہ اکبر۔اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔اللہ اکبر، وللہ الحمد"

دو عظیم قربانیاں:-

ذوالحجہ سال کا آخری مہینہ	محرم الحرام سال کا پہلا مہینہ
عیدالاضحیٰ کی قربانی دس ذی الحجہ	واقعہ کربلا کی قربانی دس محرم
قربان ہوئے حضرت اسماعیل علیہ السلام	قربان ہوئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یہ بھی نبی کا لعل	یہ بھی نبی کا لعل
یہ ذبیح عظیم	یہ شہادت عظیم
ایک نے خواب نبھایا	ایک نے وعدہ نبھایا
یہ صبر کی ابتدا	یہ صبر کی انتہا
یہ کعبہ کو بنانے والے	یہ کعبہ کو بچانے والے
یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام	یہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت یوسفؑ کے زمانے میں بنی اسرائیل مصر میں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ حضرت یوسفؑ نے اپنے والد اور بھائیوں کے لئے ایک قطعہ زمین اس وقت کے فرعون (بادشاہ) "ریان بن ولید" سے حاصل کیا تھا۔

1520 قبل مسیح میں مصر پر فرعون بادشاہ مرنفتاح کی حکومت ہوگئی۔ یہ انتہائی ظالم اور جابر تھا اور خدائی کا دعوے دار تھا۔

بنی اسرائیل حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں سے تھے۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کے دین کے پیروکار تھے۔ اس لئے اس وقت بنی اسرائیل اللہ کے نزدیک سب سے بہتر جماعت تھی۔ جب بنی اسرائیل نے فرعون (بادشاہ) کو خدا ماننے سے انکار کر دیا تو بادشاہ اور اس کے حواریوں کے ظلم بڑھتے چلے گئے۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو غلام بنالیا اور گھٹیا کام کروانے لگے۔

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ " فرعون نے خواب میں دیکھا کہ ایک آگ بیت المقدس سے چلی ہے اور اس نے مصر کے تمام گھروں کو جلا ڈالا لیکن بنی اسرائیل بالکل محفوظ رہے۔ فرعون نے نجومیوں اور کاہنوں اور جادوگروں کو بلا کر تعبیر معلوم کی تو انہوں نے بتایا کہ "بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا اور اس کے ہاتھوں اہل مصر کی ہلاکت ہوگی"۔ (ابن کثیر)

فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں ہر پیدا ہونے والا بچہ مار دیا جائے۔ دس سال تک ایسا ہوتا رہا۔ پھر وہاں کے لوگوں نے کہا کہ "اگر بنی اسرائیل کے بچے ایسے ہی مارے جاتے رہے تو غلام اور مزدور لوگ کہاں سے آئیں گے"؟ اس پر بادشاہ نے حکم دیا کہ "ایک سال بچے مارے جائیں اور ایک سال چھوڑ دیئے جائیں"۔ (یعنی نہ مارے جائیں) چھوڑے جانے والے سال میں حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے اور مارے جانے والے سال میں حضرت موسی علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اللہ تعالی نے حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو وحی فرمائی (وحی الہام) "موسی (علیہ السلام) کو ایک صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے"۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ (ابن کثیر)

صندوق بہتا ہوا فرعون کے محل کے پاس پہنچ گیا۔ نوکروں نے صندوق اٹھایا اور محل میں فرعون کی بیوی آسیہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ وہ جلدی سے اٹھا کر فرعون کے پاس لے گئیں اور بولیں "اسے قتل نہ کرنا۔ شاید یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں"۔ (سورہ القصص، آیت نمبر 9)

حضرت موسیٰؑ کی والدہ نے جب حضرت موسیٰؑ کو صندوق میں رکھ کر دریا میں بہایا تو حضرت موسیٰؑ کی بہن بھی صندوق کے ساتھ چل دیں۔ یعنی حضرت موسی علیہ السلام کی بہن مریم صندوق کے ساتھ چل رہی تھیں۔ جب ملازم محل میں گئے تو وہ دروازے پر کھڑی ہو کر سب کچھ دیکھنے لگیں۔ اب دودھ پلانے کا مسئلہ آیا اور حضرت موسیٰؑ نے کسی کا دودھ نہ پیا تو وہ بہن اندر چلی گئیں اور فوراً بولیں "میں ایک گھرانے کو جانتی ہوں جو اس بچے کو دودھ پلائیں گے اور اس کی پرورش بھی کریں گے"۔ حضرت آسیہ نے یہ تجویز منظور کر لی۔ حضرت موسیٰؑ کی بہن مریم حضرت موسی علیہ السلام کو نوکروں کے ساتھ اپنے ہی گھر میں لے آئیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ بچہ فرعون کی نگرانی اور سرکاری تحفظ میں اپنی ہی والدہ کی گود میں پلنے بڑھنے لگا۔

جوان ہونے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس بات کا علم ہو گیا کہ وہ فرعونی (قبطی) نہیں بلکہ بنی اسرائیلی ہیں۔ بنی اسرائیل پر ظلم ہوتے دیکھ کر وہ دن رات کڑھتے رہتے اور بنی اسرائیل کی ہر طرح سے مدد کرتے رہتے۔ پھر ایک دن ایک بنی اسرائیلی کو بچاتے ہوئے ان کے ہاتھ سے ایک فرعونی قتل ہو گیا۔

فرعون کے خوف سے حضرت موسی علیہ السلام ڈر کر بھاگے اور مدین چلے گئے۔ وہاں پر وہ حضرت شعیبؑ کے گھر پہنچ گئے اور حضرت شعیبؑ کو سارا واقعہ سنایا۔ انہوں نے کہا "خوف نہ کرو اور آرام سے رہو۔ تم نے ظالم قوم سے نجات پالی ہے"۔ کچھ عرصے کے بعد حضرت شعیبؑ نے کہا "موسی میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک تم سے بیاہ دوں۔ اس شرط پر کہ آٹھ برس میری خدمت کرو اور اگر دس سال پورے کر دو تو وہ تمہاری طرف سے (احسان) ہے۔ میں تمہیں تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ تم مجھے ان شاء اللہ نیک لوگوں میں سے پاؤ گے"۔ (سورۃ القصص 27،25)

حضرت موسی علیہ السلام نے یہ شرط منظور کر لی۔ مدت مقررہ کے بعد آپؑ کا حضرت شعیبؑ کی ایک بیٹی سے نکاح ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے بھائیوں سے ملنے کے لئے مصر جانے کا پروگرام بنایا۔ راستے میں ملک شام کے بادشاہ سے خطرہ تھا۔ اس لیے غیر معروف راستہ اختیار کیا۔ سردی تھی۔ آگ کی تلاش شروع کی۔ کچھ دور پہاڑ پر آگ نظر آئی، لینے کے لئے طورِ سینا کی طرف چل دیئے۔ قریب پہنچے، تو ایک حیرت انگیز منظر دیکھا کہ ہرے سبز درخت کے اوپر آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں، مگر درخت کی کوئی شاخ جلتی ہے، اور نہ کوئی پتّا۔ دھواں ہے اور نہ تپش، جب کہ درخت کی سرسبزی و شادابی اپنے عروج پر ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ

جب آگ اُن کی طرف بڑھی، تو وہ گھبرا کر پیچھے ہٹے اور جیسے ہی واپسی کے لیے مُڑے، آواز آئی **''اے موسیٰؑ! یقیناً میں ہی تمہارا پروردگار ہوں، تم اپنی جوتیاں اُتار دو، تم طویٰ کی مقدّس وادی میں ہو۔ مَیں نے تم کو منتخب کرلیا ہے، تو جو حکم دیا جائے، اُسے کان لگا کر سُنو۔''(سورۂ طٰہٰ 13-12)**

اللہ تعالیٰ نے فرمایا" موسیٰ یہ تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ اسے اپنے ہاتھ سے نیچے پھینک دو"۔ انہوں نے اپنا عصاء پھینکا تو وہ سانپ بن کر دوڑنے لگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا" پکڑ لو ڈرو نہیں"۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پکڑا تو وہ پہلے کی طرح لاٹھی بن گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا"اے موسیٰ! اپنا ہاتھ اپنی بغل میں ڈال لو تو وہ سفید چمکتا ہوا نکلے گا۔ یہ دوسرا معجزہ ہے"۔

پھر فرمایا"اب تم فرعون کے پاس جاؤ۔ اس نے بڑی سرکشی اختیار کر رکھی ہے"۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ "الٰہی میرے بھائی ہارون کو میرا مددگار بنا دے"۔ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور سے اپنی اہلیہ کو مصر لے گئے۔ اور وہاں سے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنے ہمراہ لے کر فرعون کے پاس پہنچے۔ اسے دعوت اسلام دی لیکن اس نے کہا میں تمہیں قید کر دوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا خواہ میں تمہیں کوئی معجزہ دکھاؤں؟؟ فرعون نے معجزہ دکھانے کے لئے کہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی کو زمین پر رکھ دیا۔ فرعون نے لاٹھی کو اژدھا بنتے ہوئے دیکھا اور کہا کہ "یہ تو جادو ہے"۔ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ "ہم بھی اس قسم کا جادو دکھا سکتے ہیں"۔ فرعون نے تمام جادوگروں کو اکٹھا ہونے کا حکم دیا۔ دوسرے دن تمام جادوگروں کے سامنے مظاہرہ ہوا۔ پہلے فرعون کے جادوگروں نے اپنے چھوٹی چھوٹی رسیاں زمین پر ڈالیں۔ وہ چھوٹے سانپ بن کر زمین پر رینگنے لگیں۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی رکھی۔ جیسے ہی زمین پر لاٹھی رکھی وہ ایک اژدھا بن گئی اور جلدی جلدی سارے سانپوں کو کھا لیا۔ جادوگر حیران رہ گئے۔ اب تمام جادوگر زمین پر گر گئے اور اسلام قبول کر لیا۔ فرعون نے ان تمام جادوگر کو شہید کروا دیا۔

جادوگروں کے اسلام لانے اور انہیں بے دردی سے شہید کرنے کے بعد بھی فرعون کی سرکشی اور بداعمالیاں جاری رہیں۔ اس پر اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کو ہجرت کا حکم فرمایا۔

قرآن پاک سورۃ طٰہٰ، آیت نمبر 77 میں ارشاد ہے:

ترجمہ:"ہم نے موسی کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے بندوں کو لے کر راتوں رات نکل جاؤ۔ پھر ان کے لیے دریا میں (لاٹھی مار کر) خشک راستہ بنا دو۔ پھر تم کو نہ تو (فرعون کے) آ پکڑنے کا خوف ہوگا اور نہ (غرق ہونے کا) ڈر"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے دریائے قلزم کی طرف نکلے۔ یہ چھ لاکھ 30 ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے تھے۔ جن میں عورتیں اور بچے بھی تھے۔ فرعون کو جب علم ہوا تو اس نے بھی اپنے بے شمار لوگوں کو اکٹھا کیا اور پیچھا کرتا ہوا دریائے قلزم پر پہنچ گیا۔ بنی اسرائیل ڈر گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فوراً اپنا عصا دریا میں مارا۔ پانی دو حصوں میں بٹ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے تمام لوگوں کو لے کر اس میں اتر گئے اور دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔

فرعون نے جب یہ دیکھا تو اس نے بھی اپنے لوگوں کو دریا میں اترنے کا اشارہ کیا اور اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ جب فرعون کا تمام لشکر دریا میں اتر گیا تو اللہ تعالی نے دونوں طرف کے پانی کو ملا دیا اور فرعون کا پورا لشکر ڈوب گیا۔

آج بھی فرعون منفتاح ثانی کی حنوط شدہ لاش عبرت کا نشان بنی مصر کے عجائب خانے میں محفوظ ہے۔

حضرت موسی علیہ السلام فرعون کے غرق ہونے کے بعد بنی اسرائیل کے ساتھ بحیرہ احمر پار کر کے وادی سینا کی جانب چلے۔ وہاں کے لوگ بتوں کی پوجا کر رہے تھے۔ بنی اسرائیل ان کو دیکھ کر ویسا معبود چاہنے کی تمنا کرنے لگے۔ اور کہا"اے موسی ہمیں بھی ایسا معبود بنا دے"۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا"تم بہت جاہل ہو۔ کیا اللہ کے سوا تمہارے لئے کوئی اور معبود تلاش کروں؟ حالانکہ اس نے تم کو تمام جہان والوں پر فوقیت دی"۔ (سورہ الاعراف، آیت نمبر 140-138)

اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمانی کتاب دینے کا فیصلہ کیا۔ اور آپ علیہ السلام کو تیس راتوں کے لئے کوہ طور پر بلایا۔ پھر مزید دس راتوں کا اضافہ کر دیا گیا۔ حضرت موسی علیہ اسلام اپنی غیر موجودگی میں اپنے بھائی ہارون کو اسرائیل کی دیکھ بھال کی ذمہ داری دے گئے تھے۔ لیکن جب واپس آئے تو دیکھا کہ بنی اسرائیل بچھڑے کی پوجا کر رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے سخت ناراض ہوئے لیکن حضرت ہارون علیہ السلام نے بتایا کہ "مجھے ڈر تھا کہ یہ میری بات نہ مانیں گے اور مجھے قتل کر دیں گے"۔

حضرت موسی علیہ السلام نے اس بچھڑے کو جلا کر دریا میں پھینک دیا اور بنی اسرائیل نے اللہ سے توبہ کی۔

حضرت موسی علیہ السلام نے اس کے بعد بنی اسرائیل کو اللہ تعالی کی کتاب توریت سے درس وتدریس کو شروع کیا تو بنی اسرائیل پھر بہانے بنانے لگے۔انہوں نے کہا "اے موسی ہم کیسے یقین کرلیں کہ یہ کلام اللہ کا ہے۔ہوسکتا ہے تو خود بنا کر لے آیا ہو"۔اس پر حضرت موسی علیہ السلام ان لوگوں کے کہنے پر ان لوگوں کے چنے ہوئے 70 افراد کے ساتھ ایک مرتبہ پھر کوہ طور پر پہنچے۔وہاں پہنچ کر جب انہوں نے اپنے کانوں سے اللہ کا کلام سن لیا تو بولے "اے موسیٰ! ہم تو تیرے رب کو سامنے ظاہراً دیکھنا چاہتے ہیں"۔ایسا کہنا تھا کہ ایک زبردست بجلی کی کڑک گونجی اور تمام لوگ مر گئے۔حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی سے درخواست کی کہ "ان کو زندہ کردے"۔اس پر یہ لوگ دوبارہ زندہ ہوکر اٹھ کھڑے ہوئے۔

اس مرتبہ اللہ تعالی نے کوہ طور کو ان کے سروں پر معلق کر کے وعدہ لیا کہ جو کتاب انہیں دی گئی ہے اس پر عمل کرنا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کو ملک شام جانے اور اپنے باپ دادا کی سرزمین کافروں سے چھڑوانے کا حکم دیا۔حضرت موسی علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر وہاں پہنچ گئے-لیکن وہاں جا کر بنی اسرائیل نے کہا "اے موسی یہ تو بہت جابر لوگ ہیں ہم ان سے نہیں لڑیں گے۔اگر لڑنا ضروری ہے تو تم اور تمہارا رب ان سے لڑیں-ہم تو بس یہاں بیٹھے ہیں"۔(سورہ مائدہ،آیت نمبر 24)

حضرت موسی علیہ السلام اپنی قوم کے تمام تر نافرمانیوں کے باوجود سزا کے دوران بھی ان کے لیے رحمت کی دعا فرماتے رہے۔جب قوم نے دھوپ اور گرمی کی شکایت کی تو اللہ نے ان کے سروں پر ابر کا سایہ کردیا۔"من سلوا" ان کے لئے اتارا۔"من سلوا" سے تنگ آئے تو ترکاری، دال، ساگ اور گیہوں، پیاز وغیرہ کی فرمائش کردی۔پانی کی کمی پر عصا مارنے پر بارہ چشمے جاری ہوئے اور ہر قبیلے نے ایک ایک چشمہ سنبھال لیا-بنی اسرائیل اپنی اس ہٹ دھرمی اور نافرمانی کی وجہ سے چالیس سال تک صحرائے تیہ میں بھٹکتے رہے-جبکہ حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام بھی ان کے ساتھ رہے-

اس دوران صحرائے تیہ ہی میں "ہور" نامی ایک پہاڑ پر حضرت ہارون علیہ السلام کا انتقال ہوگیا اور انہیں وہیں دفن کردیا گیا۔

اپنی وفات سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالی سے دعا کی کہ " اے اللہ اس آخری وقت میں مجھے عرض مقدس کے قریب کردے"-اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی-موت کے فرشتے نے انہیں ایک عمدہ خوشبو سنگھا کر روح قبض کی۔فرشتوں نے آپ کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔اس وقت آپ کی عمر مبارک 120 سال تھی۔

بنی اسرائیل کے سب لوگ بھی مر کھپ گئے۔اب بنی اسرائیل کی اولاد میں سے حضرت یوشع علیہ السلام بن نون اور حضرت کالب علیہ السلام بچ گئے۔پھر سزا کے یہ چالیس سال پورے ہوئے۔

چالیس برس کی مدت پوری ہونے کے بعد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی قیادت میں بنی اسرائیل شام اور بیت المقدس میں داخل ہوئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 46-45)

ترجمہ: ''پھر فرشتے نے حضرت مریم علیہ السلام سے کہا'' اے مریم اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی یعنی (ایک فرزند کی) جس کا نام عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ صاحب جاہ و منزلت ہوگا، دنیا اور آخرت میں اور بارگاہ الٰہی میں قرب والا ہوگا، لوگوں سے پالنے میں باتیں کرے گا اور پکی عمر میں بھی''۔

حضرت مریمؑ نے جواب دیا'' اے میرے رب میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا مجھے تو کبھی کسی مرد نے ہاتھ بھی نہیں لگایا'' ۔ (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 47)

فرشتے نے کہا:

ترجمہ: ''اگر اللہ چاہے تو یونہی پیدا فرما دیتا ہے جب وہ کسی کام کا حکم دیتا ہے تو اس سے کہتا ہے ''کُن'' (ہوجا) تو وہ فوراً ہوجاتا ہے''۔ (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 47)

پھر جب حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے تو انہوں نے پالنے میں ہی اپنی نبوت کا اعلان کیا اور باتیں کرنے لگے۔ لوگوں نے درخواست کی کہ ایک پرندہ بنائیں بغیر پروں کا اور اسے اُڑا کر دکھائیں، حضرت عیسیٰؑ نے پرندہ بنایا اور اسے پھونک مار کر اڑا دیا۔ یہ پرندہ چمگادڑ ہے۔ حضرت عیسیٰؑ اندھوں کو برص، والوں کو اور کوڑھیوں کو تندرست کر دیتے تھے۔

حضرت عیسیٰؑ برابر دعوت تبلیغ فرماتے رہے، لیکن بنی اسرائیل آپ کے بے شمار معجزوں کے باوجود آپ پر ایمان نہ لائے، بہت کم لوگوں نے آپ کا ساتھ دیا یہ لوگ آپ کے حواری کہلائے لیکن انکی تعداد بہت ہی کم تھی۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی دعوت تبلیغ سے باز نہ آئے تو کفار اور بنی اسرائیل نے آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، ایک سازش تیار کی گئی۔ اس کا باقاعدہ طریقہ کار طے کیا گیا اور اس طریقہ کار کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گھر کو ان لوگوں نے گھیر لیا۔ اب اندر ایک شخص نے پہلے جا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کام تمام کرنا تھا اور پھر بعد میں باہر والے لوگوں نے اندر اس شخص کی مدد کو پہنچنا تھا۔ طریقہ کار کے مطابق وہ شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوا، اللہ تعالیٰ اس سے پہلے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آگاہ فرما چکے تھے، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 57-55 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: "اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا، اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور تجھے کافروں سے پاک کردوں گا اور تیرے پیروکاروں کو قیامت تک منکروں پر غالب رکھوں گا۔ پھر تم سب میری طرف پلٹ کر آؤ گے تو میں تم میں جھگڑنے والی بات پر فیصلہ کردوں گا۔ اور کافروں کو دنیا و آخرت میں سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ ان کو پورا پورا اجر دے گا اور ظالم اللہ تعالیٰ کو نہیں بھاتے"۔

پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ شخص جو آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے آیا تھا، داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ کردی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا۔ جب اس شخص کے مددگار اندر داخل ہوئے تو انہوں نے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، جو حقیقت میں ان کا ساتھی تھا انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اس کو قتل کر دیا۔ اب لگے اپنے ساتھی کو ڈھونڈنے، جب وہ مقتول کی شکل کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔ اور جب اس شخص کے ہاتھ پاؤں کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ ہمارا ساتھی ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کو ایک معمہ بنا دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام 33 برس تک اس دنیا میں رہے۔ اب جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں آئیں گے تو وہ زمانہ وہ ہوگا جب لوگ امام مہدی کی سربراہی میں دجال سے ڈر کر بیت المقدس کی پہاڑی میں محصور ہوجائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد دجال کو ختم کریں گے۔

اس کے بعد مسلمان چین اور سکون سے زندگی بسر کریں گے، زمین اپنی برکات نکال دے گی یعنی ہر چیز میں برکت ہوگی۔ اس کے بعد یاجوج ماجوج نکل آئیں گے۔ وہ آکر دنیا میں تباہی مچائیں گے۔ تمام پانی پی لیں گے تمام چارہ کھالیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر کوہ طور پر چلیں جائیں گے، کیونکہ یاجوج ماجوج سے مقابلہ کسی کے بس کی بات نہ ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی محصور ہوجائیں گے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے کہنے پر بدعا کریں گے، پس اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا اور حلق میں ایک پھوڑا نکال دیں گے۔ جس کی وجہ سے ان کے جسم پھٹ جائیں گے، اور یہ تمام کے تمام مرجائیں گے۔

دنیا میں حضرت عیسیٰؑ کا نزول امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے ہوگا۔ چنانچہ آپ قرآن وحدیث اور اور اسلامی شریعت پر عمل کریں گے۔

حضرت عیسیٰؑ نزول کے بعد دنیا میں نکاح کریں گے، آپ حج بھی کریں گے اور آپ کی اولاد بھی ہوگی۔ نکاح کے بعد آپ کا قیام انیس برس تک ہوگا، پھر حضرت عیسیٰ کا انتقال ہوجائے گا۔ اور مسلمان آپ کو نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیں گے۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے مطابق قبیلہ تمیم کے ایک شخص کو جس کا نام معقد ہوگا خلیفہ مقرر کریں گے، پھر اس کا بھی انتقال ہوجائے گا۔ اس کے بعد قیامت کی نشانیاں جلدی جلدی ظاہر ہوں گی۔

شجرہ نسب

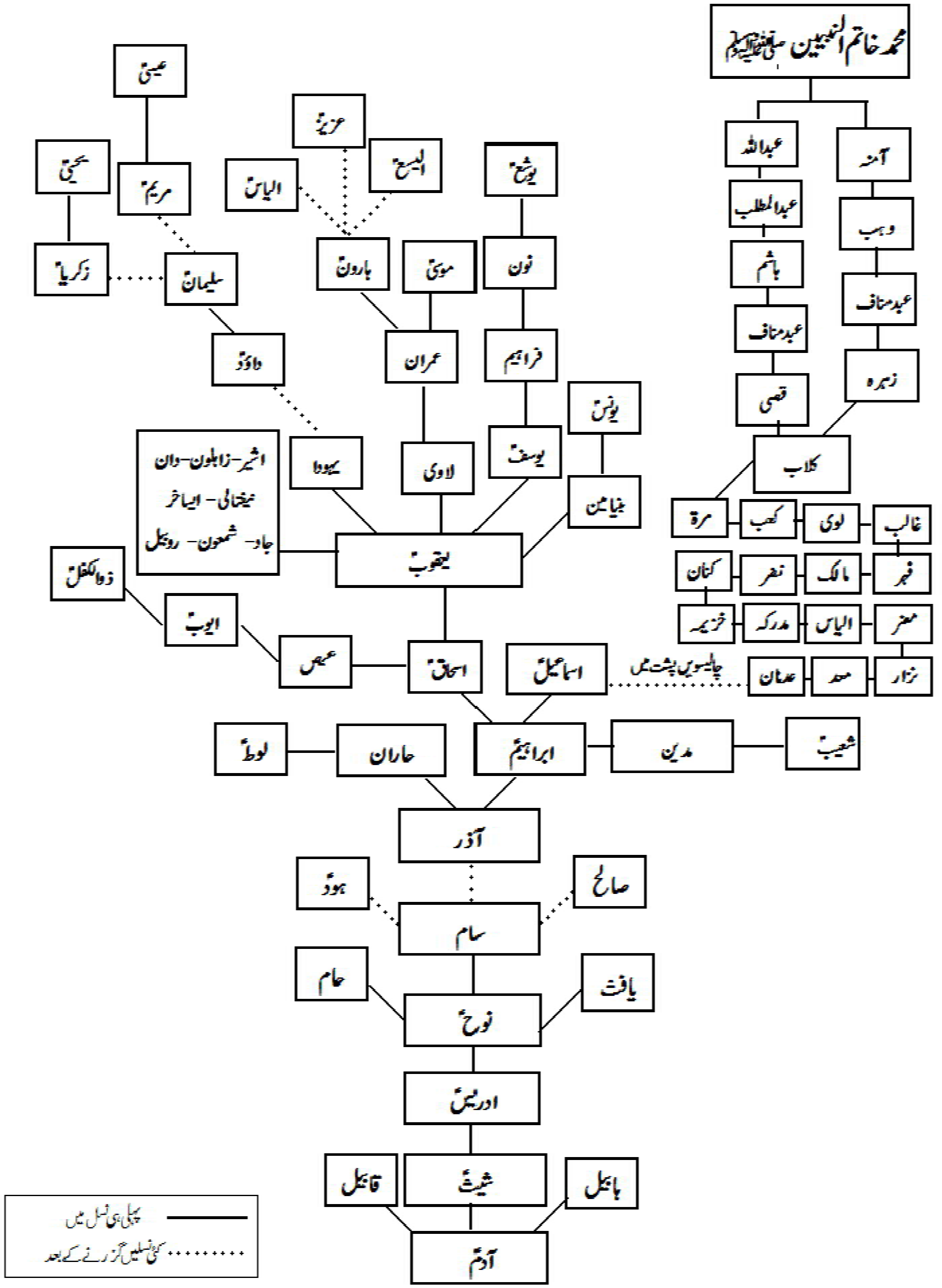
محمد خاتم النبیین ﷺ
عبداللہ
آمنہ
عبدالمطلب
وہب
ہاشم
عبد مناف
عبد مناف
زہرہ
قصی
کلاب
مرۃ
کعب
لوی
غالب
کنان
نضر
مالک
فہر
خزیمہ
مدرکہ
الیاس
مضر
عدنان
معد
نزار
چالیسویں پشت میں
عیسیٰ
یحییٰ
مریم
زکریا
سلیمان
داؤد
عزیز
الیسع
الیاس
ہارون
موسیٰ
یوشع
نون
عمران
افرائیم
یونس
یہودا
لاوی
یوسف
بنیامین
اشیر-زابلون-دان
نیفتالی - ایساخر
جاد- شمعون - روبیل
یعقوب
ذوالکفل
ایوب
عیص
اسحاق
اسماعیل
لوط
حاران
ابراہیم
مدین
شعیب
آذر
ہود
صالح
سام
حام
یافث
نوح
ادریس
قابیل
شیث
ہابیل
آدم
پہلی ہی نسل میں
کئی نسلیں گزرنے کے بعد

ارکانِ اسلام اور ارکانِ ایمان

ارکانِ اسلام

ارکان اسلام پانچ ہیں۔

1۔گواہی دینا کہ اللہ ایک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد (خاتم النبیین ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

2۔نماز قائم کرنا۔　3۔زکوۃ ادا کرنا۔　4۔رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔　5۔استطاعت ہو تو حج کرنا۔

ارکانِ ایمان

اسلامی عقیدۂ ایمان کے چھ ارکان ہیں۔

1۔ اللہ پر ایمان لانا۔　2۔ اس کے فرشتوں پر ایمان لانا۔　3۔ اس کی کتابوں پر ایمان لانا۔

4۔ اس کے رسولوں پر ایمان لانا۔　5۔ آخرت کے دن پر ایمان لانا۔　6۔ تقدیر کے اچھے اور برے ہونے پر ایمان لانا۔

اللہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ایک ہے۔ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ وہی عبادت کے لائق ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ یعنی سورۃ الاخلاص کی صفات پر جو ہستی پورا اترتی ہے وہ ہمارا معبود ہے۔

ایمانیات

ایمان کسے کہتے ہیں؟

حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ اپنے رب کے پاس سے جو کچھ لائے ان سب کو حق جاننے اور سچے دل سے ماننے کو ایمان کہتے ہیں۔

ایمان کے بیان کی قسمیں

ایمان کے بیان کی دو قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

1۔ ایمان مُجمل　2۔ایمان مُفَصَّل

1- ایمان مُجمل

ایمان کے اجمالی (یعنی مختصر) بیان کو ایمان مُجمل کہتے ہیں۔ ایمان مُجمل یہ ہے:

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ

ترجمہ: ”میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفتوں کے ساتھ ہے۔ اور میں نے اس کے تمام احکام قبول کئے زبان سے اقرار کرتے ہوئے اور دل سے تصدیق کرتے ہوئے“۔

2- ایمان مُفَصَّل

ایمان کے تفصیلی بیان کو ایمان مُفَصَّل کہتے ہیں۔ ایمان مُفَصَّل یہ ہے:

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ

ترجمہ: ”میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر“۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہمارا دین

ہم مسلمان ہیں۔مسلمان صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں-مسلمان کا مطلب ''فرمانبردار'' یعنی اللہ کو ایک ماننے والا-مسلمان کو مومن بھی کہتے ہیں-مومن کا مطلب ہے ''اللہ کی ماننے والا''-

ہمارا دین اسلام ہے۔اسلام کا مطلب ہے''امن والا مذہب''-دین اسلام سچائی، صفائی، بھلائی اور اچھائی سکھاتا ہے۔

1-کلمہ طیبہ:-

اسلام کا کلمہ یہ ہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ الله

ترجمہ: -''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔حضرت محمد (خاتم النبیین ﷺ) اللہ کے رسول ہیں''۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ الله کا زبان سے اقرار اور دل سے یقین ضروری ہے-اسلام زبان سے اقرار اور ایمان دل سے یقین کا نام ہے-

کلمہ طیبہ دو شہادتوں پر مشتمل ہے اور جو کوئی ان دو شہادتوں کا اقرار کر لیتا ہے وہ صاحب ایمان ہو کر حلقہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے-یعنی توحید اور رسالت کا اقرار ہی الوہیت کی گواہی ہے اور وہ یہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں-

کلمہ طیبہ چار چیزوں سے قبولیت اختیار کرتا ہے: (1) نماز　(2) روزہ　(3) زکوۃ　(4) حج　(ان کے بغیر یہ کلمہ نفع نہیں دیتا)

1-حدیث:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''ہر وہ شخص جہنم سے نکلے گا جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّااللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ الله کہا ہوگا''- (بخاری)

2-حدیث:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''جب قیامت کا دن ہوگا تو مجھے شفاعت کی اجازت دی جائے گی-میں عرض کروں گا ''میرے رب جنت میں ہر اس شخص کو داخل فرما دیجئے جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو''-چنانچہ اللہ عزوجل میری اس شفاعت کو قبول فرمالیں گے اور وہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے-پھر میں عرض کروں گا ''اے میرے رب جنت میں ہر اس شخص کو داخل فرما دیجئے جس کے دل میں ذرا سا بھی (ذرہ برابر) ایمان ہو''-(بخاری)

3-حدیث:

حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''ایمان کا مزہ اس نے چکھا (اور ایمان کی لذت اسے ملی) جو اللہ عزوجل کو رب، اسلام کو دین اور محمد خاتم النبیین ﷺ کو رسول اللہ ماننے پر راضی ہوا''-(مسلم)

4-حدیث:

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''جس شخص کو بھی اس حال میں موت آئے کہ وہ پکے دل سے گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں (یعنی حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ) اللہ کا رسول ہوں تو اللہ عزوجل ضرور اس کی مغفرت فرمائیں گے''-(مسند احمد)

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ اپنی تصنیف میں تحریر فرماتے ہیں:

کلمہ طیبہ کے چار گواہ ہیں:

(1) اقرار زبان سے　(زبان گواہ ہوئی)　(2) تصدیق دل سے　(دل گواہ ہوا)

(3) لانفی　(نہیں کوئی معبود)　(4) محمد رسول خاتم النبیین ﷺ　(کی گواہی)

لہذا جو کلمہ گو ان گواہوں سے کلمہ پڑھے گا-امید قوی ہے کہ وہ جان کنی کے وقت بھی اسی طرح پڑھے گا-اور جب بوقت حشر اٹھے گا اور کہے گا لَآ اِلٰہَ اِلَّااللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ تو اس کے دو بازو مثل پر کے ہوں گے کہ ان سے اڑ کر بہشت میں داخل ہوگا-

2-نماز:-

نماز تمام عبادات میں سے سب سے اہم عبادت ہے---نماز ارکانِ اسلام کا دوسرا اہم رُکن ہے۔یہ شب معراج میں فرض ہوئی-اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس کا ذکر 700 مرتبہ کیا ہے-

فرض نمازیں پانچ ہیں: 1۔ فجر 2۔ظہر 3۔عصر 4۔مغرب 5۔عشاء

پانچوں نمازوں میں ادا کی جانے والی رکعتیں درج ذیل ہیں۔

فجر :(دوسنت، دو فرض)　　**ظہر**:(چارسنت ، چارفرض، دوسنت، دونفل)　　**عصر**:(چارسنت، چارفرض)

مغرب:(تین فرض، دوسنت، دونفل)　　**عشاء**:(چارسنت، چارفرض،دوسنت، دونفل، تین وتر، دونفل)

1- قرآن پاک سورۃالعنکبوت،آیت نمبر 45 میں ارشادخداوندی ہے:

ترجمہ:"جو کتاب آپ(خاتم النبیین ﷺ) پروحی کی گئی ہے اسے پڑھیئے اور نماز قائم کیجئے،یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے"۔

2- قرآن پاک سورۃالبقرۃ،آیت نمبر 153 میں ارشادخداوندی ہے:

ترجمہ:"اے ایمان والو!صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو،بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

3- قرآن پاک سورۃالمائدہ،آیت نمبر 12 میں ارشادخداوندی ہے:

ترجمہ:"اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم رکھو گے اور زکوۃ دیتے رہو گے"۔

احادیث:-

1- حدیث:-رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشادفرمایا:"قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے فرض نماز کا حساب لیا جائیگا۔اگر نماز درست ہوئی تو وہ کامیاب وکامران ہوگا،اوراگر نماز درست نہ ہوئی تو وہ ناکام اور خسارہ میں ہوگا"۔(ترمذی،ابن ماجہ،نسائی،ابوداؤد،مسنداحمد)

2- حدیث:-حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے دریافت کیا"اللہ کو کونسا عمل زیادہ محبوب ہے"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشادفرمایا"نماز کو اس کے وقت پرادا کرنا"۔حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا"اس کے بعد کونسا عمل اللہ کو زیادہ پسند ہے"؟تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"والدین کی فرمانبرداری"۔حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا"اس کے بعد کونسا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے"؟تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا"۔(بخاری،مسلم)

3- حدیث:-رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشادفرمایا:"نماز کا چھوڑنا مسلمان کو کفروشرک تک پہنچانے والا ہے"۔(صحیح مسلم)

4- حدیث:-رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشادفرمایا::"جو شخص قرآن پاک یاد کر کے بھلا دیتا ہے اور جو فرض نماز چھوڑ کر سوتا رہتا ہے اس کا سر(قیامت کے دن) پتھر سے کچلا جائیگا"۔(بخاری)

5- حدیث:-سرکارمدینہ سرورقلب وسینہ خاتم النبیین ﷺ کا فرمان عالیشان ہے''جس نے نماز کے معاملے میں سستی برتی اللہ عزوجل اسے پندرہ قسم کی سزائیں دے گا۔ان میں سے چھ دنیا میں،تین موت کے وقت،تین قبر میں اور تین قبر سے نکلنے کے بعددی جائیں گے۔

دنیا کی چھ سزائیں یہ ہیں:- 1۔اللہ عزوجل اس کی عمر سے برکت زائل فرمادے گا۔ 2۔نیک بندوں کے چہروں کی سی چمک دمک اس سے چھین لے گا۔

3۔اللہ عزوجل اسے کسی عمل کا اجروثواب نہیں دے گا۔ 4۔اس کی کوئی دعا آسمان تک بلند نہ ہونے دے گا۔

5۔دنیا میں لوگوں کے سامنے ذلیل وخوار ہوگا۔ 6۔اس کے لیے نیک لوگوں کی دعاؤں میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔

موت کے وقت کی سزائیں یہ ہیں:-

1۔ذلیل ہوکر مرے گا- 2۔بھوکا مرے گا- 3۔پیاسا مرے گا اگر ساری دنیا کے دریاؤں کا پانی بھی پلادیا جائے گا تب بھی پیاس نہ بجھے گی۔

قبر میں ہونے والی سزائیں یہ ہیں

1۔ اللہ عز وجل اس کی قبر تنگ کر دے گا اور قبر اس کو شدت سے بھینچے گی کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی۔

2۔ اس کی قبر میں آگ جلائی جائے گی اور دن رات اس میں الٹ پلٹ کیا جاتا رہے گا۔

3۔ اللہ عز وجل قبر میں اس پر ایک اژدھا (خوفناک سانپ) مسلط کرے گا جس کا نام ''الشجاع الاقرع'' (یعنی گنجا سانپ) ہے اس کی آنکھ آگ کی اور ناخن لوہے کے۔ ہر ناخن کی لمبائی ایک دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔ اس کی آواز بجلی کی کڑک کی مانند ہوگی وہ اس سے کہے گا میں ''الشجاع الاقرع'' ہوں مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے نماز صبح ترک کرنے کی سزا میں صبح تا ظہر ماروں اور نماز ظہر کے ترک کرنے پر ظہر تا عصر، نماز عصر کے ترک کرنے پر عصر تا مغرب، نماز مغرب کے ترک کرنے پر مغرب تا عشاء اور نماز عشاء کے ترک کرنے پر عشاء سے فجر تک مارلگاؤں گا وہ جب بھی مارے گا تو مردہ بے نمازی ستر گز تک زمین میں دھنس جائے گا پھر اژدھا اپنے ناخنوں کو زمین میں داخل کرے گا اور اس کو نکالے گا قبر میں لائے گا بے نمازی کی یہ سزا قیامت تک جاری رہے گی۔

قبر سے نکلنے کے بعد کی سزائیں

i)۔ حساب کتاب سختی سے لیا جائے گا۔ ii)۔ حق تعالی اِس پر غصّہ ہوگا۔ iii)۔ جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

iv)۔ ایک روایت میں ہے کہ اِس کے چہرے پر تین سطریں لکھی ہوئی ہوں گی:

پہلی سطر! او اللہ کے حق کو ضائع کرنے والے۔ دوسری سطر! او اللہ کے غصّہ کے ساتھ مخصوص۔

تیسری سطر! جیسا کہ تو نے دنیا میں اللہ کے حق کو ضائع کیا آج تو اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔ (فضائل اعمال، مولانا محمد زکریا- غنیۃ الطالبین)

3-روزہ:-

روزہ ارکان اسلام کا تیسرا اہم رکن ہے- روزہ سن 2 ہجری میں فرض ہوا-

آیت:-قرآن پاک سورہ بقرہ، آیت نمبر 184 میں ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ''۔

حدیث:- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''اگر اللہ کے بندے رمضان کی فضیلت جان لیں تو میری امت تمام سال روزے سے رہنے کی خواہش مند ہو جائے''- (بیہقی، ترغیب)

1۔ رحمت الٰہی کا نزول:- رمضان کے پورے ماہ میں پوری دنیا پر رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ یہ خاص بات ہے کہ اسی رحمت الٰہی کا نزول بیت اللہ میں ہر وقت ہوتا ہے۔ اب بیت اللہ اگر کوئی جائے گا تو اس رحمت کو پائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ویسی ہی رحمت پوری دنیا میں اپنے مومنین کو فیض یاب کرنے کے لئے سال کے ایک ماہ میں اتاری اور وہ مہینہ ہے رمضان المبارک کا مہینہ۔ رمضان المبارک میں ساری دنیا میں اللہ تعالی کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اگر ایک مسلمان چاہے تو وہ اس ماہ میں 24 گھنٹے حالت عبادت میں لکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً صبح اٹھے، سحری تیار کی، سحری تیار کرنا، سحری کھانا سنت ہے، یہ عبادت ہوئی پھر نماز فجر کی عبادت، پھر نماز اشراق اور چاشت وغیرہ، روزہ تو ہے ہی عبادت، پھر نماز فی الزوال اور ظہر، عصر کی نماز پھر مغرب کے وقت روزہ افطار کیا۔ اب یہ افطار بھی عبادت ہے- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''لگا تار روزے مت رکھو، روزہ افطار بھی کیا کرو"، اب یہ کھانا پینا بھی عبادت ہے، گویا سحری اور افطاری کھانا عبادت، سحری کے لیے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا

حدیث: **ترجمہ:** ''سحری ضرور کھایا کرو کہ یہ برکت والا کھانا ہے'' (بخاری و مسلم)

پھر فرمایا کہ

حدیث: ترجمہ: ''ہمارے اور یہود و نصاریٰ کے روزوں میں یہ فرق ہے کہ ہم سحری کھاتے ہیں اور وہ سحری نہیں کھاتے''۔ (مسند احمد)

رات کو تراویح عبادت، پھر صلوٰۃ لیل اس کے بعد بندہ جب سوتا ہے تو بے فکری سے نہیں سوتا، ہر بندے کو صبح روزے کی فکر ہوتی ہے کوئی تہجد کی فکر کرتا ہے کہ وقت پر اٹھنا کہ تہجد پڑھ سکوں اور کوئی سحری بنانے کی فکر کرتا ہے۔ اگر ایک بندہ ایک عبادت کرنے کے بعد دوسری عبادت کی فکر میں رہتا ہے تو اس کا یہ فکر میں رہنا اس کی طرف سے عبادت ہے۔ تو گویا رات کے وقت ہمارا سونا بھی عبادت۔ اس طرح مومن رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کی یہ رحمتیں خاص طور پر لوٹ سکتا ہے۔ اور اس کرم پر ایک کرم اللہ مومنین کے لیے یہ فرماتا ہے کہ رمضان المبارک میں شیاطین کو جکڑ کر سمندر میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اس وجہ سے یہ عام مشاہدہ ہے کہ ہم رمضان المبارک میں جو عبادات کرتے ہیں وہ

غیر رمضان میں کر ہی نہیں سکتے۔

حدیث قدسی:- فرمان الٰہی ہے: ترجمہ: ’’روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی بندے کو روزے کی جزا دوں گا‘‘۔ (صحیح بخاری شریف)

اب اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ جزا کیا ہوگی؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے لیے جو انعامات رکھے ہوئے ہیں وہ نہ کسی آنکھوں نے دیکھے، نہ کسی کانوں نے سنیں، اور نہ ہی کسی کے دماغ میں ان انعامات کا گمان ہو سکتا ہے۔

4-زکوٰۃ:-

زکوٰۃ ارکان اسلام میں سے چوتھا اہم رکن ہے۔ زکوٰۃ ایک اہم اسلامی عبادت ہے یہ سن 2ھ میں فرض ہوئی۔ زکوٰۃ مخصوص مال کا مخصوص شخص کو مالک بنانا ہے۔ ہر آزاد مسلمان، مکلف اور صاحب نصاب پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اس میں ایک طرف زکوٰۃ دینے والا ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور دوسری جانب غرباء اور مساکین کی حاجت پوری ہوتی ہے۔ جس سے معاشرتی امن وامان اور سکون کے فروغ میں مدد ملتی ہے۔

زکوٰۃ کے لفظی معنی پاکیزگی اور برکت ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ دینے والا گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے۔ مال پاک ہو جاتا ہے اس میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے اس عمل کو زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ زکوٰۃ دینے والے کی ایمان واسلام میں صداقت کی علامت ہے۔ چونکہ زکوٰۃ ایک عبادت ہے لہٰذا دیگر عبادات نماز، روزہ اور حج کی طرح اس میں نیت کرنا ضروری ہے۔

مال زکوٰۃ کن لوگوں پر خرچ کیا جائے:- زکوٰۃ کا مال درج ذیل لوگوں پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔

1۔فقیر 2۔مسکین 3۔عامل (یعنی حکومت اسلامیہ کی جانب سے زکوٰۃ وصول کرنے والا) 4۔رقاب (یعنی غلام کی آزادی کے لیے)

5۔غارم (یعنی قرض میں جکڑا ہوا) 6۔فی سبیل اللہ 7۔مسافر

زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ:- ساڑھے سات تولے سونا اور 40 یا 52 تولے چاندی پر زکوٰۃ ہے۔ اب ان کی قیمت نکلوائی جائے گی اور پھر زکوٰۃ نکالنے کے لیے ضروری ہے کہ معلوم ہو کہ زکوٰۃ کتنے روپوں پر نکلتی ہے۔ زکوٰۃ 100 روپے پر اڑھائی روپے، ہزار روپے پر 25 روپے اور ہر پانچ ہزار پر 125 روپے (فتاویٰ عالمگیری)

چاندی کے اعتبار سے پورا سال گزر جانے پر ڈھائی روپے سینکڑہ یا 25 روپے فی ہزار زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے۔ یہ مال کا چالیسواں حصہ بنتا ہے۔ اب دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنا کم فریضہ رکھا ہے اور یہ بھی ہمارے ہی کام آنے والا مال ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہم سے ہماری ہی بہتری کے لیے خرچ کرواتا ہے۔

فضائل زکوٰۃ:- قرآن اور سنت کے مطابق نماز کے بعد زکوٰۃ کا حکم ہے، زکوٰۃ کے گوناگوں فضائل ہیں۔

1۔ہدایت پانے والے:-

ترجمہ: ’’مومنین کے لے ہدایت اور خوشخبری ہے، جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں‘‘۔ (سورہ نمل، آیت نمبر 2-3)

ترجمہ: ’’ اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور وہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرا پس یہی لوگ ہدایت یافتہ ہوں گے‘‘۔ (سورہ توبہ، آیت نمبر 18)

2۔فلاح پانے والے:-

سورہ لقمان، آیت نمبر 4 اور 5

ترجمہ: ’’جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں وہ آخرت پر ایمان لاتے ہیں۔، وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں‘‘۔

سورہ مومنون، آیت نمبر 1-4

ترجمہ: ’’تحقیق مومنین نے فلاح پائی، وہ لوگ جو اپنی نماز میں ڈرتے ہیں یعنی عاجزی کرتے ہیں اور وہ لوگ جو بے ہودہ باتوں سے اعراض کرتے ہیں اور وہ لوگ جو زکوٰۃ دیتے ہیں‘‘۔

3۔رحمت خداوندی کے مستحق

سورہ اعراف، آیت نمبر 156

ترجمہ: ’’اور میری رحمت ہر شے پر حاوی ہے، بس میں ان لوگوں کے لیے اسے لکھ لوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں‘‘۔

سورہ نور، آیت نمبر 56

ترجمہ: ''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے''۔

5-حج:-

حج ارکان اسلام کا پانچواں اہم رکن ہے- حج 9 ہجری میں فتح مکہ کے بعد فرض ہوا-

حج کی تعریف:- حج مقررمہینوں میں، مقرر ایام کے اندر، مقرر عبادات کرنے کا نام ہے- نبی کریم نے فرمایا "حج وقوف عرفہ کا نام ہے"-(سنن نسائی، جامع ترمذی)

اسلئے وقوف عرفات کو حج کا رکن اعظم کہتے ہیں جس کے بغیر حج نہیں-

آیت:- قرآن مجید میں سورہ البقرہ، آیت نمبر 197 میں ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: "حج کے کئی مہینہ ہیں جانے ہوئے (یعنی یکم شوال سے 10 ذی الحج تک) تو جو شخص ان ایام میں حج کی نیت کرے (حج کا احرام باندھے) تو پھر نہ کوئی فحش بات کرے، اور نہ حکم عدولی درست ہے، اور نہ ہی کسی قسم کا جھگڑا کرے- اس کو چاہئے کہ ہر وقت نیک کام میں لگا رہے اور جو کوئی نیک کام کیا جائے گا اللہ اسے جانتا ہے اور زاد راہ ساتھ لے- لو بے شک سب سے بہتر زاد راہ تقویٰ ہے اور اے عقل والو! ہر وقت مجھ سے ڈرتے رہو"-

1- حدیث:- حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا": جس نے اللہ کی رضا کے لئے حج کیا اور اس طرح کہ اس حج میں نہ رفث ہو (یعنی فحش بات نہ ہو) اور نہ فسق ہو (یعنی حکم عدولی نہ ہو، اللہ کا ہر حکم مانا جائے) تو وہ گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا جیسے اُس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا"- (متفق علیہ بخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، ۱ / ۵۱۲، حدیث: ۱۵۲۱)

حج اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب استطاعت، عاقل بالغ اور تندرست مسلمان مرد اور عورت پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض قرار دیا ہے۔ حج ایک جامع عبادت ہے۔

2- حدیث:- حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے ''نیکی والے حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں''۔ (متفق علیہ، مشکوۃ)

3- حدیث:- حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "جس شخص کے پاس اتنا خرچ ہو اور سواری کا انتظام ہو کہ بیت اللہ شریف جا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں اس بات میں کہ وہ یہودی ہو کر مرجائے یا نصرانی ہو کر-" (ترمذی، مشکوۃ)

4- حدیث:- ایک حدیث میں حضرت عائشہؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہم دیکھتے ہیں کہ جہاد سب اعمال سے افضل ہے کیا ہم عورتیں جہاد نہ کیا کریں"؟ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "تمھارے لیے افضل جہاد مقبول حج ہے''۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 1861)

5- حدیث:- حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "بوڑھے اور ضعیف لوگوں کا اور عورتوں کا جہاد حج اور عمرہ ہے"۔ (مسند احمد، حدیث نمبر 4063)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تسبیحات صبح وشام

1۔ تیسرا کلمہ   2۔ پہلا کلمہ   3۔ استغفار

4۔ درود شریف   5۔ لَاحَولَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ

6۔ سُبحَانَ اللهِ وَبِحَمدِهٖ سُبحَانَ اللهِ العَظِيم   7- اللهُ الصَّمَد

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جہاد فی سبیل اللہ

جہاد کے لغوی معنی کوشش اور محنت کے ہیں۔

شریعت میں جہاد سے مراد ہر وہ محنت اور کوشش ہے جو اللہ کی راہ میں کلمۃ اللہ کو بلند کرنے اور دین کو قائم کرنے کے لئے کی جائے۔

جہاد کی اقسام: جہاد کی چھ اقسام ہیں:

(1) جہاد بالنفس (جہاد اکبر) (2) جہاد بالمال (3) جہاد باللسان (4) جہاد بالعلم (5) جہاد بالقلم (6) جہاد بالقتل

(1) جہاد بالنفس:۔ جہاد بالنفس یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی شرارت اور سرکشی کے خلاف جدوجہد کرے اور اسے اللہ کے احکامات کا پابند بنائے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اسے جہاد اکبر سے تعبیر فرمایا ہے۔آپ خاتم النبیین ﷺ جب میدان جنگ سے واپس لوٹتے تو فرماتے:

''ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹے ہیں''۔

(2) جہاد بالمال:۔ انسان اپنے مال کو اللہ کی عطا جانے اور اس مال و دولت کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

''مشرکین سے جہاد کرو اپنے مالوں سے، اپنی زبانوں سے اور اپنی جانوں سے''۔(سنن ابی داؤد، جلد 2، حدیث نمبر 2504)

(3) جہاد باللسان:۔ یہ زبان سے جہاد ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ حق کو تسلیم کر لینے کے بعد اسے دوسروں تک پہنچایا جائے۔ابلاغ حق کیا جائے۔ظالموں کو ان کے ظلم پر متنبہ کیا جائے۔اور غلط کاروں کو ان کی غلط کاریوں پر آگاہ کیا جائے۔

(4) جہاد بالعلم:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ علم و حکمت سے اللہ کی حقانیت اور صداقت کو ثابت کرنے کا کام علمی بنیادوں پر جاری رکھا جائے۔اور تمام تحقیقی، تخلیقی اور فکری صلاحیتیں اللہ کے دین کی تشریح اور تعبیر میں صرف کی جائیں۔جنگ کے لئے بہترین منصوبہ بندی کی جائے۔

(5) جہاد بالقلم:۔ مندرجہ بالا تمام کوششوں میں اپنے قلم کو استعمال کیا جائے۔حدیث مبارکہ ہے کہ:''اللہ عزوجل ایک تیر کی بدولت تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتا ہے ایک تیر بنانے والا (جو بناتے وقت اچھی نیت رکھتا ہو)، ایک تیر پکڑنے والا اور تیسرا تیر پھینکنے والا''۔(سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی)

(6) جہاد بالقتل:۔ یہ وہ انتہائی منزل ہے جہاں اللہ اپنے بندے سے جان کی بازی کا مطالبہ کرتا ہے اور بندہ دشمنان دین کے فتنہ و فساد اور ظلم و ناانصافی کو مٹانے کے لئے اور اللہ کے دین کا بول بالا کرنے کے لئے میدان قتال میں اترتا ہے۔اسی قتال میں اللہ عزوجل کے جو بندے اپنی جان، جان آفرین کے سپرد کر دیتے ہیں وہ شہید کہلاتے ہیں اور جو فتح یاب ہو کر واپس آ جاتے ہیں وہ غازی کہلاتے ہیں۔

قرآن پاک میں فرمان خداوندی ہے:(سورہ آل عمران، آیت نمبر 169)

ترجمہ:''جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں اللہ کے ہاں اور رزق دیئے جاتے ہیں''۔

سورہ توبہ میں اللہ فرماتا ہے: (سورہ توبہ، آیت نمبر 41)

ترجمہ: ''نکلو ہلکے ہو یا بھاری اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنی جانوں اور مالوں سے''۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: (سورہ الصّف، آیت نمبر 11)

ترجمہ:'' ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو''۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قرآن مجید

فرائض کے بعد تلاوت قرآن پاک تمام وظائف سے بہتر ہے۔

اللہ تعالی نے اپنے کلام قرآن پاک کا نزول ماہ رمضان میں فرمایا۔

قرآن پاک سورۃ دخان آیت نمبر 3 میں فرمان الٰہی ہے:-

ترجمہ: "ہم نے اس قرآن کو برکت والی رات میں اتارا کیونکہ ہم لوگوں کو (ان کے اعمال بد کے انجام سے) ڈراتے ہیں"۔

جمہور مفسرین کا قول ہے کہ "برکت والی رات سے مراد شب قدر ہے جو 23 یا 27 رمضان المبارک ہے۔ یعنی 23 یا 27 رمضان المبارک کو سارا قرآن پاک لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتار دیا گیا۔ پھر وہاں سے حسب ضرورت 23 برس کے عرصے میں حضرت محمد (خاتم النبیین ﷺ) پر نازل ہوا"۔

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں لیلۃ مبارکۃ (بابرکت رات) سے مراد کون سی رات ہے؟ اس بارے میں علماء کرام کے دو اقوال ہیں۔ صاحب ضیاء القرآن نے دو اقوال اسی آیت کے تحت نقل کئے ہیں:

1- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، قتادہ اور اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد لیلۃ القدر ہے کیونکہ سورہ قدر میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

2- حضرت عکرمہ اور ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہ پندرہ شعبان کی رات تھی۔

اسی طرح صاحب خزائن العرفان رقمطراز ہیں: "اس رات سے مراد شب قدر مراد ہے یا شب برات۔ اس شب میں قرآن پاک بتمام لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف اتارا گیا۔ پھر وہاں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام تیئیس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا لے کر نازل ہوئے۔ اس شب کو شب مبارکہ اس لئے فرمایا گیا کہ اس میں قرآن پاک نازل ہوا اور ہمیشہ اس میں خیر و برکت نازل ہوتی ہے اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں"۔

احادیث:-

1- حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "تم لوگ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ"۔ (یعنی ان میں قرآن پاک پڑھا کرو) (مسلم)

2- حدیث: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "قابل رشک ہے وہ آدمی جو رات اور دن کے اوقات میں تلاوت قرآن کرتا ہو"۔ (بخاری و مسلم)

3- حدیث: حضرت ابوموسی اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "صالح مسلمان کی مثال جو قرآن پاک پڑھتا ہو نارنگی کی طرح ہے جس کا ذائقہ بھی اچھا اور خوشبو بھی اچھی۔۔۔ مگر اس نیک مسلمان کی مثال جو قرآن پاک نہیں پڑھتا چھوارے کی سی ہے جس میں خوشبو نہیں ہوتی مگر ذائقہ اچھا ہوتا ہے یعنی باطن اچھا ظاہر خراب۔۔۔ اور بدعقیدہ مسلمان کی مثال جو تلاوت قرآن نہ کرتا ہو اندرائن کی سی ہے جس میں خوشبو نہیں ہوتی اور ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔۔۔ اور بد عقیدہ مسلمان جو قرآن پاک پڑھتا ہو اس کی مثال ایک خوشبو اور پھول کی سی ہے جس کی خوشبو اچھی مگر ذائقہ خراب"۔ (بخاری و مسلم)

4- حدیث: حضرت ابوموسی اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے ایک بات یہ ہے کہ بوڑھے کی تعظیم کی جائے اور ایسے قرآن پاک پڑھنے والے کی تعظیم کی جائے جو نہ تو قرآن پاک کے احکام میں زیادتی کرتا ہو اور نہ بدعمل ہو"۔ (ابوداؤد)

5- حدیث: امام نودی "شارح صحیح مسلم آداب جملۃ القرآن" میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ فرماتے تھے "اگر علماء اللہ تعالی کے ولی تسلیم نہ کیے جائیں تو روئے زمین پر اللہ تعالی کا کوئی ولی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ یہ قرآن کے احکام کی اشاعت کرتے ہیں"۔ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "میری امت کے علماء کا مرتبہ بنی اسرائیل کے پیغمبروں کا سا ہے"۔

تمام اصحاب اور بزرگان دین اشاعت دین کرتے ہیں۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا: "میری طرف سے لوگوں کو (احکامِ الٰہی) پہنچا دو اگرچہ ایک آیت ہی ہو"۔ (صحیح بخاری)

6- حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "قرآن پڑھا کرو قیامت کے دن یہ پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا"۔(صحیح مسلم)

7- حدیث: حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا (فرمان الٰہی ہے ") جس کو قرآن پاک کی تلاوت نے میری یاد سے اور مجھ سے اپنی حاجتوں کے مانگنے سے روکا تو میں تمام مانگنے والوں سے زیادہ اس کی حاجت اور اس کے دل کی مراد کو خود بخود پورا کروں گا۔ (یعنی بے مانگے مرادیں پوری ہوں گی) کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت مخلوق پر"۔(ترمذی، دارمی، بیہقی)

8-حدیث: حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن کو سیکھے اور دوسروں کو سکھائے"۔(بخاری)

9-حدیث: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "قرآن کا ماہر فرشتوں کے ساتھ ہوگا"۔(مسلم و بخاری)

10-حدیث: حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ "قرآن کی وجہ سے بہت سے لوگوں کے درجات بلند ہوں گے اور بہت سے لوگ پست ہوں گے"۔(مسلم)

11-حدیث: حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "ہر عمل نیت پر موقوف ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی"۔(صحیح بخاری)

نبی پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "جس نے تین دن سے کم میں قرآن پاک کو ختم کیا وہ کچھ نہ سمجھا"۔

قرآن پاک کو ترجمہ سے پڑھنا بے حد ضروری ہے کیونکہ جب تک ہم اس کلام کا مطلب ہی نہ جانیں گے تب تک ہمیں یہ کیسے معلوم ہوگا کہ ہمارا معبود جس کو ہم نے لا الہ الا اللہ کہہ کر اپنا معبود مانا ہے وہ ہم سے چاہتا کیا ہے؟ ہمارا مقصد زندگی کیا ہے؟ دنیا بنانے والے ہمارے معبود نے ہم پر کیا ذمہ داریاں ڈالیں ہیں؟ اور وہ کون سے احکامات ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہے؟ اور وہ کون سی باتیں ہیں جن سے منع فرمایا گیا ہے؟ جائز کیا ہے؟ اور ناجائز کیا ہے؟ ہمارے لئے حلال اور حرام کیا چیزیں ہیں؟ حلال اور حرام میں بھی طیب (پاک) اور طاہر (ستھری) میں کیا فرق ہے؟

حضرت علیؓ نے فرمایا **"اس عبادت میں کچھ بہتری نہیں جس میں سمجھ نہیں اور اس قرأت میں کوئی بہتری نہیں جس میں فکر نہ ہو"۔**

حضرت امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ "جس نے سال میں دو مرتبہ قرآن پاک ختم کیا اس نے اس قرآن کا حق ادا کیا"۔ یعنی اس سے کم ایک سال میں تلاوت کی تو قرآن پاک کا حق ہی ادا نہ ہوا۔

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ "اپنے آپ کو قرآن پاک کے ختموں کی گنتی پر فریفتہ نہ کیا کرو کیونکہ قرآن پاک کی ایک آیت کو سوچ کر پڑھنا اس قرآن پاک کو ساری رات میں دوبار ختم کرنے سے بہتر ہے"۔

قرآن پاک کو قبلہ رو ہو کر پڑھیں، تلاوت کو بسم اللہ سے شروع کریں۔۔۔ آیات بشارت پر خوش ہوں، دعا کریں---اور آیت عذاب پر خوف کھائیں اور روئیں یا کم از کم افسوس کریں۔ قرآن پاک وضو سے پڑھنا چاہیے۔ قرآن پاک کو بے وضو پڑھنا بھی جائز ہے لیکن قرآنی آیات کو ہاتھ نہ لگایا جائے۔ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ:

"بے غسل یعنی صاحب جنابت شخص یا حیض و نفاس والی عورت کو قرآن پاک کا پڑھنا حرام ہے"۔

سجدہ تلاوتِ قرآن پاک

قرآن پاک میں کل چودہ سجدے ہیں۔ اگر ہم قرآن پاک کو ترجمہ سے پڑھیں تو معلوم ہو جائے گا کہ جہاں پر سجدے کی آیت آئی ہے وہاں پر ہی سجدہ کرنا ضروری ہے۔ یعنی آیت سجدہ پڑھنے کے فوراً بعد سجدہ ادا کرنا چاہیے۔ اور یہ سجدہ آیت پڑھنے والے پر واجب ہوتا ہے۔ اگر کوئی تلاوت قرآن کر رہا ہو اور کچھ لوگ تلاوت کو سن رہے ہوں تو تمام سننے والوں پر سجدہ کرنا واجب ہو جائے گا۔

طریقہ ادائیگی سجدہ تلاوت قرآن پاک:

قرآن پاک میں آیت سجدہ پڑھنے کے فوراً بعد ہی قرآن پاک میں نشان لگا کر اٹھ کھڑے ہوں۔ اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں چلے جائیں۔ (ہاتھ کانوں تک نہیں لے کر جانے)۔ سجدے میں جانے کے بعد تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھ جائیں (سلام نہیں پھیرنا)۔ اب تلاوت قرآن پاک دوبارہ شروع کر لیں۔

لوازمِ نجات (سورہ العصر)

قرآن پاک کی 114 سورتوں میں سے کوئی سورت بھی ایک یا دو آیات کی نہیں ہے- کم از کم آیات تین ہیں-
اور قرآن پاک کی تین ہی سورتیں ایسی ہیں جو تین تین آیات پر مشتمل ہیں-

1- سورہ العصر 2- سورہ الکوثر 3- سورہ النصر (تین سورتیں)

سورہ العصر قرآن پاک کی آسان ترین، مختصر ترین اور جامع ترین سورہ ہے-

وَالعَصرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الاِنسَانَ لَفِی خُسرٍ ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوا بِالحَقِّ ﴿۵﴾ وَتَوَاصَوا بِالصَّبرِ

ترجمہ: "زمانے کی قسم! زمانہ گواہ ہے تمام انسان ہلاکت سے دوچار ہونے والے ہیں سوائے ان کے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو حق بات کی تاکید کی اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کی"۔

قرآن پاک میں سورہ اخلاص ہمیں توحید کا سبق دیتی ہے- سورہ فاتحہ قرآن پاک کا فلسفہ بیان کرتی ہے- لیکن قرآن پاک کا اصل موضوع کیا ہے؟

قرآن پاک صرف فلسفہ کی کتاب نہیں ہے، یہ صرف توحید کی کتاب نہیں ہے، یہ کتاب ہدایت ہے- "ھدی الناس" "ھدی للمتقین" "راہ ہدایت ہے"- سورہ فاتحہ میں جب ہم نماز کی ہر رکعت میں پڑھتے ہیں کہ "اھدنا الصراط المستقیم"--- وہ صراط مستقیم کیا ہے؟ وہ راہ ہدایت صراط مستقیم ہے- اور سورہ العصر راہ ہدایت کے لئے جامع ترین سورۃ ہے- ایک چھوٹی سی سورۃ ہونے کے باوجود اس نے صراط مستقیم کے سنگ ہائے میل کو اس طریقے سے اپنے اندر سمو لیا ہے کہ اس کی عظمت کو **امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ** بیان فرماتے ہیں:

ترجمہ: "قرآن مجید میں اگر اس سورۃ "سورہ العصر" کے علاوہ کچھ نازل نہ ہوتا تب بھی یہ لوگوں کے لئے کافی تھی"۔

"عصر" سے مراد تیزی سے گزرنے والا زمانہ، تیزی سے ختم ہونے والا زمانہ جیسے جھکڑ آتا ہے اور چلا جاتا ہے۔

ایک خاص بات یہ ہے کہ اس سورۃ کی تین آیات میں سے جو مرکزی آیت ہے وہی اس سورت کی جان ہے- یعنی اِنَّ الاِنسَانَ لَفِی خُسرٍ -- یقیناً تمام انسان خسارے میں ہیں-

یہ جملہ پہلی آیت کے ساتھ بھی مکمل ہو جاتا- وَالعَصرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الاِنسَانَ لَفِی خُسرٍ

یہ تیسری آیت کے ساتھ بھی جملہ مکمل ہو جاتا- اِنَّ الاِنسَانَ لَفِی خُسرٍ ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوا بِالحَقِّ ﴿۵﴾ وَتَوَاصَوا بِالصَّبرِ

تو اِنَّ الاِنسَانَ لَفِی خُسرٍ ﴿۲﴾--- انسان خسارے میں ہیں- انسان بڑی تباہی سے دوچار ہونے والے ہیں- انسان تباہ ہونے والے ہیں-

<u>**زمانے کی گواہی کیا ہے؟**</u> پوری انسانی تاریخ زمانے کی گواہی ہے- زمانے نے سب کچھ دیکھا ہے- سورۃ الاعراف میں ہم دیکھتے ہیں تخلیق آدم کا ذکر ہوا، پھر قیامت کا، اس کے بعد جنت والے، دوزخ والے، اصحاب اعراف کا ذکر ہوا- پھر حضرت نوح علیہ السلام کا، حضرت صالح علیہ السلام کا، حضرت لوط علیہ السلام کا، حضرت شعیب علیہ السلام کا اور پھر بڑی تفصیل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر--- یہ سب تاریخ ہے- یہ زمانہ ان تمام چیزوں کی گواہی دے رہا ہے کہ یہ تہذیبی ابھری، پھر چھا گئیں دنیا میں، پھر ختم ہو گئیں اور یہ سارا عروج و زوال زمانے نے اپنی آنکھوں سے دیکھا **یہ زمانہ چشم دید گواہ ہے-**

تیسری آیت مبارکہ کے مطابق کامیاب کون لوگ ہیں؟

<u>**اِلَّا الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوا بِالحَقِّ ﴿۵﴾ وَتَوَاصَوا بِالصَّبرِ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے، جنہوں نے نیک عمل کئے، ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کی-**</u>

یعنی کامیابی کا تعلق--- "<u>**ایمان**</u>"، "**عمل صالح**"، "**تواصو بالحق**" <u>اور</u> "**تواصو بالصبر**" سے ہے- یہ چار کام انسان کو کامیاب بنائیں گے- یہ چاروں کام کم از کم کامیابی کی شرائط ہیں--- اگر انداز یہ ہوتا زمانہ گواہ ہے وہ لوگ بہت اونچے مراتب حاصل کر لیں گے جنہوں نے یہ شرطیں پوری کر دیں--- تو ایک امکان تھا کہ اگر یہ چاروں شرائط پوری نہ ہوں تو بھی کم درجے کی کامیابی تو حاصل ہو ہی جائے گی- بہت اونچے مراتب نہ سہی نچلے درجے کے مراتب تک تو رسائی کا امکان ہے- یہ انداز نہیں ہے- انداز یہ ہے کہ جو یہ چار شرائط پوری کرے گا اسے پاس مارکس مل جائیں گے- یہ فرسٹ ڈویژن، سیکنڈ ڈویژن کی بات نہیں ہو رہی ہے- یہ بنیادی طور پر کامیابی کے لوازم

ہیں-نجات کے لوازم---ورنہ ناکامی ہے---خسارہ ہے-

" تواصو بالحق اور تواصو بالصبر " کیا ہے:- چھوٹے سے چھوٹا حق بھی ہے اور بڑے سے بڑا حق بھی ہے-چھوٹی برائی پر منع کرنا چھوٹا حق ہے-کسی نے کسی کے 100 روپے یا 500 روپے دینے ہیں وہ نہیں دے رہا-اس سے کہنا کہ " بھائی اس کے پیسے واپس کردو"-یہ بھی تواصو بالحق ہے-بچے گلی میں کھیل رہے ہیں-اندیشہ ہے کہ کسی گاڑی کا شیشہ توڑ دیں گے ہمیں چاہیئے کہ ان کو اس بات سے خبردار کریں منع کریں-" بیٹے یہ کھیلنے کا میدان نہیں کہیں میدان میں جا کر کھیلو-ان گاڑیوں میں سے کسی گاڑی کا شیشہ ٹوٹ جائے گا-بری بات ہے" وغیرہ وغیرہ-**یہ بھی تواصو بالحق ہے۔**

سب سے بڑا حق---جہنم سے لوگوں کو بچانا،اللہ کے قانون کا نفاذ کرنا اور کروانا ہے-یہ زمین اللہ تعالی کی ہے یہاں اللہ کا حکم ہی چلے گا-اس کا حکم ہی چلنا چاہیے-**یہ بھی تواصو بالحق ہے۔**

اس کا مطلب یہ ہوا کہ زمین سے آسمان تک تواصو بالحق ہے-چھوٹا حق بھی ہے اور بڑا حق بھی ہے-گویا اس میں تمام منزلیں آ گئیں۔

" تواصو بالحق " ذرا کڑوا ہوتا ہے-ہم بچوں سے کہیں گے بیٹا یہاں نہ کھیلو ہوسکتا ہے کہ اس میں سے کوئی بچہ یا سب ہی کہیں آپ اپنا راستہ لیں آپ کون ہوتے ہیں منع کرنے والے؟---اگر کہا بھائی اس کے پیسے واپس کردو-وہ کہے گا آپ کون؟ یہ میرا اور فلاں کا معاملہ ہے-آپ اپنے کام سے کام رکھیں-جوابی کارروائی ہوسکتی ہے-توصبر کرنا ہے اور مخالفین کی باتوں کو برداشت کرنا ہے-**یعنی مخالفین کی باتوں کو برداشت کرنا تواصو بالصبر ہے-**

اب بڑے حق کی بات دیکھتے ہیں:

کلمۃ اللہ کو بلند کرنے کے لئے،دین کی استقامت کے لئے بڑی کوشش کرنی ہوتی ہے-کوئی بھی فرعون،کوئی بھی نمرود یہ نہیں چاہے گا کہ حق کا بول بالا ہو،اللہ کا دین قائم ہوجائے اور ہماری بادشاہتیں ختم ہوجائیں-**تو لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کو برداشت کرتے رہنا ہی تواصو بالصبر ہے-**

اس کے لئے سورہ آل عمران،آیت نمبر 200 میں فرمان الٰہی ہے:

یـاَیُّھَاالَّذِینَ اٰمَنُوا اصبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا-وَاتَّقُوا اللہَ لَعَلَّکُم تُفلِحُونَ

ترجمہ:" اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دوسروں کا جو آپ کے مدمقابل ہیں(جو دشمن ہیں)ان کا مقابلہ کرو(یعنی ان سے زیادہ صبر کرو) تاکہ تم فلاں کو پہنچو"۔

ہمارے ہاں اللہ تعالی کی صفت غفاری اور رحیمی کا بہت حوالہ دیا جاتا ہے---" رب بہت غفور رحیم ہے"-

یہ ضرور ہے کہ محض اعمال کی بنیاد پر کسی کی نجات نہیں ہوگی-اللہ کی رحمت کی ضرورت ہوگی-لیکن بغیر عمل کے تو وہ رحمت ہمیں ملنے والی نہیں ہے-محنت کر کے اپنے آپ کو اس کا مستحق کرنا ہے-پھر وہ رحمت خداوندی ہماری دستگیری کرے گی-قرآن حکیم میں جہاں کہیں غفور رحیم آیا ہے وہاں پہلے کچھ شرائط بیان کی گئیں ہیں کہ اللہ تعالی کن کے لیے غفور رحیم ہے؟

یاد رکھیں!اگر ہماری صفات ہماری ذات سے نکل کر معاشرے میں سرایت نہیں کر رہیں-یعنی دعوت الی الخیر،دعوت الیٰ سبیل اللہ،امر بالمعروف نہی عن المنکر،حق کی حمایت،حق کی حمیت،حق کا بول بالا کرنے میں تن من دھن لگا دینے کا مرحلہ نہیں آیا تو گویا عمل صالحہ بھی دھوکہ ہیں،فریب ہیں،حقیقت نہیں ہیں-

عام ذہنوں میں یہ بات ہوتی ہے کہ یہ تبلیغ تو ہمارا کام ہی نہیں ہے-یہ تو مولویوں اور علماء مبلغین کا کام ہے-

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور ہر شخص سے اس کی رعایا(یعنی ماتحت لوگوں) کے متعلق پوچھا جائے گا"۔(بخاری ومسلم)

تو ایمان،عمل صالح،تواصو بالحق، تواصو بالصبر سے کامیابی حاصل ہوگی۔یہ دولت،اقتدار،جائیداد،سرمایہ سے نہیں حاصل ہوسکتی۔

یہ چاروں چیزیں کم سے کم لوازم نجات ہیں-ان میں سے کسی کو چھوڑ دینے کا حق ہمیں حاصل نہیں ہے-

"زمانے کی قسم!(زمانہ گواہ ہے) تمام انسان ہلاکت سے دوچار ہونے والے ہیں سوائے ان کے **جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیے اور جنھوں نے ایک دوسرے کو حق بات کی تاکید کی اور جنھوں نے ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کی**"۔

(صَدَقَ اللہُ العَظِیم)

****

توحید

توحید کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کو عبادت اور اطاعت میں یکتا اور بے نیاز سمجھنا توحید ہے۔ جیسا کہ سورہ اخلاص میں فرمان الٰہی ہے:

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ ﴿۳﴾ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

ترجمہ: ''کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے (کسی کا محتاج نہیں)۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اور کوئی اس کا ہمسر (اس جیسا) نہیں''۔

توحید کی اقسام: توحید کی تین اقسام ہیں:

1۔ توحید ربوبیت　　2۔ توحید الوہیت　　3۔ توحید اسماء وصفات

1۔ توحید ربوبیت: اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ خالق اور رازق ہے۔ اس دنیا کو چلانے والا ہے۔ مارنے والا اور زندگی دینے والا ہے۔ نفع اور نقصان پہنچانے والا ہے۔

2۔ توحید الوہیت: عبادت میں صرف اللہ تعالیٰ کو معبود تسلیم کرنا۔

3۔ توحید اسماء وصفات: اللہ تعالیٰ کے وہ تمام اسماء الحسنیٰ اور صفات اعلیٰ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے قرآن کریم اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ نے اس کے لیے احادیث مبارکہ میں ذکر فرمایا انہیں تسلیم کرنا اور یہ کہ اللہ جیسا کوئی نہیں۔ وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔

شرح صدر (سینہ مبارک کا کھلنا)

حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نوری بشر ہیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ پر کبھی بشریت غالب ہوتی تو کبھی نورانیت۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کا سینہ مبارک چار مرتبہ چاک کیا گیا۔ نہ خون نکلا نہ تکلیف ہوئی کیونکہ اس وقت نورانیت کا غلبہ تھا۔

پہلی مرتبہ شرح صدر: یہ سوا دو سال کی عمر میں ہوا۔ یہ اس لئے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ شروع سے ہی شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہیں۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 413- مشکوٰۃ المصابیح، جلد-3، حدیث نمبر 5852)

دوسری مرتبہ شرح صدر: دس سال کی عمر میں ہوا۔ یہ اس لئے ہوا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کامل ترین اوصاف پر جوان ہوں (مسندِ احمد، حاکم، ابنِ عساکر، ابونعیم)

تیسری مرتبہ شرح صدر: چالیس برس کی عمر میں ہوا (غار حرا میں)۔ یہ اس لئے تھا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ وحی الٰہی کے بوجھ کو برداشت کرسکیں۔ اس کلام کو برداشت کرسکیں جو اللہ تعالیٰ کے باطن سے آرہا ہے۔ (دلائل بیہقی، دلائل ابونعیم)

چوتھی مرتبہ شرح صدر: شب معراج میں ہوا (باون برس کی عمر میں) یہ اس لئے تھا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ تجلیات الٰہی کو برداشت کر کے مناجات الٰہی کرسکیں (بخاری)

اللہ تعالیٰ خود قرآن پاک سورہ نشرح، آیت نمبر 1 میں فرماتا ہے: **اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ** ترجمہ: ''کیا ہم نے تمھارا سینہ کھول نہیں دیا''؟

یہی وجہ ہے کہ جو اسرار آپ خاتم النبیین ﷺ کے قلبِ اطہر کو عطا ہوئے وہ مخلوق میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے علاوہ کسی کو عطا نہیں ہوئے۔ اس لئے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا''۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۱۴۷، صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۷۲۳)

پس شرح صدر کے وقت نورانیت کا غلبہ تھا۔ معراج کی رات آپ خاتم النبیین ﷺ کا خلا سے گزر کر جانا، کرہ آگ سے گزر کر جانا نورانیت کی وجہ سے ممکن ہوا۔ اس لئے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نوری بشر ہیں۔

واقعہ معراج

واقعہِ معراج، پیغمبرِ اسلام کے اِن واقعات میں سے ہے جنہیں دنیا میں سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ عام روایت کے مطابق یہ واقعہ ہجرت سے تقریباً ایک سال پہلے ستائیس رجب کی رات کو پیش آیا۔ اِس کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے اور حدیث شریف سے بھی ثابت ہے۔

☆ قرآن پاک بتاتا ہے کہ معراج کِس غرض کے لیے ہوئی؟

☆ حدیث شریف یہ بتاتی ہے کہ معراج کِس طرح ہوئی؟ اور اس سفر میں کیا واقعات پیش آئے؟۔

اس پورے سفر میں کل چار مرحلے ہیں۔

(1) پہلا مرحلہ ایک مسجد سے دوسری مسجد تک (مسجد کعبہ سے مسجد اقصیٰ تک)۔

(2) دوسرا مرحلہ مسجد اقصیٰ سے پوری خلا تک، پھر عرشِ معلیٰ تک۔

(3) عرشِ معلیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک۔

(4) سدرۃ المنتہیٰ سے لا مکاں تک۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کو منصبِ پیغمبری پر سرفراز ہوئے 21 سال گزر چکے تھے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی عمر اُس وقت 52 برس تھی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ اپنی چچازاد بہن اُمِّ ہانی کے گھر پر سو رہے تھے کہ یکا یک حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر آپ خاتم النبیین ﷺ کو جگایا، نیم خفتہ و نیم بیداری کی حالت میں اُٹھا کر آپ خاتم النبیین ﷺ کو زم زم کے پاس لے گئے، آپ خاتم النبیین ﷺ کا سینہ چاک کیا اور اُس کو زم زم کے پانی سے دھویا۔ پھر اُسے علم، بُردباری، دانائی اور یقین سے بھر دیا، پھر آپ خاتم النبیین ﷺ کو سواری کے لیے ایک جانور پیش کیا گیا جس کا رنگ سفید اور قد خچر سے چھوٹا تھا، وہ برق کی رفتار سے چلتا تھا۔ اس مناسبت سے اُس کا نام بُراق تھا۔

آپ خاتم النبیین ﷺ بُراق پر سوار ہوئے اور بیت المقدس پہنچے، وہاں اُن تمام پیغمبروں کو پایا جو ابتدائے آفرینش سے اُس وقت تک دنیا میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے پہنچتے ہی نماز کے لیے صفیں بن گئیں۔ سب منتظر تھے کہ امامت کون کرواتا ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ خاتم النبیین ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے سب کو نماز پڑھائی۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ بُراق پر سوار ہوئے اور سفرِ معراج شروع ہوا۔

شبِ معراج میں اللہ تعالیٰ نے رسول خاتم النبیین ﷺ کو تمام انبیاء علیہ السلام سے ملاقات کا شرف بخشا۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

سدرۃ المنتہیٰ پر جا کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اس مقام سے آگے مَیں نہ جاسکوں گا کیونکہ میرے نور میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ آگے والے نور کو برداشت کر سکے۔ حالانکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نور سے بنے ہیں، لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کامل نور ہے، اس لیے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آگے والے نور کو برداشت کرنے کی طاقت مجھ میں نہیں ہے۔

وہاں سے آپ خاتم النبیین ﷺ کا چوتھا سفر شروع ہوا۔ وہاں سے آپ خاتم النبیین ﷺ کو رَف رَف نامی سبز رنگ کے ایک نوری تخت پر سوار کیا گیا۔ رَف رَف ایک مقام پر جا کر رُک گیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کو اگلے سفر کے لیے نور کا ایک بقع بھیجا گیا۔ اِس بقع نور میں آپ خاتم النبیین ﷺ کو مقام "دنا" تک پہنچایا گیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کو قُرب کی دولت میسر ہوئی۔

اِس کے بعد بارگاہِ الٰہی سے ہمکلامی میں خاص عطیات ملے۔ (تین طرح کا علم دیا گیا، 50 نمازیں فرض ہوئیں، سورۃ بقرہ کی آخری 2 آیات دی گئیں)

ذاتی ولایت سے سرفراز کرنے کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ کو تمام آسمانوں کا تفصیلی مشاہدہ کرایا گیا۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ کا تعارف فرشتوں اور انسانی ارواح کی بڑی بڑی شخصیتوں سے ہوا، اِن میں نمایاں شخصیت ایک بزرگ کی تھی، جبرائیل علیہ

السلام نے بتایا کہ "یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں"، اِن کے دائیں بائیں بہت سے لوگ تھے، حضرت آدم علیہ السلام اپنے دائیں جانب دیکھتے تو بہت خوش ہوتے اور اپنے بائیں جانب دیکھتے تو روتے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا! "اے جبرائیل علیہ السلام یہ کیا ماجرا ہے"؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ "یہ نسلِ آدم ہے، حضرت آدم علیہ السلام اپنی نسل کے نیک لوگوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور بُرے لوگوں کو دیکھ کر روتے ہیں"۔

☆ ایک جگہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ کھیتی کاٹ رہے ہیں، وہ جتنی کھیتی کاٹتے ہیں وہ اُتنی ہی بڑھتی جاتی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں"؟ بتایا گیا "یہ جہاد کرنے والے ہیں"۔

☆ ایک جگہ پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں، آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں"؟ بتایا گیا "یہ وہ لوگ ہیں جن کی سرگرانی انہیں نماز کے لیے اُٹھنے نہیں دیتی تھی"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ جانوروں کی طرح گھاس کھا رہے ہیں، آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کون ہیں"؟ کہا گیا "یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال سے زکوٰۃ اور خیرات کچھ نہ دیتے تھے"۔

☆ پھر دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ اور زبانیں قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ بتایا گیا "یہ غیر ذمہ دار مقرر ہیں، جو اپنی زبانوں سے فتنے برپا کیا کرتے تھے"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کچھ لوگ دیکھے کہ اُن کا آدھا دھڑ خوبصورت اور آدھا دھڑ بدصورت تھا، بتایا گیا "یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے کچھ نیکیاں اور کچھ بدیاں کیں"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک جگہ دیکھا کہ ایک پتھر سے ذرا سا شگاف ہے اور اِس میں سے ایک بڑا سا بیل نکل آیا، پھر وہ بیل اِسی شگاف میں واپس جانے کی کوشش کر رہا ہے لیکن نہیں جا سکتا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کیا معاملہ ہے"؟ بتایا گیا "یہ اُس شخص کی مثال ہے، جو چھوٹے منہ سے بہت بڑی بات نکال دیتا ہے (فتنہ کی) اور پھر اس کی تلافی کرنا چاہتا ہے، لیکن نہیں کر سکتا"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک مقام پر کچھ لوگ دیکھے، جو اپنا ہی گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے، پوچھا "یہ کون ہیں"؟ بتایا گیا "یہ وہ لوگ ہیں جو طعنہ دیتے ہیں اور طنز کیا کرتے ہیں"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ناخن تانبے کے تھے، وہ اپنے گالوں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، بتایا گیا "یہ چغل خور ہیں"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کچھ اور لوگ دیکھے جن کے ہونٹ اونٹوں سے مشابہ تھے اور وہ آگ کھا رہے تھے۔ پوچھا "یہ کون ہیں"؟ کہا گیا "یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے بڑے بڑے پیٹ سانپوں سے بھرے ہوئے ہیں، آنے جانے والے ان کو روندرہے ہیں، مگر وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں"؟ بتایا گیا "یہ سود خور ہیں"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ ایک آدمی کے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا ہے اور وہ ایک شخص کے منہ میں آنکڑا ڈال کر کھینچتا ہے، بتایا گیا "یہ جھوٹ بولنے والا ہے"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے کہا "اپنی اُمت کو میرا اسلام کہنا، اور کہنا کہ جنت اُن کے لیے چٹیل میدان ہے، یہاں پر بیل بوٹے اُن کی تسبیحات، اور یہاں کی عمارات اُن کے عملیات ہوں گے"۔

پیشئی خُداوندی سے واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے رُوداد سُن کر فرمایا! "مجھے بنی اسرائیل کا تجربہ ہے اور اندازہ ہے کہ تمہاری اُمت 50 نمازوں کی پابندی نہیں کر سکتی، جایئے اور کمی کے لیے عرض کیجئے"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ واپس گئے اور اللہ تعالیٰ نے 10 نمازیں ترک کر دیں، پلٹے تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر کمی کے لیے کہا، آپ خاتم النبیین ﷺ بار بار جاتے رہے اور ہر بار 10 نمازیں کم کرواتے رہے، اور آخر میں آپ خاتم النبیین ﷺ گئے تو اللہ تعالیٰ نے 5 نمازیں اور کم کر دیں۔ اب پانچ نمازیں رہ گئیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ بھی زیادہ ہیں، لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اب مجھے حیا آتی ہے"۔ بتایا گیا "جو شخص ان پانچ نمازوں کو ادا کرے گا تو اُسے 50 نمازوں کے برابر ثواب ملے گا"۔ (یعنی جو یہ پانچ نمازیں پڑھے گا تو اُس کو 50 کا ثواب ملے گا، اور جو 4 نمازیں پڑھے گا تو اُسے 4 نمازوں کا ہی ثواب ملے گا)۔

اِس کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے جہنم دیکھنے کی خواہش کی تو، جہنم تمام تر ہولنا کیوں کے ساتھ سامنے آ گئی، بتایا گیا "جہنم کے سات طبقات ہیں، ہر طبقہ پہلے طبقے سے ستر کروڑ گنا زیادہ گرم ہے۔ مثلاً سب سے آخری طبقہ میں منافق، پھر اُس سے اُوپر کافر، پھر صابی، پھر ابلیس۔ سب سے اوپر والے طبقے میں جو دنیا کی آگ سے ستر کروڑ گنا زیادہ گرم ہے"، یہاں پہنچ کر جبرائیل علیہ السلام خاموش ہو گئے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "یہاں کون لوگ آئیں گے"؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: "یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ! یہاں آپ خاتم النبیین ﷺ کی اُمت کے وہ لوگ آئیں گے جو بغیر توبہ کے مرجائیں گے"۔

آپ خاتم النبیین ﷺ پیشئی خُداوندی سے نیچے اُترے اور بیت المقدس پہنچے تمام لوگ نماز کے لیے تیار تھے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے نماز پڑھائی۔ پھر براق پر سوار ہوئے اور مکہ پہنچ گئے۔

صبح ہوئی تو سب سے پہلے آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی چچازاد بہن اُم ہانی کو روداد سُنائی، پھر باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے چادر پکڑی اور کہا کہ ''خُدا کے لیے یہ قصہ لوگوں کو مت سُنایئے گا، ورنہ آپ خاتم النبیین ﷺ کا مذاق اُڑانے کے لیے ایک اور شوشہ اُن کے ہاتھ لگ جائے گا'' مگر آپ خاتم النبیین ﷺ یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے کہ میں ضرور بیان کروں گا۔ حرمِ کعبہ پہنچے تو ابوجہل کا سامنا ہوا۔ ابوجہل نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا "کوئی نئی تازہ خبر ہے؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہاں" اُس نے پوچھا "کیا؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "میں رات کو بیت المقدس گیا تھا"۔ اُس نے حیرت سے کہا "بیت المقدس! اور رات ہی رات میں واپس آ گئے اور صبح یہاں موجود ہو؟"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہاں"۔ اُس نے کہا کہ "قوم کو جمع کروں؟ تم یہ بات اُن کے سامنے کہو گے؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہاں بے شک"۔ ابوجہل نے سب کو آوازیں دے کر جمع کیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کو کہا، "اب کہو اِن کے سامنے"۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے پورا واقعہ بیان کیا۔ لوگوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کا مذاق اُڑانا شروع کر دیا اور کہا کہ ''2 ماہ کا سفر ایک رات میں ناممکن ہے۔ محال! پہلے تو شک تھا لیکن اب یقین ہو گیا کہ تم دیوانے ہو''۔ آناً فاناً یہ خبر سارے مکہ میں پھیل گئی۔ بہت سے نومسلم یہ خبر سُن کر اسلام سے پھر گئے۔ لوگ اِس اُمید پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے کہ یہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے دستِ راست ہیں اگر یہ پھر گئے تو اسلام کی جان ہی نکل جائے گی۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ خبر سُنی تو کہا، کیا واقعی یہ بات محمد خاتم النبیین ﷺ نے فرمائی ہے؟ پھر کہا! "اگر واقعی یہ بات محمد خاتم النبیین ﷺ نے فرمائی ہے تو پھر یہ بات ضرور ٹھیک ہوگی"۔ "اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ مَیں تو روز سُنتا ہوں کہ اِن کے پاس آسمان سے فرشتہ اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آتا ہے''۔ یہ کہنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ حرم کعبہ پہنچے، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ وہاں موجود تھے اور ہنسی اُڑانے والا مجمع بھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا "کیا واقعی یہ بات آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہاں" آپ خاتم النبیین ﷺ کے اس جواب پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا "بیت المقدس میرا دیکھا بھالا ہے، آپ خاتم النبیین ﷺ ذرا وہاں کا نقشہ تو بیان کر دیں"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فوراً نقشہ بیان کرنا شروع کر دیا اور ایک ایک چیز کو ایسے بیان کیا گویا سب کچھ دیکھ کر بیان فرما رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اِس تدبیر سے لوگوں کو شدید ضرب لگی، مجمع میں بکثرت ایسے لوگ موجود تھے جو تجارت کی غرض سے بیت المقدس جایا کرتے تھے، وہ سب لوگ دلوں میں قائل ہو گئے کہ نقشہ بالکل ٹھیک ہے۔ اب لوگ آپ خاتم النبیین ﷺ سے مزید ثبوت مانگنے لگے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے بتایا کہ راستہ میں فلاں تجارتی قافلہ جا رہا تھا، قافلے والے کے اونٹ براق سے بھڑک اُٹھے تھے اور ایک اونٹ فلاں وادی کی طرف بھاگ نکلا تھا، مَیں نے قافلے والوں کو اُس کا پتا بتایا تھا۔ واپسی پر فلاں وادی میں فلاں قافلہ ملا تھا، سب لوگ سو رہے تھے۔ مَیں نے اُن کے برتن سے پانی پیا اور اس بات کی علامت چھوڑ دی کہ اِس سے پانی پیا گیا ہے۔ ایسے ہی کچھ اور ثبوت آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیئے اور بعد میں آنے والے قافلوں نے اِن ثبوتوں کی تصدیق کر دی۔ اِس طرح تمام لوگوں کی زبانیں بند ہو گئیں۔

****

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معراج اور بیت المقدس کی طرف سفر مبارک

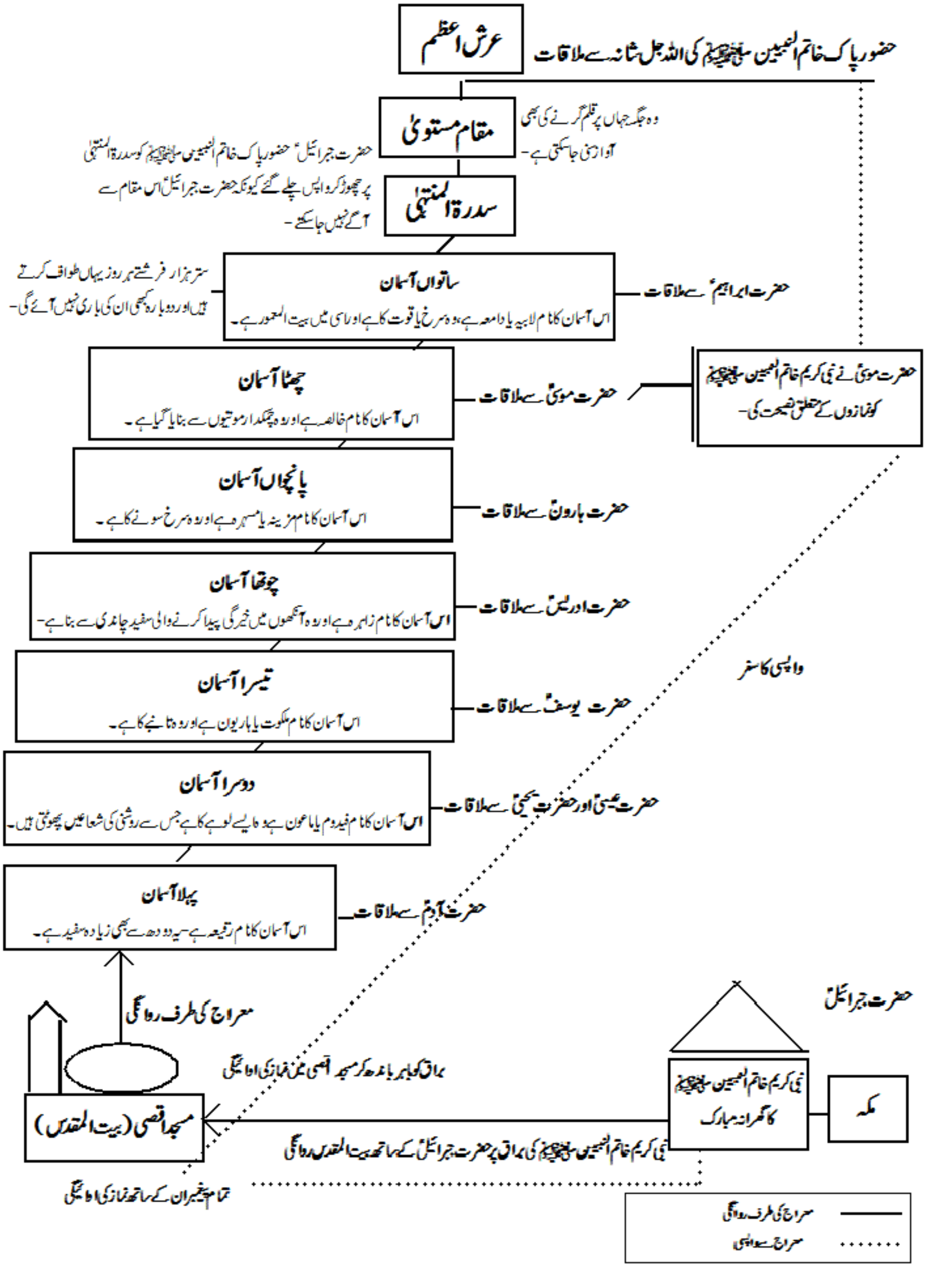

سلام

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

''جب دو مسلمان ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور سلام کرتے ہیں تو ان پر سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ان میں سے نوے رحمتیں سلام میں پہل کرنے والے کیلئے ہوتی ہیں اور باقی دس جواب دینے والے کے لیے ہیں''۔(بیہقی)

حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا" اسلام وعلیکم " آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس کا جواب دیا۔اور وہ بیٹھ گیا نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ''دس نیکیاں لکھی گئیں''۔پھر دوسرا شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا "اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ " آپ خاتم النبیین ﷺ نے جواب دیا اور وہ بھی بیٹھ گیا آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''بیس نیکیاں لکھی گئیں''۔پھر ایک اور آدمی داخل ہوا اور اس نے عرض کیا اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''تیس نیکیاں لکھی گئیں''۔(ترمذی،ابوداؤد)

حضرت معاذؓ سے روایت ہے ''جو شخص اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرۃ، کہے اس کو چالیس نیکیاں مل جاتی ہیں''۔(ابوداؤد)

جب ایک مسلمان دوسرے سے ملے تو لازم ہے کہ ایک دوسرے کو سلام کی ابتدا سے ملے۔ارشاد خداوندی ہے کہ:

ترجمہ: ''اے ایمان والو: اپنے گھروں کے سوا اور لوگوں کے گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو''۔(سورۃ النور، آیت نمبر 27)

حضرت ابوہریرہؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور انہیں حکم دیا کہ جاؤ اور فرشتوں کی اس بیٹھی ہوئی جماعت کو سلام کرو اور غور سے سنو وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں کیونکہ وہی تیرا اور تیری جماعت (اولاد) کا سلام ہے''۔حضرت آدمؑ نے فرشتوں سے کہا ''اسلام وعلیکم'' تو انہوں نے جواب میں ''ورحمۃ اللہ'' کے الفاظ زائد کہے''۔(بخاری شریف)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''مسلمانوں پر اس کے بھائی کے پانچ حقوق ہیں:(حقوق العباد)

1۔ سلام کا جواب دے۔
2۔ مریض ہو تو اس کی عیادت کرے۔
3۔ مرجائے تو جنازے کے لیے جائے۔
4۔ دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرے۔
5۔ صلہ رحمی کرے''۔ (بخاری ومسلم)

حضرت علیؓ روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں: (حقوق العباد)

1۔ ملاقات کرے تو سلام کرے۔
2۔ چھینک آئے تو دعا کرے۔
3۔ بیمار ہو تو عیادت کرے۔
4۔ فوت ہو جائے تو جنازے کے ساتھ جائے۔
5۔ جو بات اپنے لیے پسند کرے اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی پسند کرے۔
6۔ پیٹھ پیچھے اس کی خیر خواہی کرے''۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابوعمامہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''مسلمانوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔''(سنن ابی داؤد، جلد 4 حدیث نمبر 5197)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہوتا ہے۔''(مشکوۃ المصابیح، جلد 3 حدیث نمبر 4666)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ:

''سلام کرو چھوٹا بڑے کو، چلنے والا بیٹھنے والے کو، تھوڑے زیادہ کو'' ۔ (مسند احمد، مشکوۃ المصابیح، السلسۃ الصحیحۃ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے ''حضور خاتم النبیین ﷺ بچوں کے پاس سے گذرتے تو سلام میں پہل کرتے'' ۔ (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے کوئی مجلس میں جائے تو سلام کرے اور پھر جب لوٹنے لگے تو سلام کرے ۔'' (جامع ترمذی)

آجکل دیکھنے میں آیا ہے کہ اول تو تکبر کی وجہ سے ہر شخص سلام کرنے سے کتراتا ہے سوچتا ہے کہ دوسرا ہی مجھے سلام کرے اور پھر واپسی کے سلام کو تو ہماری نسل نے تقریباً ختم ہی کر دیا ہے ۔ جیسا کہ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ واپسی پر جانے والوں اور مکینوں کی زبان پر ہوتا ہے ''اچھا خدا حافظ'' جانے والے اور گھر والے دونوں خدا حافظ کہتے ہیں اور واپسی کا سلام اب تقریباً ختم ہوتا نظر آتا ہے ۔ یہ قربِ قیامت کی علامت ہے کہ گھر سے رخصتی کی سلامتی ہم نے خود ہی ختم کر دی ہے اور ہمیں اس کا احساس تک نہیں ۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جماعت کی جانب سے جب وہ کسی کے پاس سے گذرے تو ایک شخص کا سلام کر لینا ہی کافی ہے اور جب کوئی بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کرے تو ان میں سے بھی ایک کا جواب دینا کافی ہے'' ۔ (سنن ابی داؤد، جلد 4 حدیث نمبر 5210)

حضرت ابوایوب انصاریؓ نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے گھر میں داخل ہونے کے بارے میں پوچھا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ''انسان گھر میں داخل ہونے سے پہلے اتنی آواز سے سبحان اللہ یا الحمدللہ یا کھانسے یا جوتوں کو زور سے زمین پر مارے کہ گھر والے مطلع ہو جائیں اور اسے اندر آنے کی اجازت دے دیں اور جب گھر میں داخل ہوں تو سب سے پہلے سلام کریں'' ۔

حضرت سعید بن مسیبؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انسؓ سے سنا ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اے میرے بیٹے جب تو گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کیا کرو ۔ تم پر اور تمہارے گھر والوں پر برکت ہوگی'' ۔ ''جب گھر سے رخصت ہو تو سلام کرو'' (بیہقی)

ہم میں سے جب کوئی اپنے گھر داخل ہو، سلام کرے ۔ جیسا کہ سلام کرنے کا طریقہ ہے ۔

گھر والے یا گھر والوں کا کوئی فرد سلام کا جواب دے دے تو داخل ہونے والا سورۃ الاخلاص پڑھے ۔ گھر میں برکت ہوگی اور رزق میں کبھی کوئی کمی نہ آئے گی ۔ یاد رہے رزق سے مراد صرف روٹی نہیں بلکہ ہر طرح کی خیر کو رزق کہتے ہیں ۔

جب کبھی گھر میں تالا کھول کر داخل ہوں تو گھر میں قدم رکھتے ہی کہنا چاہیے:

''اسلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' پھر سورۃ اخلاص پڑھے گھر میں خیر و برکت ہوگی اور کوئی کمی نہ آئے گی ۔ (انشاءاللہ) ۔

ایک مرتبہ نبی خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ ''یا رسول خاتم النبیین ﷺ ایک شخص نے میرے باغ میں کچھ پھل رکھے ہوئے ہیں ۔ وہ اٹھاتا نہیں ہے اسکی وجہ سے مجھے تکلیف ہو رہی ہے'' ۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے آدمی بھیج کر اسے بلوایا اور فرمایا: ''پھلوں کو بیچ ڈالو'' ۔ اس نے کہا نہیں بیچوں گا ۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''ہبہ کر دو'' ۔ اس نے کہا: ''نہیں'' آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ''ان کو جنت کے پھلوں کے عوض بیچ دو'' ۔ اس نے کہا ''نہیں'' تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''تجھ سے بڑھ کر بخیل نہیں دیکھا مگر وہ جو سلام کرنے میں بخل کرتا ہے ۔'' (مسند احمد، حدیث نمبر 9838)

یعنی سلام میں بخل کرنے والا (دوسروں کو سلام نہ کرنے والا) تجھ سے بڑھ کر بخیل ہے ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ (آمین)

****

مصافحہ اور معانقہ

مصافحہ (ہاتھ ملانا):- بوقت ملاقات سلام کے بعد مصافحہ کرنا بھی احادیثِ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے ثابت ہے۔

1- حدیث: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا" کیا نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے اصحاب میں مصافحے کا رواج تھا"؟ انہوں نے فرمایا" ہاں"۔ (بخاری، الصحیح، 2311:5)

2- حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" جب دو مسلمان آپس میں ملیں اور مصافحہ کریں۔ پھر اللہ کی حمد وثنا کریں اور اُس سے معافی چاہیں تو دونوں کو بخش دیا جاتا ہے"۔ (سنن ابی داؤد)

3- حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں تو اُن کے جدا ہونے سے پہلے دونوں کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں"۔ (مسند احمد بن حنبل، المسند، 289:4، رقم: 18570- سنن ابی داؤد، السنن، 354:4، رقم: 5212- ترمذی، السنن، 74:4، رقم: 2727، بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی)

4- حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا" حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) سے جب کسی کی ملاقات ہوتی تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) اس وقت تک منہ نہ پھیرتے جب تک وہ خود نہ پھیرتا اور جب آپ (خاتم النبیین ﷺ) کسی سے مصافحہ کرتے تو اس وقت تک ہاتھ نہ چھوڑتے جب تک وہ خود نہ چھوڑتا اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے کبھی کسی ملاقاتی کے سامنے پاؤں نہیں پھیلائے"۔ (ابن ماجہ، السنن، 1224:2)

معانقہ (گلے ملنا):-

1- حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے" اصحاب نبی (خاتم النبیین ﷺ) جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے تو مصافحہ کیا کرتے تھے اور جب سفر سے آتے تو معانقہ کیا کرتے تھے"۔ (السلسلۃ الصحیحۃ، حدیث نمبر 366)

2- حدیث: حضرت شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے" حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) حضرت جعفر بن ابو طالب سے ملے تو ان سے معانقہ فرمایا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا"۔ (سنن ابی داؤد، السنن، 356:4، رقم: 5220)

مذکورہ بالا احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ ملاقات کرتے وقت مصافحہ اور معانقہ حضور (خاتم النبیین ﷺ) کے عمل مبارک سے ثابت ہے۔

لیکن عام طور پر بغل گیر ہونا (زور سے دبا کر) --- ایک دوسرے کے منہ کو چومنا، جپھی (Hug)، پپی (Kiss) میں چونکہ فتنہ کا اندیشہ ہے۔ اس لیے ان چیزوں کی ممانعت ہے۔ جس کے لئے مندرجہ ذیل حدیث پیش خدمت ہے:

حدیث:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:" اللہ کے رسول (خاتم النبیین ﷺ)! کیا (ملاقات کے وقت) ہم ایک دوسرے سے جھک کر ملیں"؟ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" نہیں" پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا" کیا ہم ایک دوسرے سے معانقہ کریں (گلے ملیں)"؟ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" نہیں، بلکہ مصافحہ کیا کرو (ہاتھ سے ہاتھ ملاؤ)"۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، رقم 3702)

بعد نمازِ عیدین مسلمانوں میں معانقہ کا رواج ہے۔ یہ اظہارِ خوشی کا ایک طریقہ ہے۔ یہ جائز ہے جبکہ محلِّ فتنہ نہ ہو مثلاً مردِ خوبصورت سے معانقہ کرنا کہ یہ محلِّ فتنہ ہے۔ (بہارِ شریعت، ج 3، ص 471) غالباً اسی وجہ سے معانقے کے عام رواج پر ممانعت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایام بیض

ایام بیض کے روزوں کی بڑی فضیلت ہے۔شیخ ابوالنصر نے بالاسناد حضرت امام زین العابدینؒ (ابن حسین بن علیؓ) سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا" چاند کی تیرہ تاریخ کا روزہ دس ہزار برس کے روزوں کے برابر ہے۔ چاند کی چودہ کا روزہ تیس ہزار روزوں کے برابر ہے چاند کی پندرہ کا روزہ ایک لاکھ روزوں کے برابر ہے"۔

ابواسحاقؒ نے حضرت ابوہریرہؓ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" جو شخص چاند کی تیرہ؛ چودہ اور پندرہ کا روزہ رکھے(ہر ماہ رکھے)تو اسے عمر بھر کے روزوں کا ثواب ہے"۔(سنن نسائی)

یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ:''جس نے ایک نیکی کی اس کے لیے دس گنا ثواب ہے''۔(سورہ الانعام، آیت نمبر 160)

گویا تین روزوں کا ثواب مہینہ بھر کے روزوں کے برابر ہوگا۔اس طرح ہر ماہ تین روزے رکھنے والا عمر بھر کے روزے رکھنے والا ہو جائے گا۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں" حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سفر اور قیام میں کبھی بھی ہر ماہ کے یہ تین روزے نہیں چھوڑتے تھے"۔(مشکوٰۃ، جلد اول، حدیث نمبر 2071)

ایام بیض کے روزے اور حضرت علیؓ کی روایت۔

عبدالمالک بن ہارونؒ سے اور انہوں نے حضرت علیؓ سے روایت کیا کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں" ایک دوپہر کے وقت میں رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ خاتم النبیین ﷺ اس وقت حجرہ مبارک میں رونق افروز تھے۔میں نے سلام عرض کیا آپ خاتم النبیین ﷺ نے جواب دینے کے بعد فرمایا "علیؓ یہ جبرائیلؑ تمہیں سلام کہہ رہے ہیں"- میں نے عرض کیا" وعلیکم السلام یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ"۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" علیؓ یہ جبرائیل علیہ السلام کہہ رہے ہیں ہر ماہ تین دن کے روزے رکھا کرو پہلے روزے پر دس ہزار سال دوسرے پر تیس ہزار سال اور تیسرے پر ایک لاکھ روزوں کا ثواب ملے گا"-حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا" یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کیا یہ ثواب صرف میرے لیے ہے"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "یہ ثواب تمہیں بھی عطا ہوگا اور اسے بھی جو تم جیسا عمل کرے گا"۔حضرت علیؓ نے فرمایا "میں نے عرض کیا وہ دن کونسے ہیں"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "(ایام بیض) یعنی ہر ماہ چاند کی تیرہ؛ چودہ؛ پندرہ تاریخ"۔

حضرت عنترہؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا "ان ایام کو ایام بیض کیوں کہتے ہیں"؟ حضرت علیؓ نے فرمایا "جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جنت سے زمین پر اتارا تو آفتاب کی گرمی کی وجہ سے ان کا جسم سیاہ ہوگیا۔حضرت جبرائیلؑ آئے اور ان سے کہا کہ'' کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا جسم ٹھیک ہو جائے، سیاہی دور ہو جائے اور سفیدی لوٹ آئے''؟ حضرت آدمؑ نے فرمایا:'' ہاں''، حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا'' آپؑ ہر ماہ چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ کا روزہ رکھا کریں''۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے پہلا روزہ رکھا تو ایک تہائی سیاہی دور ہوگئی۔دوسرا روزہ رکھا تو دو تہائی جسم سفید ہوگیا۔اور تیسرا روزہ رکھا تو جسم ویسا ہی ہوگیا جیسا جنت میں تھا"۔

اس طرح ایام بیض کے روزے حضرت آدمؑ پر فرض ہو گئے۔ایام بیض کو ایام بیض اس لیے بھی کہا جاتا ہے کہ ان تاریخوں میں رات بھر چاندنی ہوتی ہے۔یعنی ان راتوں میں سیاہی کے بجائے سفیدی ہوتی ہے۔اس لیے ان ایام کو ایام بیض یعنی روشن ایام کہا جاتا ہے۔

****

جنت کے درجات

جنت القرب	معرفت، حقیقت	انبیاء کرامؑ اوران کے رفقا نبیز اصطفٰی
جنت الفردوس	طریقت	شہداء، اولیاء کرامؒ
جنت نعیم	طریقت	صالحین، متقین
جنت الماوئی	طریقت	اخیار، مخلصین
جنت عدن	شریعت	ابرار
جنت دار انوار	شریعت	مومن
جنت دار السلام	شریعت	مومن
جنت خلد	شریعت	مومن (اعمال کے مطابق)

جہنم کے 7 طبقات

ہر طبقہ پہلے طبقے سے 70 کروڑ گنا زیادہ گرم ہوگا۔

ہاویہ	وہ مسلمان جو بغیر توبہ کئے مرجائیں گے	زمین کی آگ سے ستر کروڑ گنا زیادہ گرم
جہنم	فسادی	پہلے طبقے سے ستر کروڑ گنا زیادہ گرم
جحیم	یہودونصاریٰ کے برے لوگ	دوسرے طبقے سے ستر کروڑ گنا زیادہ گرم
حطمہ	ابلیس	تیسرے طبقے سے ستر کروڑ گنا زیادہ گرم
لظیٰ	صابی	چوتھے طبقے سے ستر کروڑ گنا زیادہ گرم
سعیر	مشرک	پانچویں طبقے سے ستر کروڑ گنا زیادہ گرم
سقر	منافقین	چھٹے طبقے سے ستر کروڑ گنا زیادہ گرم

سقر دوزخ کا سب سے زیادہ گرم ترین حصہ ہے اور یہ دوزخ کے سب سے نچلے والے حصہ میں ہوگا۔

****

آسمانی کتابیں اور صحائف

حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا" اللہ تعالیٰ نے کل کتنی کتابیں نازل فرمائیں اور کتنے صحیفے"۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"100 صحیفے اور چار کتابیں۔50 صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر نازل ہوئے 30 حضرت ادریس علیہ السلام پر نازل ہوئے 10 حضرت ابراھیم علیہ السلام پر نازل ہوئے 10 حضرت موسی علیہ السلام پر نازل ہوئے۔اس کے علاوہ چار کتابیں ہیں۔ توریت۔ زبور ۔ انجیل ۔ قرآن مجید۔

1۔**توریت**۔حضرت موسی علیہ السلام پر نازل ہوئی۔کتابی شکل میں پوری شریعت۔ 2۔**زبور**۔توریت کا زمیمہ تھی۔حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

3۔**انجیل**۔ حضرت عیسی علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ 4۔**قرآن پاک**۔ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ پر نازل ہوا"۔

میں نے پوچھا" حضرت ابراھیم علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا خاص بات تھی"؟ارشاد فرمایا" وہ سب ضرب المثل تھی۔مثلاً ''او مسلط اور مغرور بادشاہ میں نے تجھے اس لیے بھیجا تھا کہ تو مجھ تک مظلوم کی فریاد نہ پہنچنے دے اور تو پہلے ہی اس کا انتظام کردے۔کیونکہ مظلوم کی فریاد کو میں رد نہیں کرتا اگرچہ فریادی کافر ہی کیوں نہ ہو۔''

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ جب اپنے صحابہ کو امیر اور حاکم بنا کر بھیجا کرتے تو ان کو نصیحت فرماتے "مظلوم کی بدعا سے بچنا اس لیے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان حجاب اور راستہ نہیں ہوتا"۔(جامع ترمذی)

پھر فرمایا" ان تمام صحیفوں میں یہ بھی تھا کہ عاقل کے لیے ضروری ہے کہ جب تک وہ مغلوب العقل نہ ہوجائے اپنے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم کرے۔

1۔ ایک حصے میں اپنے رب کی عبادت کرے۔ 2۔دوسرے حصے میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور سوچے کہ پورے دن میں کتنے اچھے کام کیے اور کتنے برے؟

3۔اور تیسرے حصے کو کسب حلال میں خرچ کرے"۔

عاقل پر ضروری ہے اپنے اوقات کی نگہبانی کرے اپنے حالات کی درستگی میں لگا رہے اپنی زبان کی فضول گوئی اور بے نفع گفتگو سے حفاظت کرے جو شخص اپنے کلام کا محاسبہ کرتا ہے اس کی زبان بے فائدہ کلام میں کم چلے گی۔عاقل کے لیے ضروری ہے کہ تین چیزوں کے سوا سفر نہ کرے۔یا آخرت کا توشہ مقصود ہو یا کچھ فکر معاش ہو یا تفریح بشرطیکہ جائز ہو۔

حضرت ابوذر غفاریؓ نے پوچھا" یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ حضرت موسی علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا چیز تھی"؟ ارشاد فرمایا" وہ سب عبرت کی باتیں تھیں مثلاً میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر کہ جسکو موت کا یقین ہو کہ مجھے پھانسی کا حکم ہو چکا ہے اور عنقریب سولی پر چڑھنا ہے پھر وہ کسی چیز سے خوش ہوسکتا ہے؟۔میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر کہ جسکو موت کا یقین ہو اور وہ ہنستا ہے۔میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر جو دنیا کے حوادث تغیرات انقلاب کو ہر وقت دیکھتا ہے۔پھر اس دنیا پر اطمینان کر لیتا ہے میں تعجب کرتا ہوں اس پر جس کو تقدیر کا یقین ہو تو پھر رنج و مشکلات میں مبتلا ہے میں تعجب کرتا ہوں اس پر جس کو عنقریب حساب کا یقین ہو پھر نیک اعمال نہیں کرتا"۔حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے کہا" یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ مجھے کوئی نصیحت فرمایئے"۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے سب سے پہلے تقویٰ کی وصیت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ''یہ تمام امور کی بنیاد اور جڑ ہے''۔(احکامات خداوندی کی پابندی تقوی ہے)۔ ''میں نے کہا اور بھی اضافہ فرما دیں۔ارشاد فرمایا کہ " تلاوت قرآن اور ذکر اللہ کا اہتمام کیا کرو کہ یہ دنیا میں نور ہے اور آسمانوں میں ذخیرہ''۔میں نے اور اضافہ چاہا تو فرمایا ''زیادہ ہنسی سے احتراز کیا کرو کہ اس سے دل مردہ ہوجاتا ہے اور چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے''۔یعنی ظاہر اور باطن کو نقصان پہنچانے والی چیز ہے۔میں نے اور اضافے کی بات کی تو ارشاد فرمایا کہ ''جہاد کا اہتمام کیا کرو کہ میری امت کی رہبانیت یہی ہے''۔(السلسلۃ الصحیحۃ)(راہب وہ لوگ کہلاتے تھے جو دنیا سے تعلقات منقطع کر کے اللہ والے بن جاتے ہیں)۔ ''میں نے اور اضافہ چاہا تو ارشاد فرمایا ''فقراء اور مسکین کے ساتھ میل جول رکھا کرو اور ان کو دوست بنایا کرو اور ان کے پاس بیٹھا کرو''۔میں نے اور اضافہ چاہا تو فرمایا کہ ''اپنے سے کم درجہ والے پر نگاہ رکھو تا کہ شکر کی عادت ہو اپنے سے اوپر والے کو مت دیکھو ایسا نہ ہو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں جو تجھ پر نہیں تجھے ان پر حسرت ہو''۔

میں نے اور اضافہ چاہا تو ارشاد فرمایا''تجھے اپنے عیوب لوگوں پر حرف گیری سے روک دیں اور ان عیوب پر اطلاع کی کوشش نہ کر جن میں تو خود مبتلا ہے۔تجھے عیب لگانے کے لیے یہ کافی ہے۔کہ تو لوگوں میں ایسے عیب پہچانے جو تجھ میں خود موجود ہوں۔اور تو ان سے بے خبر ہے اور لوگوں سے ایسی باتیں پکڑے جن کو تو خود کرتا پھرے''۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنا دست شفقت میرے سینے پر مار کر ارشاد فرمایا:''اے ابوذرؓ ''حسن تدبیر کے برابر کوئی عقلمندی نہیں اور ناجائز امور سے بچنے کے برابر کوئی تقویٰ نہیں اور خوش خلقی سے بڑھ کر کوئی شرافت نہیں۔''(مشکوۃ المصابیح) اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

عذاب قبر

براء بن عازب ؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک انصاری کے جنازے میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے۔ جب ہم قبر تک پہنچے تو آپ خاتم النبیین ﷺ وہاں بیٹھ گئے ہم بھی آپ خاتم النبیین ﷺ کے اطراف میں بیٹھ گئے۔ ہم سب ایسے خاموش تھے گویا پرندے ہمارے سروں پر بیٹھے ہوئے ہوں (کہیں حرکت سے پرندے اڑ نہ جائیں) حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے زمین پر لکیریں بنا رہے تھے (ویسے ہی) پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا اور فرمایا عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو۔ یہ بات آپ خاتم النبیین ﷺ نے تین بار فرمائی۔ پھر فرمایا مومن کا جب موت کا وقت آتا ہے تو روشن چہرے والے فرشتے اترتے ہیں۔ جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ساتھ لاتے ہیں۔ جہاں تک مومن کی نظر جاتی ہے فرشتے ہی فرشتے ہوتے ہیں۔ پھر ملک الموت اُس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں: ترجمہ: "اے مطمئن روح! مغفرت خداوندی کی طرف چل۔" (سورہ فجر، آیت نمبر 27)

یہ سنتے ہی روح نکل پڑتی ہے۔ جیسے مشک کے منہ سے پانی کے قطرے نکلنے لگتے ہیں فرشتے فوراً اُس کو جنتی کفن پہنا کر جنت کی خوشبو لگا دیتے ہیں۔ پھر اس کو لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں جس آسمان سے گزارتے ہیں فرشتے پوچھتے ہیں یہ کس کی پاک روح ہے؟ کہا جاتا ہے فلاں ابن فلاں کی۔ اِس طرح ساتویں آسمان تک پہنچتے ہیں۔ اَب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "میرے اِس بندے کو علیین (ساتویں آسمان پر پاکیزہ روحوں کا مسکن) کے دفتر میں لکھ لو اور زمین کی طرف واپس کرو کیونکہ میں نے اِس کو مٹی سے پیدا کیا۔ اسی کے اندر اِس کو لوٹاؤں گا اور اُس کے اندر سے اِس کو اٹھاؤں گا"۔ اَب اِس کی روح جسم میں (قبر میں) آجاتی ہے۔ قبر کے اندر دو فرشتے آتے ہیں اور پوچھتے ہیں "تمہارا رب کون ہے"؟ وہ کہتا ہے "میرا رب اللہ ہے"۔ پھر کہتے ہیں "تمہارا دین کونسا ہے"؟ وہ کہتا ہے "میرا دین اسلام ہے"۔ پھر کہتے ہیں "وہ کون شخص ہیں جو تمہارے پاس بھیجے گئے تھے"؟ وہ کہتا ہے "وہ اللہ تعالیٰ کے رسول خاتم النبیین ﷺ ہیں"؟ پھر پوچھتے ہیں "نماز اور تیرا ذریعہ علم کیا تھا"؟ وہ کہتا ہے "میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لایا تھا"۔ اَب آسمان سے ندا آتی ہے۔ "میرے بندے نے سچ کہا۔ اِس کے لیئے جنت کا فرش لاؤ۔ جنت کے کپڑے پہناؤ۔ اور جنت کا دروازہ اِس کی قبر میں کھول دو"۔ اَس کی قبر تا حد نگاہ کشادہ کر دی جاتی ہے۔ پھر ایک خوبصورت شخص اِس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے "خوش ہو جاؤ تم سے جو وعدہ کیا تھا آج پورا کیا جاتا ہے"۔ وہ پوچھے گا "تم کون ہو"؟ وہ شخص جواب دے گا "میں تمہارا صالح عمل ہوں"۔ پھر وہ شخص کہے گا "اے اللہ قیامت اِس وقت قائم کر دے تا کہ میں اپنے اہل وعیال سے ملوں"۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "کافر کی جب موت کا وقت قریب آتا ہے تو سیاہ رنگ کے فرشتے آپہنچتے ہیں اور تا حد نگاہ ہوتے ہیں۔ اَب ملک الموت آتے ہیں اور کہتے ہیں: "اے خبیث روح نکل اور خدا کی ناراضگی اور غضب کی طرف چل"۔ وہ جسم کے اندر گھسنے لگتی ہے فرشتے اِس کو کھینچ کر نکالتے ہیں اور پر ٹاٹ میں لپیٹتے ہیں اِس کے اندر سے سڑے ہوئے مردار کی بدبو نکل رہی ہوتی ہے آسمان تک پہنچ کر دروازہ کھولنے کے لیے کہتے ہیں۔ تو نہیں کھولا جاتا اَب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِس کو سجین" (ساتوں زمین کے نیچے ایک اندھیر خانہ ہے جہاں بُری روحیں رکھی جاتی ہیں) میں لے جاؤ"۔ چنانچہ اُس کی روح کو وہاں سے ہی پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (سورہ الحج، آیت نمبر 31)

ترجمہ: "جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہے گویا آسمان سے گر پڑا اور پرندے اس کا گوشت نوچ رہے ہوں یا ہوائیں دور دراز کی اس کو لے کر اڑ رہی ہوں"۔

پھر قبر میں اِس کی روح اِس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ فرشتے آکر کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا؟ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے مجھے معلوم نہیں۔ پھر یہ پوچھتے ہیں کہ تیری طرف کون بھیجا گیا تھا وہ پھر کہتا ہے حیف مجھے علم نہیں ہے۔ آسمان سے صدا آتی ہے یہ جھوٹ کہتا ہے اِس کے لیئے دوزخ کا فرش بچھا دو اور دوزخ کا دروازہ اس کی قبر میں کھول دو۔ ایک بدصورت شخص میلے اور بدبودار کپڑے پہنے ہوئے اس کے پاس آتا ہے وہ پوچھتا ہے تو کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میں تیرا عمل بد ہوں۔ پھر کافر کی روح پر ایک ایسا فرشتہ متعین ہوتا ہے جو اندھا بہرا اور گونگا ہے۔ اس کے ہاتھ میں گرز ہوتا ہے (اگر پہاڑ پر ضرب لگائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے)۔ وہ اُس پر وار کرتا ہے وہ چیخ اٹھتا ہے۔ روز محشر تک قبر میں عذاب ہوتا رہے گا۔ جن وانس کے علاوہ ہر مخلوق اس کی آواز کو سنتی ہے۔ اَب دوزخ کا قبر میں دروازہ کھل جاتا ہے اور آگ بھڑکا دی جاتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 172۔ مشکوۃ المصابیح)

گناہ کبیرہ

شرک؛۔ شرک کی دو قسمیں ہیں۔

1۔شرک اکبر 2۔شرک اصغر

شرک اکبر:

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کی عبادت کرنا شرک اکبر کہلاتا ہے یا کسی کو معبودیت میں اللہ کے ساتھ شامل کرنا۔جیسے کافرو مشرکین اللہ کو بھی مانتے ہیں اور بتوں کو بھی پوجتے ہیں۔قرآن پاک سورہ النساء،آیت نمبر 48 میں ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ:''اللہ تعالیٰ اس کو بیشک نہ بخشے گا جو اس کے ساتھ کسی کو شریک کرے گا۔لیکن اس کے علاوہ جس کسی کو چاہے گا بخش دے گا''۔

شرک اصغر:

اعمال صالح میں ریاکاری (عبادات میں دکھاوا) شرک اصغر کہلاتا ہے۔قرآن پاک سورۃ ماعون آیت نمبر 6-4 میں ارشادِ خداوندی ہے:

ترجمہ:''سو بڑی خرابی ہے ایسے نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز بھلا بیٹھے ہیں اور ریاکاری کرتے ہیں (دکھاوا کرتے ہیں)''۔

گناہ کبیرہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔شرک کرنا(بخاری،مسلم) 2۔مومن کا قتل کرنا(نسائی،مسند احمد) 3۔جادو کرنا(بخاری) 4۔نماز نہ پڑھنا(ابن ماجہ)

5۔زکوٰۃ نہ دینا(بخاری) 6۔بلاعذر رمضان کے روزے نہ رکھنا(مسند احمد) 7۔استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا(دارمی)

8۔والدین کی نافرمانی کرنا(بخاری،مسلم) 9۔ رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا(ابوداؤد) 10۔سود خوری کرنا(بخاری)

11۔زناکاری کرنا (طبرانی) 12۔ لواطت کرنا (مرد سے مرد کا تعلق) (مسلم) 13۔ یتیم کا مال کھانا(بخاری)

14۔جھوٹی قسم کھا کر مال فروخت کرنا(بخاری،مشکوۃ المصابیح) 15۔میدان جنگ سے بھاگ جانا(بخاری)

16۔حکمرانوں کا اپنی رعایا سے دھوکا کرنا(مسلم) 17۔ فخر وتکبر اور خود پسندی(ترمذی،مسلم)

18۔جھوٹی گواہی دینا(مسلم) 19۔ شراب نوشی کرنا (السلسۃ الصحیحۃ) 20۔ جوابازی کرنا(مسند احمد)

21۔پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا(بخاری) 22۔مال غنیمت میں خیانت کرنا(مسلم)

23۔نماز میں چوری کرنا یعنی رکوع وسجود مکمل نہ کرنا(مشکوۃ المصابیح) 24۔راہ زنی کرنا(بخاری) 25۔جھوٹی قسم کھانا (بخاری،مسلم)

26۔پڑوسی کو تکلیف پہنچانا(مسلم) 27۔ظالمانہ ٹیکس وصول کرنا(مسند احمد)

28۔حرام خوری کرنا اور مال کے حصول کے لیے جائز اور ناجائز کی تمیز نہ کرنا(بخاری)29۔خودکشی کرنا(مسلم) 30۔فضول گوئی کا عادی ہونا(بخاری)

31۔جھوٹا خواب بیان کرنا(مسلم) 32۔رشوت دینا اور لینا(ابوداؤد)

33۔عورتوں اور مردوں کا باہمی تشبہ اختیار کرنا (مرد کا عورت والا حلیہ بنانا اور عورت کا مرد کا سا حلیہ بنالینا) (بخاری) 34 ۔حرم محترم میں ظالمانہ کام کرنا(بخاری)

35۔حلالہ کرنا یا کروانا(ابوداؤد،ترمذی) 36۔پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا(بخاری) 37۔جانوروں کے چہرے کو داغنا (مسلم)

38۔خیانت کرنا(مسلم) 39احسان جتلانا(مسند احمد) 40۔دنیا کمانے کے لیے علم حاصل کرنا(دین علم)اور علم کو چھپانا (مسند احمد)

41۔بیعت توڑنے والے(دنیا کی خاطر)(مسلم) 42۔چغلی کرنا(مسلم) 43۔تجسس کرنا یعنی (ٹوہ لگانا)(بخاری)

44۔لعن طعن کرنا (ترمذی) 45۔کاہنوں اور نجومیوں کی تصدیق کرنا (مسند احمد) 46۔شوہر کی نافرمانی کرنا(بخاری)

47۔مصیبت کے وقت نوحہ گیری کرنا(بخاری) 48۔کپڑوں اور دیواروں پر تصویریں بنانا(مسلم) 49۔کسی یا کھانا ضائع کرنا(مسلم)

50۔ کسی مسلمان کو لوہا دِکھا کر دھمکی دینا (طاقت کے بل بوتے پر ظلم کرنا) (بخاری)

51۔مسلمانوں کوتکلیف پہنچانا اور گالیاں دینا(سنن ابی داؤد،مشکوۃ المصابیح)

52۔مرد کا ٹخنوں سے نیچے کپڑا پہننا(بخاری) 53۔سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا(ترمذی)

54۔غلام کا اپنے مالک کے پاس سے بھاگ جانا(مسلم) 55۔مردوں کا ریشمی لباس اور سونے کی مصنوعات کا استعمال کرنا (جامع الترمذی)

56۔ذبح کے وقت بسم اللہ؛اللہ اکبر کے بجائے اپنے معبود کا نام لینا(بخاری) 57۔غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرنا(لات منات) (مسلم)

58۔کسی بری عادت کا ایجاد کرنا یا گمراہی کو دعوت دینا(مسلم) 59۔جان بوجھ کر اپنے آپ کو باپ کے علاوہ کسی اور کے ساتھ منسوب کرنا(بخاری)

60۔بالوں میں بال ملانا اور جسم کو گوندھنا(بخاری) 61۔ضرورت سے زائد پانی استعمال کرنا یا روکنا(بخاری)

62۔ناپ تول میں کمی کرنا(ترمذی) 63۔مردار جانوروں کا گوشت کھانا (مشکوۃ المصابیح)

64۔حرام رزق کھانا مثلاً سور کا گوشت کھانا وغیرہ(مسند احمد،ابن حبان) 65۔سنگ میل مٹا دینا(السلسلۃ الصحیحۃ)

66۔صحابہ کرامؓ کو برا بھلا کہنا(بخاری) 67۔نماز جمعہ اور نماز با جماعت کا چھوڑنا(مسلم،مسند احمد) 68۔مُردوں پر نوحہ گیری کرنا (مسلم)

69۔مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرنا(مسلم)

71۔مرنے کے بعد رب سے اس حال میں ملاقات کہ قرض ادا نہ کیا ہو اور نہ اس کی ادائیگی کے لئے مال چھوڑا ہو(مشکوۃ المصابیح)

اللہ پاک ہمیں گناھوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے(آمین)

****

اللہ کا ذکر ہر حال میں

1۔	جب کوئی کام شروع کریں تو کہیں۔	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم
2۔	جب کسی کام کے کرنے کا وعدہ کریں تو کہیں۔	اِنۡ شَآءَ اللّٰہ
3۔	جب کسی کی خوبی یا تعریف کریں یا سنیں تو کہیں۔	سُبۡحَانَ اللّٰہ
4۔	جب کوئی دکھ، تکلیف، پریشانی، مصیبت یا موت کی خبر آئے تو کہیں۔	اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن
5۔	جب کوئی اچھی، خوبصورت یا پسندیدہ چیز نظر آئے تو فوراً کہیں۔	مَاشَآءَ اللّٰہ
6۔	جب کسی کا شکریہ ادا کرے تو کہیں۔	جَزَاکَ اللّٰہ
7۔	جب کوئی غلط کام ہو جائے، کوئی گناہ ہو جائے یا عبادت کا وقت نکل گیا تو کہیں۔	اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہ
8۔	کسی کو رخصت کریں تو کہیں۔	فِیۡ اَمَانِ اللّٰہ
9۔	جب کوئی مصیبت یا مشکل در پیش ہو تو	تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہ
10۔	جب کوئی ناپسندیدہ یا نازیبا الفاظ سنیں یا کہیں تو کہیں۔	نَعُوۡذُ بِاللّٰہ
11۔	جب کوئی دل پسند بات کریں یا سنیں تو کہیں۔	فَتَبَارَکَ اللّٰہ
12۔	جب دعا میں شریک ہوں تو کہیں۔	آمِیۡن

چار دن (درمیانی نماز)

1۔ عیسائیوں کا دن رات 12 بجے سے دوسری رات بارہ بجے تک۔

2۔ یہودیوں کا دن دوپہر بارہ بجے سے دوسرے دن دوپہر بارہ بجے تک۔

3۔ ہندوؤں کا دن صبح فجر کے بعد سے دوسرے دن صبح فجر کے بعد تک۔ اس لیے فجر کی نماز کے بعد سجدہ مکروہ ہے جب تک سورج نہ نکل آئے یعنی اشراق کا وقت نہ ہو جائے۔

4۔ مسلمانوں کا دن مغرب کے بعد سے دوسرے دن مغرب تک۔ اس لئے ہماری درمیان والی نماز فجر ہے۔ جس کی حفاظت کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے: (سورہ البقرہ، آیت نمبر 238)

ترجمہ: ''نمازوں کی حفاظت کرو، خاص طور پر درمیانی نماز کی''۔

1۔ اول نماز مغرب　　2۔ دوئم نماز عشاء　　3۔ سوئم نماز فجر　　4۔ چہارم نماز ظہر　　5۔ پنجم نماز عصر

فجر کی سنتیں بہت اہم ہیں۔ فجر قضا ہو جائے تو ظہر سے پہلے فجر کی قضا سنتوں کے ساتھ ادا کریں۔ اور پھر ظہر کی نماز ادا کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دعا

دعا کا مطلب ہے بندے کا خدا سے اپنی حاجتیں طلب کرنا، (عموماً دوران عبادت) کوئی فریاد کرنا، کچھ طلب کرنا، کچھ مانگنا۔

دعا کرنے کا طریقہ

1- أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

2- سُبحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ أَكبَر

3- درود شریف

4- رَبَّنَا ظَلَمنَا اَنفُسَنَا وَ اِن لَّم تَغفِر لَنَا وَ تَرحَمنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الخٰسِرِينَ

5- رَبَّنَا اٰتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحمَةً وَّ هَيِّئ لَنَا مِن اَمرِنَا رَشَدًا

6- رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنيَا حَسَنَةً وَّ فِي الاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ

یا اللہ! ہماری عبادت کو قبول و منظور فرما - یا اللہ! ہم سب کو بہترین انسان اور بہترین مسلمان بنا کر دین و دنیا میں کامیاب فرمانا - یا اللہ ہمارے گھروں پر خیر و برکات اور سکون نازل فرمانا - ہمیں اپنے ماں باپ کا فرمانبردار بنا دے - یا اللہ! کامل تقویٰ عطا فرمانا اور کامل ایمان پر موت دینا - یا اللہ ہم تیری نعمتوں کے شکر گزار تیری اور تیری رحمتوں کے طلب گار رہیں - یا اللہ نزع کے وقت کی سختی، قبر کے عذاب اور روزِ محشر کی سختی سے بچانا - یا اللہ! مرتے وقت ہماری زبانوں پر کلمہ ہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰه-

رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْإِسْلَامِ دِينًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَ آلِهِ و سلم)

سُبحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ العِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۞ وَ سَلٰمٌ عَلَى المُرسَلِينَ ۞ وَ الحَمدُ لِلّٰهِ رَبِّ العٰلَمِينَ ۞

دعا کے آداب

1- دعا سے پہلے اللہ کی حمد و ثنا (تعریف) بیان کرنی چاہیے۔ جیسے:

سُبحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ أَكبَر وَ لَا حَولَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم

2- دعا کے شروع اور آخر میں درود پاک پڑھنے سے دعا قبول ہوتی ہے۔

3- دعا کرتے وقت نگاہیں نیچی رکھنی ہیں۔

4- دعا کرتے وقت ادھر ادھر دیکھنے سے نظر کمزور ہونے کا اندیشہ ہے۔

5- دعا کرتے وقت ہتھیلیوں کا رخ آسمان کی طرف ہونا چاہیے۔

6- دعا میں دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائیں کہ سینے کی سیدھ میں رہیں۔

مقبول دعا

دعا کے عجیب عجیب مقامات ہیں۔

1۔ دعا مغضوب کی عافیت ہے۔

2۔ مغضوب پر غضب کو ٹھنڈا کرتی ہے۔

3۔ اہل بلا کی بلا سے نجات ہے

4۔ عابد کی جلا (روشنی) ہے۔

5۔ نا امید کی امید ہے۔

6۔ عبادت میں کمی کا مداوا ہے۔

7۔ اس لیئے جس طرح بیج بغیر کھاد کے مراد کو نہیں پہنچتا۔ اسی طرح عبادت بغیر دعا کے مقبول نہیں ہوتی۔

آؤ تمہیں بتائیں کے سب سے موثر دعا کون سی ہے؟

جو سلوک تم اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہو وہ اُس کی مخلوق سے کرنے لگو۔

1۔ اگر چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے۔ تو اُس کی مخلوق کی غلطیاں اور قصور معاف کر دو۔

2۔ اگر چاہتے ہو کہ حشر کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں ڈھانپ لے۔ تو تم دنیا میں اُس کی مخلوق کو ڈھانپنے لگو (یعنی اُن کی پردہ دری نہ کرو)۔

3۔ اگر چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں بے حساب دے۔ تو اُس کی راہ میں بے حساب دینے لگو (یعنی صدقہ، خیرات خوب کرو)۔

لوگوں کی غیبت، اُن کی عیب جوئی، چغلخوری، حسد کبر سے جتنا بچا جائے گا، اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنے ہی مقبول ہوتے جاؤ گے۔ ایسے نیک لوگوں کی تمام دعائیں اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔

دم کرنے کی مسنون (سنت) دعائیں

1- رَبِّ إِنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ

ترجمہ: ''اے میرے رب، میں سخت تکلیف میں مبتلا ہوں اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے''۔ (سورہ الانبیاء، آیت نمبر 83)

2- اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ، لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

ترجمہ: ''اے اللہ! تو مجھے جسمانی صحت وعافیت عطا فرما، اے اللہ! تو میری قوتِ سماعت میں عافیت وسلامتی عطا فرما، اے اللہ! تو میری قوتِ بینائی میں عافیت وسلامتی عطا فرما تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے''۔ (سنن ابی داؤد)

3- اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ

ترجمہ: ''میں اللہ کی عزت اور اس کی قدرت کے ساتھ اس چیز کے شر سے پناہ پکڑتا ہوں جسے میں پاتا ہوں اور ڈرتا ہوں''۔ (صحیح مسلم)

4- اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْهِبِ الْبَأْسِ وَ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

ترجمہ: ''اے اللہ لوگوں کے رب! تکلیف کو دور فرما دے تو شفا دے دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری ہی شفاء شفاء ہے۔ تو ایسی شفا عطا فرما جو کسی قسم کی بیماری نہ چھوڑے''۔ (متفق علیہ)

5- بِسْمِ اللهِ اَرْقِيْکَ مِنْ کُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اَللهُ يَشْفِيْکَ بِسْمِ اللهِ اَرْقِيْکَ

ترجمہ: ''اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو ایذا پہنچاتی ہے ہر نفس کی شرارت سے یا حسد کرنے والی آنکھ سے اللہ آپ کو شفا دے گا اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دم کرتا ہوں''۔ (مسلم، ترمذی، مسند احمد)

6- **ناکارہ عمر سے بچنے کی دعا**

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِکَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ

ترجمہ: "یا اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں اِس سے کہ ناکارہ (ایسی ضعیفی جس میں عقل میں خلل پڑ جائے) عمر تک پہنچوں"۔ (البخاری، کتاب الدعوات، برقم 6370)

کھانا کھانے کے بعد مندرجہ بالا دعا پڑھنے سے اللہ تعالی بڑھاپے کی ہر طرح کی بیماری اور محتاجی سے محفوظ رکھتا ہے۔

7- **درود نجات وبا**

اس درود شریف کو کثرت سے پڑھا جائے تو اللہ تبارک وتعالی ہر موذی مرض سے محفوظ رکھتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ دَاءٍ وَّدَوَاءٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّم

88 ترجمہ: "اے اللہ! درود بھیج ہمارے سرکار محمد (خاتم النبیین ﷺ) مطابق تمام بیماریوں کی دوا کے --- برکتیں اور سلام کے ساتھ"۔ (شفاء القلوب، ص:223، ط: مکتبہ نبویہ۔ ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول ﷺ، درود نمبر 144۔ روح البیان۔ 7/234، ط: دار الکتب العلمیہ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مسجد

مسجدیں اللہ کا گھر ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کا ادب واحترام کرنے کا حکم دیا ہے، ان جگھوں پر رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہوتا ہے۔ یہ لوگ مساجد میں نمازیں ادا کرتے ہیں اور اس دوران اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی ضروریات اور خواہشات کو پورا کردیتے ہیں اور یہ مسجدیں اور اس میں رہنے والے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتے ہیں۔ (قرطبی)

مسجدوں کی اہمیت زمین کے دیگر ٹکڑوں سے زیادہ ہے۔ حضرت ابو امامہؓ نقل کرتے ہیں کہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" جو کوئی مسجد کے لئے گھر سے وضو کرکے نکلے، وہ ایسا ہوگا کہ جیسے کوئی گھر سے احرام باندھ کر حج کے لئے نکلے، اور جو کوئی نماز کے لیے وضو بنا کر گھر سے نکلے گا اور مسجد کی طرف جائے گا اس کو عمرے کا ثواب ملے گا۔ اور پھر ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرتا رہے گا تو اس کا نام علیین میں لکھا جائے گا"۔ (مسلم)

حضرت بریدہؓ روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" جو کوئی گھٹا ٹوپ اندھیرے میں مسجد کی طرف جائے گا اس کو قیامت کے روز بے حساب نور عطا کیا جائے گا''۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" مسجد میں نماز پڑھنا گھر کی نماز یا کسی اور جگہ نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اگر کوئی آدمی گھر سے وضو کر کے نماز پڑھنے کی نیت سے نکلے اس کا ہر قدم جو مسجد کی طرف بڑھتا ہے اللہ کی نگاہ میں اس کا ایک مقام اتنا ہی بڑھتا ہے۔ اگر وہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کا انتظار کر رہا ہے، تو اس کو اس انتظار کے وقت میں بھی حالت نماز میں لکھا جائے گا، اور جب تک وہ انتظار کرتا رہتا ہے فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر وہ وضو کی حالت میں ہو اور کسی کو کوئی تکلیف نہ دی ہو تو فرشتے اللہ سے کہتے ہیں ''اے اللہ اس بندے پر رحم فرما اور اس کے گناہ معاف فرمادے''۔ (مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ''جو کوئی اللہ سے محبت کرتا ہے اسے چاہئے کہ مجھ سے محبت کرے، جو مجھ سے محبت کا دعویٰ دار ہو اسے چاہئے کہ میرے صحابہؓ کو عزیز رکھے، اور جو یہ کہتا ہے کہ میرے صحابہ اکرام کو بہت چاہتا ہے تو وہ مسجدوں سے محبت رکھے''۔

مسجد کے آداب:-

1۔ مسجد میں داخل ہو کر اگر لوگوں کو بیٹھا ہوا دیکھیں تو سلام کریں۔ لیکن اگر لوگ مصروف نماز، ذکر، تلاوت وتسبیح وغیرہ میں مشغول ہیں تو سلام کرنا درست نہیں۔

2۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی اعتکاف کی نیت کرنا۔

3۔ مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل تحیۃ المسجد ادا کریں۔

4۔ مسجد میں آواز بلند نہ کریں۔

5۔ مسجد میں جگہ کے لئے جھگڑا نہ کریں جہاں جگہ ہو بیٹھ جائیں۔

6۔ مسجد کی صفیں پوری کریں لیکن اگر صف میں جگہ نہیں ہے تو وہاں گھس کر لوگوں کو تنگ نہ کریں۔

7۔ نجاست سے پاک ہو کر مسجد میں جائیں۔

8۔ نمازی کے آگے سے نہ گزریں۔

9۔ مسجد میں کثرت سے ذکر، عبادت، نماز یا تلاوت میں مشغول رہیں۔

10۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد دنیا کی باتیں نہ کریں۔

تحیۃ المسجد:-

تحیۃ کے معنی آداب کے ہیں یعنی وضو اور مسجد میں داخل ہونے کا یہ ادب ہے کہ دوگانہ نفل (دو نفل) آپ تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کی نیت سے ادا کریں۔

1۔ اگر مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھ گئے تو اب تحیۃ المسجد نہیں پڑھ سکتے کیونکہ بیٹھ جانے کے بعد تحیۃ المسجد کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔

2۔ اگر مسجد میں داخل ہوتے ہی سنت شروع کرلیں تو سنتوں کا ثواب دگنا ہو جائے گا ایک سنتوں کا دوسرا تحیۃ المسجد کا۔ (ایسا وقت کم ہو تو دونوں کی نیت اکٹھی کی جاسکتی ہے)۔

3۔ اگر بیٹھ گئے اور پھر سنتوں کے لئے کھڑے ہوئے تو صرف سنتوں کا ثواب ہوگا۔

4۔ اگر وضو کیا تھا مسجد میں داخل ہوئے اور مسجد میں داخل ہوئے ہی سنتیں شروع کردیں تو تین ثواب ہو گئے ایک تحیۃ وضو کا، دوسرا تحیۃ المسجد کا اور تیسرا سنتوں کا (وقت کم تھا تینوں کی نیت کر کے شروع کرنا ہوگا)

5۔ اگر مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے تحیۃ الوضو، پھر تحیۃ المسجد اور پھر سنتیں پڑھیں تو ثواب کا تو کیا ہی کہنا۔

سوال وجواب

1) تعوذ کسے کہتے ہیں؟

ج- ''أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ''کوتعوذ کہتے ہیں-

2) تسمیہ کسے کہتے ہیں؟

ج- ''بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ''کوتسمیہ کہتے ہیں-

3) ثنا کسے کہتے ہیں؟

ج- '' سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ''کوثنا کہتے ہیں-

4) درودشریف کسے کہتے ہیں؟

ج- یہ دُعا بھی ہے، دوابھی ہے، شفابھی ہے، ثنا بھی ہے، سلام بھی ہے، سوغات بھی ہے، تحفہ بھی ہے، ادب بھی ہےاورعبادت بھی ہے۔گویا کہ یہ دُرودشریف تمام وظائف کا سرداراورشفاعتِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سند ہے۔

5) فرض کسے کہتے ہیں؟

ج- فرض اسے کہتے ہیں جوکسی قطعی دلیل مثلاً قرآن کریم کی کسی واضح آیت یامتواتر حدیث سے ثابت ہو-فرض کامنکر کافرہوجاتا ہے-

6) واجب کسے کہتے ہیں؟

ج- واجب ظنی (یعنی شبہ والی) دلیل سے ثابت شدہ عمل کوکہتے ہیں-واجب کامنکر کافرنہیں ہوتا لیکن گناہ گار ہوجاتا ہےاورعذاب کا مستحق بھی ہوگا-اس لئے واجب کو بھی عملاً فرض کی طرح ادا کیا جاتا ہے-

7) سنت کسے کہتے ہیں؟

ج- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کےقول،فعل اورعمل کوسنت کہتے ہیں۔

8) مستحب کیا ہے؟

ج- ہروہ کام جس کی شرح میں ممانعت نہ ہواورمسلمان اُس کونیک کام سمجھ کرکریں اوراللہ سےثواب کی امیدرکھیں مستحب کہلاتا ہے-

9) نفل کسے کہتے ہیں؟

ج- وہ فعل ہےجس کونبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یاصحابہ کرام رضی اللہ عنھم نےکیا ہولیکن ہمیشہ اوراکثرنہیں بلکہ کبھی کبھی۔اسکا کرنے والاثواب کا مستحق ہےاورنہ کرنے والے پرکسی قسم کا گناہ نہیں ۔یہ ایک اضافی عبادت ہےجس کوادا کرنے سے ہم اللہ کے زیادہ قریب ہوجاتے ہیں-

10) حدیث کسے کہتے ہیں؟

ج-حدیث سے مراد وہ اقوال،اعمال اورتقریر یعنی تصویب (درست قراردینا،تصدیق،درستی،اصلاح) ہیں جورسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہوں۔

11) سنت اورحدیث میں کیافرق ہے؟

ج- سنت کی حیثیت قرآن کےعلاوہ اللہ تعالٰی کے آسمانی دین اوراُس کی مستقل بالذات شریعت کی ہے۔وہ اپنی ذات میں ایک مستقل دینی حیثیت رکھتی ہے۔ جبکہ حدیث میں دین کی حیثیت سے جوکچھ روایت ہوا ہےوہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے قرآن وسنت کےمستقل بالذات احکام کی شرح ووضاحت اوراُن پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کےعمل کےنمونے کا بیان ہے۔

حدیث کوقرآن پاک کی طرح عملی طورپرسمجھنے کےلیے سنت کی ضرورت ہے-

12) حرام کسے کہتے ہیں؟

ج- جودلیل قطعی سےثابت ہو۔اس کا منکر کافرہےاوراسکا بےعذر کرنے والا فاسق اورعذاب کا مستحق ہے۔

13) بیت اللہ کسے کہتے ہیں؟

ج- بیت اللہ کا مطلب ہے اللہ کا گھر- ملک عرب میں ایک شہر ہے مکہ-اس شہر مکہ میں وہ مشہور مقام ہے جسے خانہ کعبہ کہتے ہیں-کعبہ ایک عمارت ہے اس عمارت کو بیت اللہ بھی کہتے ہیں-مسلمان اس خانہ کعبہ یا بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں-اس بیت اللہ کے گردوگرد چار دیواری میں گھرا ہوا ایک بہت بڑا صحن ہے،اس صحن کو مسجد حرام کہتے ہیں-

14) بیت اللہ کو کس نے بنایا؟

ج- سب سے پہلے بیت اللہ یا خانہ کعبہ کو حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا تھا-مگر وہ منہدم ہو گیا تھا اور اس کا نام ونشان تک باقی نہ رہا تھا- پھر اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اس جگہ کی نشاندہی کروا کر یہ گھر اپنی عبادت کے لئے تعمیر کروایا-

15) رسالت اور نبوت کے کیا معنی ہیں؟

ج- رسالت کے معنی ہیں رسول ہونا اور نبوت کے معنی ہیں نبی ہونا-

16) رسول اور نبی میں کیا فرق ہے؟

ج- رسول اس پیغمبر کو کہتے ہیں جس کو نئی شریعت اور کتاب دی گئی ہو- نبی اس پیغمبر کو کہتے ہیں جس کو نئی شریعت اور کتاب نہیں دی گئی ہو بلکہ وہ پہلی شریعت اور کتاب کا تابع ہو-

17) پیغمبر کسے کہتے ہیں؟

ج- پیغمبر کا مطلب ہے اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے والا-

18) مجدد کسے کہتے ہیں؟

ج- مجدد سے مراد وہ خاص شخص جو ایک صدی کے شروع میں اپنے علمی وفکری کارناموں سے دین اسلام کو تازگی عطا کرتا ہے۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق مجدّد کا کام یہ ہے کہ شرعی احکام جو مٹ چکے ہیں،سنتوں کے آثار جو ختم ہو گئے ہیں اور دینی علوم (ظاہری ہوں یا باطنی) جو پردۂ اخفا میں چلے گئے ہیں،ان کا اِحیا کرے (دوبارہ زندہ کرے)۔

19) فرض کفایہ اور فرض عین میں کیا فرق ہے؟

ج- **فرض عین:**-جو سب پر فرض ہو جیسے نماز،روزہ،زکوٰۃ،حج وغیرہ-

فرض کفایہ:-وہ فرض ہے جو امت میں سے کچھ لوگ بھی ادا کریں تو باقی سب کے سر سے اتر جاتا ہے۔مثلاً عالم بننا،اعتکاف،میت کو غسل دینا،کفن پہنانا،دفن کرنا، نماز جنازہ،وغیرہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بیس(20)وہ قرآنی آیات جن کے غلط پڑھنے سے مطلب الٹ جاتا ہے۔

سورۃ	صحیح	ترجمہ	غلط	ترجمہ
سورۃ الفاتحہ، آیت نمبر 6	اَنعَمتَ عَلَیہِم	تونے ان پر انعام کیا۔	اَنعَمتُ عَلَیہِم	میں نے ان پر انعام کیا
سورۃ الفاتحہ، آیت نمبر 4	اِیَّاکَ نَعبُدُ	ہم صرف تیری ہی عبادت	اِیَاکَ نَعبُدُ (بغیر تشدید)	صرف کا لفظ" حذف" ہے
سورۃ البقرہ، آیت نمبر 124	وَ اِذِ ابتَلٰٓی اِبرٰاھِیمَ رَبُّہٗ	اور جوجب ابراھیم کوان کے رب نے آزمایا۔	اِبرٰاھِیمُ رَبَّہٗ	ابراہیم نے اپنے رب کو
سورۃ البقرہ، آیت نمبر 251	وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوتَ	داؤد نے جالوت کو قتل کیا۔	دَاوٗدَ جَالُوتُ	داؤد کو جالوت نے قتل کیا
سورۃ البقرہ، آیت نمبر 255	اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔	اللّٰہُ (بالمد)	کیا اللہ تعالی
سورۃ البقرہ، آیت نمبر 261	وَ اللّٰہُ یُضَاعِفُ	اور اللہ نے بڑھایا	وَ اللّٰہ یُضَاعَفُ	اللہ کو بڑھایا گیا (رسولوں کو خوشخبری---ڈرایا گیا)
سورۃ النساء، آیت نمبر 165	رُسُلًا مُبَشِّرِینَ وَ مُنذِرِینَ	خوشخبری دینے اور ڈرانے والے رسول	مَبَشَّرِینَ وَ مُنذَرِینَ	انسانیت والے اور ڈرنے والے
سورۃ التوبہ، آیت نمبر 3	مِّنَ المُشرِکِینَ وَ رَسُولُہٗ	(اللہ اور اس کا) رسول مشرکین سے (بیزار ہے)	وَ رَسُولِہٖ	اللہ مشرکین اور (نعوذ باللہ) رسول سے
سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر 15	وَ مَا کُنَّا مُعَذِّبِینَ	اور ہم نہیں ہیں عذاب دینے والے	امُعَذَّبِینَ	اور ہم ہو گئے عذاب والے۔
سورۃ طہ، آیت نمبر 121	وَ عَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّہٗ	اور آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔	اٰدَمَ رَبُّہٗ	اللہ نے (نعوذ باللہ) آدم کی نافرمانی کی۔
سورۃ الانبیاء، آیت نمبر 87	اِنِّی کُنتُ مِنَ الظّٰلِمِینَ	بے شک میں ظالموں میں سے تھا	اِنِّی کُنتَ	بے شک تو تھا
سورۃ الشعراء، آیت نمبر 194	لِتَکُونَ مِنَ المُنذِرِینَ	تاکہ تم ڈرانے والے ہو جاؤ	مُنذَرِینَ	ڈرنے والے
سورۃ الفاطر، آیت نمبر 28	اِنَّمَا یَخشَی اللّٰہَ مِن عِبَادِہِ العُلَمٰٓؤُا	بے شک بندوں میں سے اہل علم ہی اللہ تعالی سے ڈرتے ہیں۔	یَخشَی اللّٰہُ مِن عِبَادِہِ العُلَمٰٓؤَا	اللہ ڈرتا ہے
سورۃ الصافات، آیت نمبر 72	فِیھِم مُّنذِرِینَ	ان میں ڈرانے والے	مُنذَرِینَ	ڈرنے والے
سورۃ الفتح، آیت نمبر 27	صَدَقَ اللّٰہُ رَسُولَہٗ	اللہ نے اپنے رسول کو سچا کردکھایا	صَدَقَ اللّٰہَ رَسُولُہٗ	رسول نے اللہ کو سچا کردکھایا
سورۃ الحشر، آیت نمبر 24	المُصَوِّرُ	صورتیں بنانے والا	المُصَوَّرُ	صورت بننے والا
سورۃ الحاقہ، آیت نمبر 37	اِلَّا الخَاطِئُونَ	سوائے خطا کاروں کے	اِلَّا الخَاطَئُونَ	سوائے ان کے جو غلطی نہ کریں
سورۃ المزمل، آیت نمبر 16	فَعَصٰی فِرعَونُ الرَّسُولَ	پس فرعون نے رسول کا کہنا مانا۔	فَعَصٰی فِرعَونَ الرَّسُولُ	رسول نے فرعون کا کہنا مانا
سورۃ المرسلات، آیت نمبر 41	فِی ظِلٰلٍ	سایوں میں	فِی ضَلٰلٍ	گمراہی میں
سورۃ النازعات، آیت نمبر 45	اِنَّمَا اَنتَ مُنذِرُ	آپ صرف ڈرانے والے ہیں	اَنتَ مُنذَرُ	آپ ڈرنے والے ہیں

سنت

سنت کیا ہے؟ شریعت میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے قول، فعل اور عمل کو سنت کہتے ہیں۔

اس کے علاوہ ایک اور سنت ہے "سنت تقریری"۔

سنت تقریری کیا ہے؟ سنت تقریری اسے کہتے ہیں کہ کسی کو کوئی کام کرتے ہوئے دیکھ کر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ یا صحابہ کرامؓ خاموش رہے یا اس کی تحسین فرمائی۔

سنت کی اقسام:- سنت کی دو اقسام ہیں۔ 1۔ سنت موکدہ 2۔ سنت غیر موکدہ

1۔سنت موکدہ:- جو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ادا کیں اور کرنے کے بعد ہمیں ادا کرنے کا حکم دیا۔

2۔سنت غیر موکدہ:- جو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ادا کیں اور کرنے کے بعد ہمیں کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔ اس لیے کہ ہم پر زیادہ وزن نہ پڑ جائے اور نہ کرنے کی وجہ سے ہم گناہگار نہ ہوں۔

سنت دو طرح کی ہیں۔ 1۔ ظاہری سنتیں 2۔ باطنی سنتیں

1۔ ظاہری سنتیں:- وہ سنتیں جو ظاہری عضو سے ادا کی جائیں ظاہری سنتیں کہلاتی ہیں۔ مثلاً:

پانی پینے کی سنتیں:- پانی کا گلاس ہاتھ میں لیں اور بیٹھ جائیں--- پانی کے اندر دیکھیں کہ کیسا ہے--- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر پانی پینا شروع کریں

تین سانسوں میں پانی ختم کریں--- بچا ہوا پانی کسی دوسرے کو پلائیں کیونکہ مومن کے جوٹھے میں شفا ہے--- پانی پینے کے بعد الحمدللہ کہیں۔

آبِ زم زم کھڑے ہو کر قبلہ رخ ہو کر پئیں۔

کھانا کھانے کی سنتیں:- کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوئیں--- زمین پر دستر خوان بچھا کر کھانا کھائیں۔

کھانا کھاتے وقت دوزانو بیٹھیں، یا پھر الٹا پاؤں بچھالیں اور سیدھا کھڑا کرلیں، یا سرین پر بیٹھیں۔

کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھیں--- کھانا دائیں ہاتھ سے کھائیں۔

کھانا کھانے کے بعد سالن کی پلیٹ اور پھر انگلیاں چاٹ لیں--- آخر میں کھانا کھانے کے بعد کی دعا پڑھیں اور ہاتھ دھوئیں۔

سونے اور جاگنے کے سنتیں:- سونے سے پہلے مسواک اور وضو کرنا سنت ہے--- سونے سے پہلے بسم اللہ پڑھ کر بستر کو جھاڑ لیں--- دائیں کروٹ پر لیٹیں اور الٹا نہ سوئیں۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ہر رات جب بستر پر آرام فرماتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر قل ھو اللہ أحد، قل أعوذ برب الفلق اور قل أعوذ برب الناس (تینوں سورتیں مکمل) پڑھ کر ان پر پھونکتے اور پھر دونوں ہتھیلیوں کو جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم پر پھیرتے تھے۔ پہلے سر اور چہرہ پر ہاتھ پھیرتے اور سامنے کے بدن پر۔ یہ عمل آپ خاتم النبیین ﷺ تین دفعہ کرتے تھے۔ (بخاری، حدیث نمبر 5017)

سونے سے پہلے آیت الکرسی پڑھیں--- سونے سے پہلے گناہوں سے اچھی طرح سے توبہ کرلیں اور اللہ کا ذکر کرتے ہوئے سو جائیں۔

نیند سے بیدار ہوتے ہی نیند سے بیدار ہونے کی دعا اور کلمہ شریف پڑھیں۔

اٹھنے اور بیٹھنے کی سنتیں:- دوزانوں بیٹھیں (یعنی تشہد کی حالت میں بیٹھیں)--- جب تھک جائیں تو ایک پاؤں اٹھا کر اور ایک پاؤں کھڑا کر کے بیٹھیں۔

سرین کے بل بیٹھیں (پاؤں زمین پر رکھیں اور دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر کے دونوں ہاتھوں سے گھیر لیں)---

چارزانوں بیٹھنے کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ناپسند فرمایا--- جب بیٹھیں تو جوتا اتار کر بیٹھیں--- جب کوئی آئے اسے جگہ دیں۔

صرف نیک اور اچھے لوگوں کے ساتھ بیٹھیں۔

چلنے کی سنتیں:- کنارے کنارے چلیں---اکڑ کر نہ چلیں--- چلتے ہوئے جوتوں کی آواز نہ آئے---راہ چلتے ادھر ادھر نہ دیکھیں---

دو آدمیوں کے درمیان نہ چلیں---- چلتے ہوئے اپنی زبانوں کو ذکر اللہ سے تر رکھیں۔

جوتے پہننے کی سنتیں:- جوتے پہننے سے پہلے جھاڑ لیں--- پہلے سیدھا جوتا پہنیں پھر الٹا جوتا پہنیں---

اتارتے وقت پہلے الٹا جوتا اتار لیں اور پھر سیدھا جوتا اتاریں---- جوتا الٹا ہو جائے تو فوراً سیدھا کر لیں۔

اس سے تنگدستی آنے کا خدشہ ہے---عورت کو مرد کے اور مرد کو عورت کے جوتے پہننا یا لباس پہننا منع ہیں---ایک جوتا پہن کر چلنا منع ہے۔

ناخن کاٹنے کی سنتیں:- جمعہ کے دن ناخن کاٹنا سنت ہے۔

ناخن کاٹتے وقت دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کرنا اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کرنا ہے۔آخیر میں دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کاٹنا ہے۔

پیروں کے ناخن کاٹتے وقت دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کرنا اور بائیں پاؤں کے انگوٹھے پر ختم کرنا ہے۔

ناخن دانتوں سے نہیں کاٹنے چاہیے اس سے گھر کے مال و رزق میں بے برکتی رہتی ہے۔

کپڑے پہننے کی سنتیں:- کپڑے پہنتے وقت دائیں عضو سے جسم میں پہلے داخل کریں--- کپڑے اتارتے وقت بائیں عضو سے پہلے اتاریں۔

کپڑے پہننے سے پہلے اچھی طرح سے جھاڑ لیں۔

بیت الخلا میں آنے جانے کی سنتیں:- بیت الخلاء میں جاتے وقت پہلے بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا پڑھیں پھر بایاں پاؤں اندر رکھیں۔

بیت الخلاء سے باہر نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر رکھیں اور بیت الخلاء سے باہر نکلنے کی دعا پڑھیں۔

بیت الخلاء میں داخل ہونے کے بعد کسی قسم کی گفتگو نہ کریں۔

جمعہ کے دن کی سنتیں: (یہ ہمارے باطنی اعضاء کی سنتیں بھی ہیں)

غسل کرنا۔	دھلے ہوئے کپڑے پہننا۔	نئے کپڑے پہننا۔
کپڑوں میں خوشبو لگانا۔	ناخن کاٹنا۔	آنکھ میں سرمہ لگانا۔
بالوں میں تیل لگانا۔	ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھنا۔	ایک سو مرتبہ استغفار پڑھنا۔
ایک سو مرتبہ پہلا کلمہ پڑھنا۔		

مہمان نوازی کی سنتیں:

مہمان کی آمد کا انتظار رہنا سنت ابراہیمی ہے---مہمان کی تعظیم کرنی چاہیے---مہمان کی پسند کا خیال رکھنا چاہیے۔

مہمانوں کو دروازے تک رخصت کرنا سنت ہے۔

2- باطنی سنتیں:- (یعنی من کی پاکیزگی)

باطن کی صفائی اور نفس کے تزکیہ کے لیے آپ خاتم النبیین ﷺ کی زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

جلن، حسد، کینہ، بغض، جھوٹ، غیبت، تکبر اور دکھاوے سے دور رہنا ہے۔

عاجزی، انکساری، تواضع، خوش اخلاقی، بردباری، حلیمی، توکل، عفو و درگزر اور قناعت کی صفات کو اپنانا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عقیقہ کرنا سنت ہے۔

عقیقہ کے معنیٰ: عقیقہ کے لغوی معنیٰ کاٹنے کے ہیں۔شرعی اصطلاح میں نومولود بچہ/ بچی کی جانب سے اس کی پیدائش کے ساتویں دن جو خون بہایا جاتا ہے اُسے عقیقہ کہتے ہیں۔

عقیقہ کرنا سنت ہے۔رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) اور صحابہ کرامؓ سے صحیح اور متواتر احادیث سے ثابت ہے۔اس کے چند اہم فوائد یہ ہیں:

1- زندگی کی ابتدائی سانسوں میں نومولود بچہ/ بچی کے نام سے خون بہا کر اللہ تعالیٰ سے اس کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔

2- یہ اسلامی Vaccination ہے، جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بعض پریشانیوں، آفتوں اور بیماریوں سے راحت مل جاتی ہے۔ہمیں دنیاوی Vaccinations کے ساتھ اس Vaccination کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

3- بچہ/ بچی کی پیدائش پر جو اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، خوشی کا اظہار ہو جاتا ہے۔

عقیقہ کے متعلق احادیث:

(1) رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے ارشاد فرمایا ''بچہ/ بچی کیلئے عقیقہ ہے، اس کی جانب سے تم خون بہاؤ اور اس سے گندگی (سر کے بال) کو دور کرو۔'' (بخاری)۔

(2) رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے ارشاد فرمایا ''ہر بچہ/ بچی اپنا عقیقہ ہونے تک گروی ہے۔اس کی جانب سے ساتویں دن جانور ذبح کیا جائے، اس دن اس کا نام رکھا جائے اور سر منڈوایا جائے۔'' (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، مسند احمد)

(3) رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے ارشاد فرمایا ''لڑکے کی جانب سے 2 بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ہے۔'' (ترمذی، مسند احمد)

(4) رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے ارشاد فرمایا ''لڑکے کی جانب سے 2 بکرے اور لڑکی کی جانب سے ایک بکرا ہے۔عقیقہ کے جانور مذکر ہوں یا مؤنث، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا (یعنی بکرا یا بکری جو چاہیں ذبح کردیں)۔'' (ترمذی، مسند احمد)

رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے اپنے نواسوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا عقیقہ ساتویں دن کیا، اسی دن ان کا نام رکھا اور حکم دیا کہ ان کے سروں کے بال مونڈھ دیئے جائیں۔(ابوداؤد)

عقیقہ کرنے کیلئے ساتویں دن کا اختیار کرنا مستحب ہے لیکن اگر ساتویں دن ممکن نہ ہو تو کبھی بھی عقیقہ کر سکتے ہیں۔یقیناً عقیقہ کی سنت ادا ہو جائیگی، اس کے فوائد انشاء اللہ حاصل ہو جائیں گے، اگرچہ عقیقہ کا مستحب وقت چھوٹ گیا۔

کیا اونٹ گائے وغیرہ کے حصہ میں عقیقہ کیا جا سکتا ہے؟ اگر کوئی شخص اپنے 2 لڑکوں اور 2 لڑکیوں کا عقیقہ ایک گائے کی قربانی میں کرنا چاہے، یعنی قربانی کی طرح حصوں میں عقیقہ کرنا چاہے، تو علمائے کرام نے قربانی پر قیاس کرکے اس کی اجازت دی ہے یعنی ''ایک گائے شرعاً سات بکریوں کے قائم مقام ہوتی ہے۔لہٰذا ایک گائے تین لڑکوں اور ایک لڑکی یا صرف سات لڑکیوں کی طرف سے ہو سکتی ہے۔'' (فتاوی ستاریہ، 3:3)

اہل حدیث مسلک کے عالم دین، فتاوی ستاریہ میں لکھتے ہیں:

''گائے سات بکریوں کے قائم مقام ہے۔سات لڑکیوں یا دو لڑکوں اور تین لڑکیوں کی طرف سے عقیقہ ہو سکتا ہے''۔(فتاوی ستاریہ، 64:4)

کیا بالغ مرد و عورت کا بھی عقیقہ جا سکتا ہے؟ جس شخص کا عقیقہ بچپن میں نہیں کیا گیا، جیسا کہ عموماً ہندوستان اور پاکستان میں عقیقہ چھوڑ کر چھٹی (ہندوؤں کی رسم ہے) وغیرہ کرنے کا زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے، جو کہ غلط ہے لیکن اب بڑی عمر میں اس کا شعور ہو رہا ہے تو وہ یقیناً اپنا عقیقہ کر سکتا ہے کیونکہ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے نبوت ملنے کے بعد اپنا عقیقہ کیا۔(اخرجہ ابن حزم فی المحلی، والطحاوی فی المشکل)

نیز احادیث میں کسی بھی جگہ عقیقہ کرنے کے آخری وقت کا ذکر نہیں کیا گیا۔یہ بات ذہن میں رکھیں کہ بڑی بچی کے سر کے بال منڈوانا جائز نہیں۔ایسی صورت میں بال نہ کٹوائیں کیونکہ بال کٹوائے بغیر بھی عقیقہ کی سنت ادا ہو جائے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سُنت سے محرومی ہی برکات سے محرومی، فاقہ،تنگ دستی اور بیماری کا سبب بنتی ہے۔

1- بغیر غسلی کی حالت میں کھانا کھانا۔ 2- بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانا۔
3- بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا۔ 4- ننگے سر کھانا۔
5- پاؤں لٹکا کر کھانا کھانا۔ 6- بغیر کسی عذر (تکلیف) کے بائیں ہاتھ سے کھانا کھانا۔
7- گرم کھانا کھانا۔ 8- کھڑے ہو کر کھانا (مضرِ صحت ہے)۔
9- بغیر عذر کے جوتے پہن کر کھانا۔ 10- کھڑے کھڑے پانی پینا (دردِ جگر کا باعث ہے)۔
11- کھانے میں پھونک مارنا (یعنی گندی سانس پھونکنے سے مضر بیماری کا اندیشہ) 12- آڑے ترچھے لیٹ کر کھانا۔
13- بغیر عذر پیر پھیلا کر کھانا۔ 14- بغیر بلائے دعوت پر جانا۔
15- فقیر کو جھڑ کنا۔ 16- دروازے میں بیٹھ کر کھانا (دہلیز پر)۔
17- بغیر عذر کے اندھیرے میں بیٹھ کر کھانا۔ 18- مٹی، چینی یا شیشے کے ٹوٹے ہوئے برتن میں کھانا، (جراثیم جمع ہوتے ہیں)۔
19- کھانے اور روٹی سالن کو حقیر جگہ رکھنا (حتٰی کہ بس ٹرین میں بھی مجبوری میں اللہ سے معافی کی امید رکھنا)۔
20- میت کے قریب بیٹھ کر کھانا دل میں سختی پیدا کرتا ہے۔
21- کھانے پینے کی چیز کو ٹھوکر مارنے سے مُراد رزق کو ٹھوکر مارنا (فاقہ تنگ دستی کو دعوت دینا)۔ 22- دانتوں سے روٹی کو کترنا (خصوصاً فالج میں)۔
23- چارپائی یا بستر پر بغیر دستر خوان بچھائے کھانا کھانا۔ 24- چارپائی پر خود سرہانے بیٹھنا اور کھانا پائنتی پر رکھنا۔
25- کھانے کے آخر میں برتن اور انگلیوں کو نہ چاٹنا (برتن کی دعائے مغفرت سے محروم)۔
26- سامنے کھانا ہوتے ہوئے کھانے میں دیر کرنا، گویا کھانے کو انتظار کرانا (گویا قحط کا انتظار کرنا)۔
27- کھانے کے آخر میں الحمدللہ نہ کہنے سے برکت میں محرومی اور ناشکری کی وجہ سے نحوست بھی اور نقصان بھی۔
28- کھانے کے بعد ہاتھ نہ دھونا تولیے سے نہ پونچھنا (رزق کی تنگدستی کی علامات)۔
29- ہاتھ دھوئے بغیر سونے سے شیطان ہاتھ چاٹتا ہے۔
30- کھانا کھانے کے بعد یا دھونے کے بعد ہاتھوں کو دوپٹے کے دامن سے یا قمیص سے پونچھنا، منہ اور دانت صاف نہ کرنا بے شمار بیماریوں کے علاوہ خیر و برکت سے محرومی کا سبب بنتا ہے۔
31- جس برتن میں کھانا کھایا، اسی میں ہاتھ دھونا رزق سے سخت محرومی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ برتن اسکی مغفرت کی دعا کرتا ہے اور اسطرح وہ اس سے محروم ہو جائے گا۔
32- کھانے کے بعد برتن نہ صاف کرنا یا اسکو یوں ہی بے قدری کی حالت میں چھوڑنا بھی تنگ دستی اور فاقہ کا سبب ہے۔
33- مہمان کو حقارت سے دیکھنا اور اس سے ناخوش ہونا۔ اس مہمان کا حصہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھر میں رکھ دیا ہے۔
34- کھاتے ہوئے صلہ رحمی نہ کرنا (آس پاس والوں کو کھانے کی دعوت نہ دینا)۔ 35- پڑوسی کو خاص کر شریک نہ کرنا۔
36- تنگدست پڑوسی کے بچوں کو تلے اور بھونے ہوئے کھانوں سے بے چین کرنا حدیث ہے کہ اپنی ہانڈی سے پڑوسی کو ایذا (تکلیف) نہ دو، (یعنی) کچھ اِسے بھی دو۔
37- ڈرائے فروٹ دھوئے بغیر ہی کھا لینا چاہیے اور پھل دھو کر استعمال کرنے چاہئیں۔
38- دانتوں کے خلال میں ہر قسم کی لکڑی استعمال کرنا (یعنی پاکی وغیرہ کا خیال نہ کرنا)۔ 39- دانتوں کو بلاوجہ کسی کپڑے سے صاف کرنا۔
40- کھانے پینے کے برتن کھلے رکھنا شیطان اور حشرات الارض سے محفوظ نہ کرنا سُنت سے محرومی کے علاوہ فاقہ تنگدستی کا باعث ہے۔
41- فقیروں سے روٹی خریدنا۔ 42- روٹی یا رزق کو خوار کرنا یعنی رزق کے ذرّات پیروں میں آنے کی پرواہ نہ کرنا۔
43- قحط کی نیت سے غلہ روکنا کہ جب مہنگا ہوگا تو بیچیں گے۔

مستحب

مستحب کیا ہے؟

ہر وہ کام جس کی شرح میں ممانعت نہ ہو اور مسلمان اُس کو نیک کام سمجھ کر کریں اور اللہ سے ثواب کی امید رکھیں مستحب کہلاتا ہے۔ مثلاً قرآن خوانی کروانا، میلاد کروانا، سوئم اور چہلم وغیرہ کروانا۔

سال کے وہ دن اور راتیں جن میں کام کرنا (عبادت کرنا) مستحب ہے۔

مستحب دن:

سال میں 19 دن ایسے ہیں جن میں عبادت کرنا اور وظائف کرنا مستحب ہے۔ ان دنوں میں عبادت کا ثواب عام دنوں سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔

1- یوم عرفہ (حج کا دن)
2- یوم عاشورہ (10 محرم کا دن)
3- شعبان کا پندرھواں دن
4- جمعہ کا دن
5- عیدین کے دونوں دن (عید الفطر اور عید الاضحیٰ)
6- ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن
7- ایام تشریح (11، 12، 13 ذی الحجہ)

ان میں سب سے زیادہ تاکید جمعہ کے دن کی ہے اور ماہِ رمضان کی ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: "جب جمعہ کا دن سلامت رہے تو پورا ہفتہ سلامت رہتا ہے اور جب ماہِ رمضان سلامت رہے تو پورا سال سلامت رہتا ہے"۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، الرقم ۱۴۲۵ عبدالعزیز بن ابان، ج ۶ ص ۵۰۴۔ عن عائشۃ۔ بتقدم وتاخر)

مستحب راتیں:

یہ کل چودہ راتیں ہیں۔

1- ماہِ محرم کی پہلی رات
2- عاشورہ کی رات
3- ماہِ رجب کی رات
4- رجب کی پندرھویں شب
5- رجب کی ستائیسویں شب
6- شعبان کی چودھویں شب
7- عرفہ کی شب
8- عیدین کی دو راتیں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ)
9- رمضان شریف کی آخیری عشرے کی پانچ طاق راتیں (29، 27، 25، 23، 21)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جن چیزوں سے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے اللہ کی پناہ مانگی -

1. قرض سے۔ (بخاری:6368)
2. برے دوست سے۔ (طبرانی کبیر:810)
3. بے بسی سے۔ (مسلم:2722)
4. جہنم کے عذاب سے۔ (بخاری:6368)
5. قبر کے عذاب سے۔ (ترمذی:3503)
6. برے خاتمے سے۔ (بخاری:6616)
7. بزدلی سے۔ (مسلم:2722)
8. کنجوسی سے۔ (مسلم:2722)
9. غم سے۔ (ترمذی:3503)
10. مالداری کے شر سے۔(مسلم:2697)
11. فقر کے شر سے۔ (مسلم:2697)
12. زیادہ بڑھاپے سے۔ [بخاری:6368]
13. جہنم کی آزمائش سے۔ [بخاری:6368]
14. قبر کی آزمائش سے۔ [بخاری:6368]
15. شیطان مردود سے۔ [بخاری:6115]
16. محتاجی کی آزمائش سے۔بخاری:6368]
17. دجال کے فتنے سے۔ [بخاری:6368]
18. زندگی اور موت کے فتنے سے۔بخاری:6367]
19. نعمت کے زائل ہونے سے۔[مسلم:2739]
20. اللہ کی ناراضگی کے تمام کاموں سے۔[مسلم:2739]
21. عافیت کے پلٹ جانے سے۔ [مسلم:2739]
22. ظلم کرنے اور ظلم ہونے پر۔[نسائی:5460]
23. ذلت سے۔[نسائی:5460]
24. اس علم سے جو فائدہ نہ دے۔[ابن ماجہ:3837]
25. اس دعا سے جو سنی نہ جائے۔[ابن ماجہ:3837]
26. اس دل سے جو ڈرے نہیں۔(ابن ماجہ:3837)
27. اس نفس سے جو سیر نہ ہو۔(ابن ماجہ:3837)
28. برے اخلاق سے۔ [حاکم:1949]
29. برے اعمال سے۔[حاکم:1949]
30. بری خواہشات سے۔[حاکم:1949]
31. بری بیماریوں سے۔[حاکم:1949]
32. آزمائش کی مشقت سے۔[بخاری:6616]کے
33. سماعت کے شر سے۔[ابوداؤد:1551]
34. بصارت کے شر سے۔[ابوداؤد:1551]
35. زبان کے شر سے۔[ابوداؤد:1551]
36. دل کے شر سے۔[ابوداؤد:1551]
37. بری خواہش کے شر سے۔[ابوداؤد:1551]
38. بدبختی لاحق ہونے سے۔[بخاری:6616]
39. دشمن کی خوشی سے۔[بخاری:6616]
40. اونچی جگہ سے گرنے سے۔[نسائی:5533]
41. کسی چیز کے نیچے آنے سے۔[نسائی:5533]
42. جلنے سے۔[نسائی:5533]
43. ڈوبنے سے۔[نسائی:5533]
44. موت کے وقت شیطان کے بہکاوے سے۔[نسائی:5533]
45. برے دن سے۔[طبرانی کبیر:810]
46. بری رات سے۔[طبرانی کبیر:810]
47. برے لمحات سے۔[طبرانی کبیر:810]
48. دشمن کے غلبہ سے۔[نسائی:5477]
49. ہر اس قول و عمل سے جو جہنم سے قریب کرے۔[ابویعلی:4473]
50. کفر سے۔[ابویعلی:1330]
51. نفاق سے۔[حاکم:1944]
52. شہرت سے۔[حاکم:1944]
53. ریاکاری سے۔[حاکم:1944]

آپ خاتم النبیین ﷺ اللہ کے نبی اور رسول ہیں-آپ خاتم النبیین ﷺ کو اللہ نے معصوم پیدا فرمایا-نہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو شیطان بہکا سکتا تھا اور نہ ہی دنیا کی کسی چیز کا خوف-آپ خاتم النبیین ﷺ نے امت کی تعلیم کے لیے یہ دعائیں مانگ کر امت کو سکھایا کہ ان چیزوں سے پناہ مانگیں-

اے اللہ! ہم ہر اس چیز سے تیری پناہ مانگتے ہیں جس سے تیرے پیارے حبیب خاتم النبیین ﷺ نے مانگی-(آمین یارب العالمین)

عقیدہ اور عقیدت

عقیدہ:

تعریف: قطعی عقیدہ قرآن اور حدیث کی قطعی نصوص صریح سے ثابت ہوتا ہے۔اس کا منکر کافر ہوتا ہے۔اس کے انکار کو صریح کفر کہیں گے۔

یعنی عقیدہ ان فیصلوں کا نام ہے جنہیں انسان اپنی عقل سے سوچ کر کانوں سے سن کر اور قوانین الٰہی کے ذریعے پرکھ کر صادر کرتا ہے۔یہ فیصلے دوٹوک اور بے لاگ ہوتے ہیں۔عقل ونقل کی کسوٹی پر قطعی پورے اترتے ہیں۔اس قسم کا سب سے اولین فیصلہ بندہ اپنے بنانے والے کے بارے میں کرتا ہے۔وہ دل سے مانتا اور زبان سے اقرار کرتا ہے کہ وہ ایک ذات واحد ہے کہ جس نے اس کو وجود بخشا۔وہی اس کا خالق و مالک اور روزی دینے والا ہے۔وہ علیم و خبیر بڑی حکمت اور قدرت والا ہے۔صاحب ایمان یہ بھی سمجھتا ہے کہ اس کا رب بے نیاز ہے۔اور یہ کہ باری تعالیٰ اس کا مالک و مولا ہے۔اس کے سوا کوئی پروردگار نہیں نہ ہی الوہیت کی شان اور ربوبیت کی صفت کسی اور کے اندر پیدا ہوسکتی ہے۔

عقیدت

تعریف: عقیدت قرآنی آیات اور احادیث نبوی خاتم النبیین ﷺ کی معمولی ارشادات اور ضعیف روایات سے بھی ثابت ہوجاتی ہے اور اس کے انکار کو صریح کفر نہیں کہا جاتا۔

یعنی عقیدہ بولتے ہیں کسی چیز کو دلائل کی بنیاد پر تسلیم کرنے کو جبکہ عقیدت میں ہم کسی شخص سے محبت کی بنیاد پر بغیر دلیل کے اس کی بات کو مان رہے ہوتے ہیں۔

قلب (دل) کی اِقسام

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں (قلب دل کی) تین حالتیں یا تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔

1۔ قلب اٰثم　　2۔ قلب منیب　　3۔ قلب سلیم

اِن تینوں حالتوں یا اقسام کا ذکر مندرجہ ذیل آیات میں کیا گیا ہے۔

1۔ وَلَاتَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ (سورۃ البقرۃ 2:283)

ترجمہ: "اور گواہی نہ چھپاؤ اور جو گواہی چھپائے تو بے شک اُس کا دل گناہ گار ہے"۔

2۔ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُنِيبٍ ۙ (سورۃ ق 50:33)

ترجمہ: "جو رحمان سے بے دیکھے ڈرتا رہا اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والا دل لے کر آیا"۔

3۔ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ (سورہ الشعراء 26:89)

ترجمہ: "مگر جو اللہ کے دربار میں قلب سلیم لے کر حاضر ہوا"۔

اِس کا مطلب یہ ہوا کہ

1۔ قلب اٰثم: وہ دل جو ناکام و نامراد، ذلیل وخوار کرنے والا، عقائد وخیالات سے آلودہ اور اوہام کا مرکز ہو۔یعنی ایسے اقدام واعمال کرنے پر آمادہ کرے۔جو ایمان کی ذلت اور خواری کا باعث اور ناکامی کا ذریعہ بنیں۔

2۔ قلب منیب: وہ دل جس میں بُرے خیالات پیدا ہوں تو وہ رد کر کے ایسے عقائد و یقین پیدا کرے جو فلاح و بہبود کا ذریعہ ہوں۔یعنی دل میں اچھائی اور برائی کا امتیاز ہو۔اور برائی کی طرف لے جانے والے خیالات کو مسترد کر دینے اور نیکی پر آمادہ کر دینے والے عقائد و یقین کو پیدا کرنے کی صلاحیت ہو۔

3۔ قلب سلیم: وہ دل جو بُرے خیالات وعقائد سے پاک صاف ہو۔اور ایسے یقین کا مرکز ہو جو انسان کو ایسے راستے کی راہنمائی اور رہبری کرے۔جو اُس کو کامیابی اور کامرانی کی منزل پر لے جائے۔اور مقاصد میں کامیابی کا ذریعہ بنے۔

****

ناپسندیدہ عادات

1- چغل خوری:- لوگوں کے درمیان فساد ڈالنے کے لیئے کچھ لوگوں کی باتیں دوسروں کو بیان کرنا چغل خوری کہلاتا ہے۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا''۔(صحیح بخاری، مسلم، سنن ابی داوٗد، ابن ماجہ، السلسلۃ الصحیحۃ)

2- حسد:- کسی کی دینی یا دنیاوی نعمت کے زوال (یعنی اس کے چھن جانے) کی تمنا کرنا یا خواہش کرنا کہ فلاں شخص کو یہ نعمت نہ ملے، اس کا نام حسد ہے۔

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ حسد سے بچو، اس لیے کہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا لیتا ہے، جیسے آگ ایندھن کو کھا لیتی ہے یا کہا گھاس کو (کھا لیتی ہے)''۔(سنن ابی داوٗد)

3- غیبت:- اپنے (زندہ یا مردہ) مسلمان بھائی کے بارے میں اس کی پیٹھ پیچھے (یعنی جب وہ موجود نہ ہو) ایسی بات کہنا جو اس نے کہی ہو اور گر اسکو معلوم ہو جائے تو اُسے بری لگے غیبت کہلاتی ہے۔ قرآن پاک سورۃ الحجرات، آیت نمبر 12 میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمھیں گوارا نہ ہوگا''۔

4- بہتان:- اپنے (زندہ یا مردہ) مسلمان بھائی کے بارے میں اس کی پیٹھ پیچھے (یعنی جب وہ موجود نہ ہو) ایسی بات کہنا جو اس نے کہی نہ ہو اور نہ ہی کبھی کی ہو، بہتان کہلاتی ہے۔

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مومن پر بہتان لگایا تو وہ کچ لہو (یعنی پیپ ملا خون) کے کیچڑ میں رہے گا حتیٰ کہ وہ اس سے نکل آئے جو اس نے کہا ہے''۔(مشکوۃ المصابیح)

5- جھوٹ:- جھوٹ ایک بہت بری بیماری ہے اور ایک بڑی برائی ہے۔

سورہ الحج، آیت نمبر 30 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ

ترجمہ:- ''بتوں کی پرستش سے بچو اور جھوٹی بات کہنے سے بچو''۔

حدیث: آنحضرت (خاتم النبیین ﷺ) نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا ''کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہِ کبیرہ بتاؤں''؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ''کیوں نہیں اے اللہ کے رسول (خاتم النبیین ﷺ)!'' آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا ''خدائے تعالیٰ کا کسی کو شریک قرار دے دینا اور والدین کے ہاتھوں عاق ہو جانا''۔ آنحضرت (خاتم النبیین ﷺ) آرام سے ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ اٹھ بیٹھے اور فرمایا ''آگاہ ہو جاؤ اور ہر جھوٹی بات بھی سب سے بڑا گناہِ کبیرہ ہے''۔ راوی کہتے ہیں کہ آنحضرت (خاتم النبیین ﷺ) نے جھوٹ کی مذمت میں اتنی بار تاکید کی تھی کہ ہم سوچتے تھے کہ اے کاش وہ اتنی تاکید نہ فرماتے۔(مستدرک الوسائل)

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ سے مروی ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''بے شک سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ جھوٹ بدی کی طرف لے جاتا ہے اور بدی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔ اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے''۔(بخاری و مسلم)

5۔حدیث: حضرت ابو ثابتؓ اور ابو سعیدؓ اور بقول حضرت سہل بن حنیفؓ جو بدری صحابی ہیں سے مروی ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جو کوئی سچے دل سے شہادت (کی موت چاہے) طلب کرے۔ اللہ تعالیٰ اُسے شہیدوں کے درجات عطا فرما دیتا ہے۔ خواہ وہ اپنے گھر میں بستر ہی پر کیوں نہ مرے"۔ (مسلم)

7۔حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "چار خصلتیں جس آدمی کے اندر پائی جائیں وہ پکا منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت پائی جائے اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت موجود ہے حتیٰ کہ اُسے ترک کر دے۔ وہ خصلتیں یہ ہیں:

i۔ جب امانت دی جائے تو اُس میں خیانت کرے۔ ii۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

iii۔ جب عہد کرے تو عہد شکنی کرے۔ iv۔ اور جب جھگڑا کرے تو بے ہودہ بکے"۔(بخاری و مسلم)

6- بخل:- بخل کے لغوی معنی کنجوسی کے ہیں اور جہاں خرچ کرنا شرعاً، عادتاً یا مروّتاً لازم ہو وہاں خرچ نہ کرنا بُخل کہلاتا ہے، یا جس جگہ مال و اسباب خرچ کرنا ضروری ہو وہاں خرچ نہ کرنا یہ بھی بخل ہے۔

فرمان الٰہی ہے:- ترجمہ:"جنھوں نے اپنے آپ کو لالچ میں نہ ڈالا، وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں"۔(سورہ توبہ، آیت نمبر 20)

حدیث:- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:"دو عادتیں ایماندار میں جمع نہیں ہوتیں، بخل اور بد خلقی"۔(ترمذی:1962)

7- تکبر:- خود کو افضل اور دوسروں کو حقیر جاننے کا نام تکبر ہے۔

آیت: ترجمہ:"اور جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان کے مقابل تکبر کیا وہ دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا"۔(سورہ الاعراف، آیت نمبر 36)

حدیث:- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا، "تین چیزیں ہلاک ہونے والی ہیں:

1۔بخل جس کا آدمی مطیع ہو۔ 2۔خواہش نفس جس کا وہ پیروکار رہو۔ 3۔اپنے نفس کا بڑا جاننا یعنی تکبر کرنا"۔(شعب الایمان للبیہقی)

8- حرص:- خواہشات کی زیادتی کے ارادے کا نام حرص ہے اور بُری حرص یہ ہے کہ اپنا حصہ حاصل کر لینے کے باوجود دوسرے کے حصے کی لالچ رکھے۔ یا کسی چیز سے جی نہ بھرنے اور ہمیشہ زیادتی کی خواہش رکھنے کو حرص، اور حرص رکھنے والے کو حریص کہتے ہیں۔

لالچ اور حرص کا جذبہ خوراک، لباس، مکان، سامان، دولت، عزت، شہرت الغرض ہر نعمت میں ہوا کرتا ہے۔

آیت: ترجمہ:"اور بے شک تم ضرور انہیں پاؤ گے کہ سب لوگوں سے زیادہ جینے کی ہوس رکھتے ہیں اور مشرکوں سے ایک کو تمنا ہے کہ کہیں ہزار برس جیئے اور وہ اسے عذاب سے دور نہ کرے گا اتنی عمر دیا جانا اور اللہ ان کے کوتک (اعمال) دیکھ رہا ہے"۔(سورہ البقرہ، آیت نمبر 96)

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا"اگر ابن آدم کے پاس سونے کی دو وادیاں بھی ہوں تب بھی یہ تیسری کی خواہش کرے گا اور ابن آدم کا پیٹ قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے"۔(صحیح مسلم)

9- ناپاکی:- **استبراء کیا ہے؟** استبراء پیشاب کے مکمل خشک کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ واجب ہے۔

جس طرح نماز میں کوئی واجب چھوٹ جائے تو نماز سجدہ سہو کے بنا مکمل نہیں ہوتی ایسے ہی اگر پیشاب کرنے کے بعد اس کو مکمل خشک نہ کیا جائے تو طہارت کامل نہیں ہوتی۔ طہارت کامل نہیں تو وضو کامل نہیں۔ وضو کامل نہیں تو نماز نہیں ہوتی۔

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا’’میری امت کے اکثر لوگوں کی عبادتیں ان کی طہارت کی وجہ سے منہ پر دے ماری جائیں گی، اکثر عذاب قبر پیشاب کی بے احتیاطی کی وجہ سے ہوگا‘‘۔

قرآن پاک سورہ التوبہ، آیت نمبر ۱۰۸ میں فرمان الٰہی ہے: وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّھِرِیْن ترجمہ:’’اور اللہ خوب پاک ہونے والوں سے محبت فرماتا ہے‘‘۔

جنات شیاطین کے لیے پیشاب کی بُو اور آمیزش والے پانی کا ایک قطرہ بھی کافی ہوتا ہے جس پر وہ سارا دن جادُو پڑھ پڑھ انسان کے کانوں میں پھونکتے ہیں اور اس کی روح اور دل کو بے قرار رکھتے ہیں۔ غصہ، حسد اور بغض ان سب کی جڑ کامل طہارت کا نہ ہونا ہے۔

علاج: پیشاب کرنے کے بعد کھڑے ہونے میں جلدی نہ کریں۔ پیشاب کی نالی سے قطرے نکالنے کے لیے مصنوعی طور پر جان بوجھ کر کھانسی کریں (کھنکورا ماریں) اس سے مسلز ریلیکس ہوں گے اور بائیں پاؤں پر دو سے تین دفعہ زور دیں۔ پیشاب کے دو تین قطرے ضرور نکلیں گے، پھر استنجا کریں۔ اس کے بعد چاہے ٹشو سے صاف کریں یا کپڑے سے یا ویسے ہی اٹھ جائیں۔ اب جو پانی کپڑے کو لگے گا وہ ناپاک نہیں ہوگا۔

10- جھوٹی گواہی:- ہر جھوٹی بات میں جھوٹی گواہی بھی شامل ہے اور رسولِ خدا (خاتم النبیین ﷺ) نے اسے ایک سب سے بڑا گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔ جھوٹی گواہی اس لئے ایک سب سے بڑا گناہِ کبیرہ ہے کہ یہ کئی گناہانِ کبیرہ کا مجموعہ ہے۔

ایک تو خود جھوٹ گناہِ کبیرہ ہے، دوسرے ایک مسلمان پر بہتان بھی جھوٹی گواہی میں شامل ہے۔ بہتان بھی گناہِ کبیرہ ہے، تیسرے یہ کہ جھوٹی گواہی کی بنیاد پر کسی مظلوم پر

ظلم ہوتا ہے اور ظلم خود ایک گناہِ کبیرہ ہے۔اس کے علاوہ جھوٹی گواہی کے ذریعے آدمی ناجائز مال کو جائز ثابت کرنا چاہتا ہے۔حرام اشیاء کو حلال ظاہر کرنا خود ایک گناہِ کبیرہ ہے، پھر دوسروں کا حق غصب کرنا بھی ایک گناہِ کبیرہ ہے۔

جھوٹی گواہی دینے کے سلسلے میں فرق نہیں ہے کہ آدمی جھوٹ کو جھوٹ جانتے ہوئے جھوٹی گواہی دے یا بغیر یقین کے یونہی گواہی دے ڈالے جو حقیقت میں جھوٹی ہو۔یہ بھی گناہِ کبیرہ ہے۔آدمی پر واجب ہے کہ وہ اس وقت تک گواہی نہ دے جب تک اسے اپنے سچّے ہونے کا (سو فیصد) یقین نہ ہو۔

قرآنِ مجید میں گواہی چھپانے کی مذمّت :-

1- وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ترجمہ:- ''اور جو گواہی چھپائے گا تو اندر سے اس کا دل گنہگار ہے''۔(سورہ البقرہ، آیت نمبر 283)

2- ترجمہ:-''اے ایمان والو! اللہ کے حکم پر خوب قائم ہو جاؤ انصاف کے ساتھ گواہی دیتے رہو اور تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر نہ اُبھارے کہ انصاف نہ کرو، انصاف کرو، وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے، اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے''-(سورہ المائدہ، آیت نمبر 8)

احادیثِ مبارکہ میں جھوٹی گواہی کی مذمت :-

1- حدیث: آنحضرت (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا ''جس نے کسی مسلمان کے خلاف ایسی گواہی دی جس کا وہ اہل نہیں تھا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے''۔ (المسند الامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث: ۱۰۶۲۲، ج ۳، ص ۵۸۵)

2- حدیث: آنحضرت (خاتم النبیین ﷺ) کا فرمانِ عالیشان ہے''(بروزِ قیامت) جھوٹی گواہی دینے والے کے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے حتی کہ اس کے لئے جہنم واجب ہو جائے گا''(سنن ابن ماجہ، ابواب الشہادات، باب شھادۃ الزور، الحدیث: ۲۳۷۳ ص ۲۶۱۹۔)

گواہی چھپانا :- آنحضرت (خاتم النبیین ﷺ) نے ارشاد فرمایا:''جس نے گواہی چھپائی جب گواہی کے لئے بلایا گیا تو وہ جھوٹی گواہی دینے والے کی طرح ہے''۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۱۶۷، ج ۳، ص ۱۵۶۔)

جھوٹی گواہی کے سلسلے میں ایک سچا واقعہ پیشِ خدمت ہے: نانا جان کی جائیداد کے مقدمے کے سلسلے میں بھائی کو اکثر عدالت جانا پڑتا تھا۔وہاں موجود ایک آدمی نے بھائی کو ایک سچا واقعہ سنایا۔ہم سنتے ہیں اُسی کی زبانی---

عدالت کے باہر ہم دو دوست کھڑے رہتے تھے۔ہمارا فراڈ، دھوکا دہی اور جھوٹی گواہی کے سوا اور کوئی دھندا نہ تھا۔لوگ ہمیں کچھ پیسوں کے عوض عدالت میں لے جاتے اور ہم ہر طرح کے کیس میں جھوٹی قسم اور قرآن اُٹھا کر گواہی دیتے تھے۔کسی کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے--- یا ظلم ہو رہا ہے--- یا کوئی بے گناہ ہماری گواہی سے پھانسی پر لٹک گیا ہے--- یا کوئی بیچارا ساری عمر کے لیے جیل میں سڑ جائے---ہمیں ذرا بھی پرواہ نہ تھی۔ہمیں تو بس اپنی کمائی سے مطلب تھا کیونکہ ہمارا ذریعۂ معاش یہی تھا۔

ایک دن میں اور میرا دوست عدالت کے باہر ایک کونے میں کھڑے تھے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ کسی بڑے زمیندار کے کچھ لوگ ایک کیس کے سلسلے میں جھوٹی گواہی دلوانے کے سلسلے میں ہمارے پاس آئے۔ہم نے کیس سنا تو معلوم ہوا کہ کچھ یتیم بچوں کی جائیداد کو کوئی بڑا زمیندار اپنے نام کروانا چاہتا ہے۔اُس وقت میں نہیں جانتا کہ کیوں میرا دل یہ گواہی دینے کو نہ چاہا البتہ میرے دوست نے حامی بھر لی اور مجھے دیکھتے ہوئے قہقہہ لگایا کیونکہ میں ہمیشہ ہی ہر گواہی میں اُس کے ساتھ رہا کرتا تھا۔میں نے اُسے کہا''یار یتیم بچوں کی جائیداد ہے یہ گواہی نہ دے۔''لیکن وہ ہنسنے لگا میں خاموش ہو گیا کیونکہ وہ میرے کارنامے بھی جانتا تھا۔

ابھی ہم باتوں ہی میں مصروف تھے کہ دو دس بارہ سال کے معصوم بچے اور اُن کا چچا میرے دوست کی منت سماجت کرنے لگا کہ ان بچوں کا اُس جائیداد کے علاوہ کوئی آسرا نہیں ہے تم ایسا نہ کرو۔یہ بیچارے تو جیتے جی مارے جائیں گے۔تم اس معاملے میں نہ پڑو۔مگر زمیندار کی بڑی رقم کے سامنے اُسے اپنا ایمان بہت سستا لگا۔تھوڑی دیر کے بعد عدالتی کاروائی ہوئی۔میرے دوست نے بڑے دھڑلے سے قسم کھائی (حلفیہ بیان دیا) پھر بڑے مکارانہ انداز میں زمیندار کے حق میں گواہی دی۔زمین کے کاغذات زمیندار کو مل گئے۔کچھ دیر کے بعد یتیم بچے روتے ہوئے عدالت سے نکلے-میرا دل غم سے ٹوٹ گیا ان میں سے ایک بچے نے آسمان کی طرف اپنا چہرہ اُٹھایا اور ہلکی آواز میں کچھ فریاد کرنے لگا۔یہ دیکھ کر میرا دل ہل گیا اور مجھ پر جُھرجُھری سی طاری ہو گئی۔اگلے پچھلے تمام گناہ اور جھوٹی قسمیں مجھے یاد آنے لگیں میرا دل توبہ توبہ کر اُٹھا۔ دوسری طرف گواہی دینے کے بعد میرے دوست نے بھاری لفافہ جیب میں ڈالا اور میری طرف دیکھے بغیر خوشی سے تقریباً بھاگتا ہوا سڑک پار کرنے لگا کہ اچانک ایک تیز

رفتار ٹرک ایک طرف سے نکلا اور طوفان کی طرح اُسے روندتا ہوا آگے گزر گیا۔ میرے منہ سے ایک تیز چیخ نکلی میں بے اختیار اُس طرف بھاگا مگر ایک حیرت انگیز منظر دیکھ کرا چانک رک گیا۔ میں نے دیکھا ڈرائیور نے شیشے سے دیکھا اور بھاگنے کی بجائے ٹرک کو تیزی سے واپس لایا۔ جب تک میں ٹرک ڈرائیور کا ارادہ بھانپتے ہوئے اُسے روکنے کی کوشش کرتا اُس نے ٹرک کو دوبارہ میرے دوست پر چڑھا دیا۔ اردگرد کے لوگ بھاگے اور چلائے۔ اِس دوران ٹرک تیسری بار بھی میرے دوست کے اُوپر سے گزر چکا تھا۔ اُس کی ہڈیاں تک بھی ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ میں نے ٹرک والے کو پکڑ کر ٹرک سے باہر نکالا اور کہا ''تم پاگل ہو یا نشے میں دُھت ہو کر ٹرک چلا رہے ہو''؟ ٹرک والے نے لاش کی طرف دیکھا اور زور سے پاگلوں کی طرح چلانے لگا۔ یہ۔۔۔یہ۔۔۔یہ انسان ہے؟ یہ انسان کیسے ہوسکتا ہے؟ وہ پاگلوں کی طرح میرے کچلے ہوئے دوست کو دیکھ رہا تھا۔ پھر جو اُس نے بتایا وہ ہمارے رونگٹے کھڑے کرنے کے لیے کافی تھا۔ کہنے لگا ''میں آہستہ رفتار میں ٹرک چلا رہا تھا۔ میں نے دیکھا ایک خنزیر سڑک پر کھڑا ہے میں نے ٹرک کی رفتار تیز کر دی تا کہ اِس کو مار سکوں۔ پہلی مرتبہ گزرنے کے بعد میں نے شیشے میں سے دیکھا مجھے لگا جیسے یہ مرا نہیں ہے۔ اِس لیے میں ٹرک کو واپس لایا اور اِس طرح میں نے اُس کو کچل دیا۔ مجھ سے قسم لے لو میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں''۔ ٹرک والے نے روتے ہوئے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا ''میں نے تو اس لیے ایسا کیا کہ یہ جانور شہر میں گھس کر بہت تباہی مچا سکتا ہے۔ اِس لیے میں اِس کو اپنے ٹرک کے نیچے ہی دے کر مار ڈالوں''۔ یہ سن کر وہاں ایک دم سناٹا چھا گیا مگر کچھ لوگوں نے اُسے جھوٹ سمجھتے ہوئے ڈرائیور کی طرف ہاتھ بڑھائے تو میں درمیان میں آ گیا۔ میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے تھوڑی ہی دور وہ بچے اور اُن کا چچا کھڑے تھے۔ میں نے ہجوم کو حقیقت حال بتائی کہ اِس مرنے والے نے کچھ دیر قبل کیا کیا تھا۔ تفصیل سن کر وہاں پر موجود ہر شخص کی زبان پر استغفار جاری ہوگیا۔

ایمان کی استقامت (حدیث قدسی)

حدیث قدسی ہے "لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو اس کے اندر داخل ہوگیا میرے عذاب سے محفوظ ہوجائے گا"۔ (ابن عساکر۔ شیخ صدوق، التوحید، 1389ق، ص25)

حضرت شیخ صدرالدین عارفؒ نے اس حدیث قدسی کی تشریح اس طرح فرمائی ہے:

قلعے کی تین قسمیں ہیں: (1) ظاہر (2) باطن (3) حقیقت

1۔قلعہ ظاہر:- قلعہ ظاہر یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے خوف زدہ نہ ہو اور کسی سے کوئی امید نہ رکھے۔ اگر تمام دنیا کے لوگ بھی اس کے دشمن ہوجائیں۔ تو اس بات سے خائف نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ حق تعالیٰ کے حکم کے بغیر نفع وضرر اور خیر وشر کا ظہور نہیں ہوتا۔

قلعہ باطن:- قلعہ باطن یہ ہے کہ بندے کو یقین ہونا چاہیے کہ موت سے پہلے جو کچھ پیش آتا ہے۔ وہ بالکل عارضی اور فانی ہے۔ دنیا کی کسی بھی شے کو ثبات نہیں ہے۔ اس لیے اس کے وجود کی ہستی یا نیستی قابل التفات نہیں۔

قلعہ حقیقت:- قلعہ حقیقت یہ ہے کہ دل میں نہ بہشت کی آرزو ہو اور نہ ہی دوزخ کا خوف، صرف اللہ ہی اللہ ہو۔ جب دل میں یہ سچائی راسخ ہوجاتی ہے تو بہشت خود بخود پیچھے چلی آتی ہے۔

جب بندہ اس کلمے پر ایمان لائے تو اس ایمان پر آخری سانس تک قائم رہے اور شک وشبہ کے بجائے رغبت، محبت اور معرفت کے ساتھ دل میں یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں اکیلا اور اپنی صفات میں یگانہ ہے۔ وہ تمام صفات کمالیہ کا حامل ہے وہ اپنے اسمائے صفات اور افعال کے لحاظ سے قدیم ہے۔ وہ اوہام اور افہام کے ادراک سے بالاتر ہے۔ اس کی ذات اور صفات میں چوں چراں کرنا جائز نہیں۔ نہ وہ خود کسی سے مشابہ ہے اور نہ کوئی اس سے۔ تمام پیغمبر اسی کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ تمام انبیاء کرام علیہ السلام کے سردار ہیں اور افضل ہیں۔ جو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ٹھیک خواہ یہ باتیں ہماری عقل میں آئیں یا نہ آئیں۔ کیونکہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے ہر ہر حکم کو مانا۔ اس کی کیفیت اور اسباب معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی۔

ایمان کی صحت کی علامت ہے کہ اگر بندہ کوئی نیک عمل کرے تو اسے خوشی محسوس ہو اور اگر کوئی برا کام کرے تو اسے رنج ہو۔ بندے کے ایمان کی استقامت یہ ہے کہ وہ علم کے بجائے ذوق حال کی بنا پر اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کو محبوب رکھے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ترجمہ: ''سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔ "(ترمذی)

نیز فرمایا کہ ترجمہ: ''جس شخص نے پورے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہوگیا۔ "(طبرانی)

سحر (جادو)

سحر کی تعریف: جادوگر اور شیطان کے درمیان ہونے والے ایک معاہدے کا نام ہے، جس کی بناء پر جادوگر کچھ حرام اور شرکیہ امور کا ارتکاب کرتا ہے اور شیطان اس کے بدلے میں جادوگر کی مدد کرتا ہے اور اس کے مطالبات کو پورا کرتا ہے۔

لغوی اعتبار سے جادو کے لئے سحر کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کی تعریف علماء نے یوں کی ہے:

1۔ **اللیثؒ کہتے ہیں:-** ''سحر وہ عمل ہے جس سے پہلے شیطان کا قرب حاصل ہوتا ہے اور پھر اس سے مدد لی جاتی ہے''۔

2- **ابن منظورؒ کہتے ہیں:-** ''ساحر باطل کو حق بنا کر پیش کرتا ہے اور گویا وہ اسے دینی حقیقت سے پھیر دیتا ہے''۔

3۔ **حضرت عائشہؓ سے مروی ہے:-** "عربوں نے جادو کا نام سحر اس لئے رکھا ہے کہ یہ تندرستی کو بیماری میں بدل دیتا ہے''۔

سحر یا جادو نہ صرف یہ کہ گناہ کبیرہ ہے بلکہ جادوگر یا جادو کرنے والا کسی پر جادو کرتے ہی کافر ہو جاتا ہے۔

کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے کی ممانعت

1۔ حدیث: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کچھ لوگوں نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے کاہنوں (جادوگروں) اور نجومیوں کے متعلق پوچھا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "وہ کچھ بھی نہیں ہیں"۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا" یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ وہ کبھی کبھی ہمیں کوئی بات بتاتے ہیں تو وہ بات سچ ثابت ہوتی ہے"۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا۔ "وہ کلمہ حق ہے جسے جنات (عالم بالا) سے اچک لیتے ہیں اور اسے اپنے دوست (جادوگر) کے کانوں میں ڈال دیتے ہیں اور وہ (کاہن، جادوگر) اس کے ساتھ سینکڑوں جھوٹ ملا لیتے ہیں"۔ (بخاری و مسلم)

2۔ حدیث: بخاری شریف کی ایک روایت میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔ "بے شک فرشتے بادلوں میں اترتے ہیں اور اُن امور کا ذکر جن کا فیصلہ آسمانوں میں کیا گیا ہوتا ہے (لے کر آتے ہیں) شیطان چوری چھپے یہ بات سن لیتا ہے۔ اور وہ کاہنوں تک پہنچا دیتا ہے۔ اور وہ اس بات کے ساتھ اپنی طرف سے سینکڑوں جھوٹ بولتے ہیں"۔ (بخاری)

3۔ حدیث: حضرت صفیہ بنت ابی عبیدؓ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی کسی زوجہ مطہرہؓ سے روایت کرتی ہیں کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی ایسے شخص کے پاس جائے جو گم شدہ چیز کے متعلق بتا سکنے کا دعویدار ہو۔ اس سے کوئی بات پوچھے اور پھر اس کی بات کو سچ سمجھے تو اس شخص کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہ ہوں گی"۔ (مسلم)

4۔ حدیث: حضرت قبیصہ بن مخارقؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا" پوشیدہ امور پر اطلاع کرنا۔ لکیریں کھینچنا۔ فال نکالنا اور پرندے چھوڑنا سب شیطانی کام ہیں"۔

یہ پرندے چھوڑنے کا رواج بھی عربوں میں زمانہ جاہلیت میں عام تھا کسی کام کے لیئے پرندے چھوڑتے اگر پرندہ دائیں جانب پرواز کرتا تو نیک شگون تصور کیا جاتا اور اگر پرندہ بائیں جانب پرواز کرتا تو بدشگون سمجھا جاتا۔ (ابوداؤد)

5۔ حدیث: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" جس نے علم نجوم سے کچھ علم حاصل کیا تو اس نے جادو کے ایک شعبہ کا علم حاصل کیا اَب وہ جتنی چاہے اس میں زیادتی کرے"۔ (ابوداؤد)

6۔ حدیث: حضرت ابومسعودؓ بدری سے مروی ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے کتے کی قیمت، زانیہ کی کمائی اور کاہن کی شرینی (عطیے) سے منع فرمایا ہے"۔ (بخاری و مسلم)

****

اپریل فول کی دردناک حقیقت

جب عیسائی افواج نے اسپین کو فتح کیا تو اس وقت اسپین کی زمین پر مسلمانوں کا اتنا خون بہایا گیا کہ فاتح فوج کے گھوڑے جب گلیوں سے گزرتے تھے تو ان کی ٹانگیں گھٹنوں تک مسلمانوں کے خون میں ڈوبی ہوئی ہوتیں- جب عیسائی افواج کو یقین ہوگیا کہ اب اسپین میں کوئی بھی مسلمان زندہ نہیں بچا ہے تو انہوں نے گرفتار مسلمان فرمانروا کو یہ موقع دیا کہ وہ اپنے خاندان کے ساتھ واپس مراکش چلا جائے جہاں سے اسکے آباؤ اجداد آئے تھے، عیسائی افواج غرناطہ سے کوئی بیس کلومیٹر دور ایک پہاڑی پر اسے چھوڑ کر واپس چلی گئی جب عیسائی افواج مسلمان حکمرانوں کو اپنے ملک سے نکال چکیں تو حکومتی جاسوس گلی گلی گھومتے رہے کہ کوئی مسلمان نظر آئے تو اسے شہید کر دیا جائے، جو مسلمان زندہ بچ گئے وہ اپنے علاقے چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں جا بسے اور وہاں جا کر اپنے گلوں میں صلیبیں ڈال لیں اور عیسائی نام رکھ لئے، اب بظاہر اسپین میں کوئی مسلمان نظر نہیں آ رہا تھا مگر اب بھی عیسائیوں کو یقین تھا کہ سارے مسلمان قتل نہیں ہوئے کچھ چھپ کر اور اپنی شناخت چھپا کر زندہ ہیں اب مسلمانوں کو باہر نکالنے کی ترکیبیں سوچی جانے لگیں اور پھر ایک منصوبہ بنایا گیا۔ پورے ملک میں اعلان ہوا کہ یکم اپریل کو تمام مسلمان غرناطہ میں اکٹھے ہوجائیں تاکہ انہیں انکے ممالک بھیج دیا جائے جہاں وہ جانا چاہیں۔ اب چونکہ ملک میں امن قائم ہو چکا تھا اور مسلمانوں کو خود ظاہر ہونے میں کوئی خوف محسوس نہ ہوا، مارچ کے پورے مہینے اعلانات ہوتے رہے، الحمراء کے نزدیک بڑے بڑے میدانوں میں خیمے نصب کر دیئے گئے جہاز آ کر بندرگاہ پر لنگر انداز ہوتے رہے، مسلمانوں کو ہر طریقے سے یقین دلایا گیا کہ انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا جب مسلمانوں کو یقین ہوگیا کہ اب ہمارے ساتھ کچھ نہیں ہوگا تو وہ سب غرناطہ میں اکٹھے ہونا شروع ہو گئے اسی طرح حکومت نے تمام مسلمانوں کو ایک جگہ اکٹھا کر لیا اور انکی بڑی خاطر مدارت کی۔ یہ کوئی پانچ سو برس پہلے یکم اپریل کا دن تھا جب تمام مسلمانوں کو بحری جہاز میں بٹھایا گیا مسلمانوں کو اپنا وطن چھوڑتے ہوئے تکلیف ہو رہی تھی مگر اطمینان تھا کہ چلو جان تو بچ جائے گی- دوسری طرف عیسائی حکمران اپنے محلات میں جشن منانے لگے، جرنیلوں نے مسلمانوں کو الوداع کیا اور جہاز وہاں سے چلے دیئے، ان مسلمانوں میں بوڑھے، جوان، خواتین، بچے اور کئی ایک مریض بھی تھے جب جہاز سمندر کے عین وسط میں پہنچے تو منصوبہ بندی کے تحت انہیں گہرے پانی میں ڈبو دیا گیا اور یوں وہ تمام مسلمان سمندر میں ابدی نیند سو گئے۔ اس کے بعد اسپین میں خوب جشن منایا گیا کہ ہم نے کس طرح اپنے دشمنوں کو بیوقوف بنایا۔ پھر یہ دن اسپین کی سرحدوں سے نکل کر پورے یورپ میں فتح کا عظیم دن بن گیا اور اسے انگریزی میں First April Fool کا نام دے دیا گیا یعنی ''یکم اپریل کے بیوقوف''۔ آج بھی عیسائی دنیا میں اس دن کی یاد بڑے اہتمام سے منائی جاتی ہے اور لوگوں کو جھوٹ بول کر بیوقوف بنایا جاتا ہے۔

ویلنٹائن ڈے 14 فروری

''ویلنٹائن ڈے'' اس آزاد تعلق کو منانے کا دن ہے جس کی ابتداء کے متعلق یقین سے نہیں کہا جاسکتا یہ رومی تہذیب سے شروع ہوا؟ یا عیسائیوں کی پیداوار ہے؟

اس تہوار کی ابتدا اور پس منظر یہ ہے کہ عیسائی پادری ویلنٹائن کو روم کے بادشاہ کلاودیس نے کسی نافرمانی کی بناء پر گرفتار کروا کر جیل میں ڈال دیا- جہاں اسے جیل کے چوکیدار کی بیٹی سے محبت ہوگئ- جیلر کی لڑکی سرخ گلاب لے کر اسے ملنے آیا کرتی تھی- جب بادشاہ کو علم ہوا تو اس نے ویلنٹائن کو پھانسی کا حکم صادر کیا- ویلنٹائن نے اس موقع پر اپنی معشوقہ کو ایک کارڈ لکھا جس میں اظہار محبت کیا گیا- پھر ویلنٹائن کو 14 فروری 270 کو پھانسی دے دی گئی- اس کے بعد یورپ میں ہر سال اس دن نوجوان لڑکے لڑکیوں کا ایک دوسرے کو کارڈ اور پھول بھیجنے کا رواج چل پڑا-

اس طرح اس دن کا آغاز ایک ایسے معاشرے میں ہوا جہاں حیاء کی موت واقع ہو چکی تھی اور اب مغرب کا یہ تحفہ کرسمس کے بعد دنیا کا سب سے زیادہ مقبول تہوار بن چکا ہے۔ میڈیا نے اس میں بہترین کردار ادا کیا ہے۔ میڈیا کے زیر اثر ہمارے ملک میں بھی ہر گزرتے سال اس کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

کوئی ہندو عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر گائے کو ذبح کر کے مسلمانوں کے ساتھ شامل ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر ہندوؤں کی موجودہ نسل گائے کے تقدس سے بے نیاز ہو کر عید کی خوشیوں میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوجائے تو عین ممکن ہے کہ ان کی اگلی نسلیں صبح سویرے مسلمانوں کے ساتھ گائے ذبح کرنے لگیں۔ بالکل اسی طرح اگر ہم آج ویلنٹائن ڈے منا رہے ہیں تو ہماری اگلی نسلیں حیاء اور عصمت کے ہر تصور کو ذبح کر کے ویلنٹائن ڈے منائیں گی-

تاجدار مدینہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''جب تم حیا نہ کرو تو جو تمہارا جی چاہے کرو-'' (بخاری، حدیث نمبر 6120 -- ابوداؤد، حدیث نمبر 4797)

تاجدار مدینہ خاتم النبیین ﷺ کے امتیوں نے کبھی حیاء کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا لیکن اب لگتا ہے کہ امتی ''حیاء'' کے اس بھاری بوجھ کو زیادہ دیر تک اٹھانے کے لیے تیار نہیں۔ اب وہ حیاء نہیں کریں گے بلکہ جو ان کا دل چاہے گا وہ کریں گے۔

اعمال

وہ اعمال جن کا تعلق انسان کے ظاہر اعضاء سے ہے:

1۔نماز 2۔روزہ 3۔تلاوت قرآن 4۔زکوٰۃ،صدقات،خیرات 5۔حج

6۔ ذکر 7۔اتباع سنت 8۔طلب حلال 9 ۔مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت 10۔سخاوت

11۔ایثار 12۔حلم 13۔عفوودرگزر 14۔زبان کی حفاظت

15۔ اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (خیر کی دعوت دینا)

وہ اعمال جن کا تعلق انسان کے قلب سے ہے:

1۔توبہ 2۔صبر 3۔شکر 4۔توکل 5۔قناعت 6۔خوف 7۔اخلاص

8۔اخلاق 9۔صدق 10۔اللہ کی محبت 11۔آخرت کا خوف اور تیاری 12۔راضی بہ رضا 13۔حیاء

انسان کے ظاہری اعضاء کی بیماریاں:

1۔جھوٹ 2۔چغلی 3۔غیبت 4۔ٹوہ یا تجسس 5۔زیادہ بولنا 6۔زیادہ کھانا

7۔زیادہ سونا 8۔دنیا کی محبت 9۔شہرت کی محبت 10۔غصہ 11۔بدنگاہی

انسان کے دل کی بیماریاں:

1۔تکبر 2۔ریا(دِکھاوا) 3۔بخل 4۔حسد 5۔کینہ وجلن 6۔حرص وہوس 7۔عجب 8۔جھوٹ

شیطان کے دشمن

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب ''تنبیہ الغافلین''میں وہب بن منبہ رحمۃ اللہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ:حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے شیطان سے پوچھا''اے ملعون تیرے دشمن کون لوگ ہیں''؟ شیطان نے جواب دیا'' پندرہ قسم کے لوگ میرے دشمن ہیں۔

1۔ اَوَّلُھُمْ اَنْتَ (سب سے پہلے دشمن تو آپ خاتم النبیین ﷺ ہیں)۔

2۔ عادل بادشاہ یا عادل حاکم۔

3۔ سچا تاجر۔

4۔ خشوع کرنے والا عالم۔

5۔ خیر خواہی کرنے والا مومن۔

6۔ رحم دل مومن۔

7۔ توبہ کر کے ثابت قدم رہنے والا۔

8۔ حرام سے پرہیز کرنے والا۔

9۔ متواضع مالدار۔

10۔ ہمیشہ طہارت پر رہنے والا مومن۔

11۔ کثرت سے صدقہ کرنے والا مومن۔

12۔ لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا مومن۔

13۔ لوگوں کو نفع پہنچانے والا مومن۔

14۔ قرآن پاک کی ہمیشہ تلاوت کرنے والا عالم،حافظ۔

15۔رات میں ایسے وقت میں تہجد پڑھنے والا جب سب سوچکے ہوں''۔

(تنبیہ الغافلین)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اَستغفار

قرآنی آیات:-

1۔ ترجمہ:"اللہ نے انکی برائیوں کو معاف کردیا اور انکی حالت سنوار دی ہے."(سورہ محمد، آیت نمبر ۱۹)

2۔ ترجمہ:"اور مغفرت طلب کیجیے اللہ تعالیٰ سے بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔(سورہ النساء آیت نمبر 106)

3۔ ترجمہ:" تو اپنے رب کی حمد بیان کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کیجیے اور اس سے مغفرت طلب کیجیے بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے"۔(سورہ النصر ،آیت نمبر3)

4۔ ترجمہ:" اور جو شخص کر بیٹھے بُرا کام یا ظُلم اپنے آپ پر اور پھر مغفرت مانگے اللہ تعالیٰ سے تو پائے گا اللہ تعالیٰ کو بڑا بخشنے والا اور بہت رحم فرمانے والا"-(سورہ النساء آیت نمبر 110)

5- ترجمہ:"اور نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ عذاب دے انہیں جبکہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) ان میں تشریف فرما ہیں۔اور نہیں اللہ تعالیٰ عذاب دینے والا انہیں جبکہ وہ مغفرت طلب کر رہے ہوں"-(ورہ الانفال آیت نمبر 33)

احادیث مبارکہ:-

1۔حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:"اللہ کی قسم میں دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں"۔(بخاری)

2۔حدیث: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:" جو استغفار کو اپنا معمول بنالے اللہ تعالیٰ اُس کے لیئے ہر تنگی سے نکلنے کے لیئے اسباب پیدا فرمادیتے ہیں۔اُسے ہر دکھ سے نجات عطا فرماتے ہیں اور اُسے ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں جہاں سے اُسے گمان بھی نہیں ہوتا "۔ (ابوداؤد)

3۔حدیث: حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جو شخص یہ کلمات کہے اَستَغفِرُ اللّٰہَ الَّذِی لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الحَیُّ القَیُّومُ وَ اَتُوبُ عَلَیہ اُس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔خواہ وہ میدان جنگ سے بھاگا ہوا ہو"۔ (ابوداؤد، ترمذی، حاکم)

4۔حدیث: حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ جب نماز کے بعد چہرہ انور پیچھے کی طرف پھیرتے تو تین مرتبہ استغفار پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰھُمَّ اَنتَ السَّلَامُ، وَمِنکَ سَلامُ، تَبَارکتَ یَاذَاالجَلَالِ وَالاِکرَام

اِس حدیث کے راوی سے پوچھا گیا" آپ خاتم النبیین ﷺ استغفار کیسے کرتے تھے"؟ فرمایا پڑھتے: "استغفراللہ۔ استغفراللہ۔ استغفراللہ"۔ (مسلم)

5۔حدیث: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے فرمایا حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اپنے انتقال سے قبل بکثرت یہ کلمات پڑھتے تھے:

"سبحان اللہ و بحمدہ، سبحان اللہ العظیم وَبِحمدِہ استغفر اللہ وَ اتوب اِلَیہ۔"(بخاری ومسلم)

****

اسلامی مہینے---حرمت والے مہینے

اسلامی مہینے بارہ ہیں اور وہ ہیں:

1۔ مُحَرَّمْ	2۔صَفَرْ	3۔ رَبِیْعُ الْاَوَّلْ	4۔ رَبِیْعُ الثَّانِیْ
5۔جُمَادِیْ الْاُوْلٰی	6۔جُمَادِیْ الْاُخْریٰ	7 ۔ رَجَبْ	8۔ شَعْبَانْ
9۔رَمْضَانْ	10۔شَوَّالْ	11۔ذُو الْقَعْدہ	12۔ ذُو الْحَجَّہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک سورہ توبہ، آیت نمبر 36 میں مہینوں کی تعداد بارہ بیان فرمائی ہے۔جس دن زمین وآسمان پیدا کئے ہیں۔جن میں چار مہینے حرمت والے ہیں۔

حرمت والے مہینے:- حرمت کا مطلب ہے ''وہ قابل احترام شے جس کی پامالی ناقابل برداشت ہو''۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:''سال 12 مہینوں کا ہوتا ہے-ان میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں:

1۔ مُحَرَّمْ 2۔ رَجَبْ 3-ذُو الْقَعْدہ 4۔ذُو الْحَجَّہ'' (بخاری شریف)

تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں اس پر متفق ہیں کہ ان چار مہینوں میں ہر عبادت کا ثواب زیادہ ہوتا ہے، اور ان میں کوئی گناہ کرے تو اس کا وبال اور عذاب بھی زیادہ ہے-(تفسیر معارف القرآن)

امام ابوبکر حصاصؒ فرماتے ہیں:''ان چار بابرکت مہینوں کی خاصیت یہ ہے کہ ان میں جو شخص کوئی عبادت کرتا ہے اس کو بقیہ مہینوں میں بھی عبادت کی توفیق اور ہمت ہوتی ہے، اسی طرح جو شخص کوشش کر کے ان مہینوں میں اپنے آپ کو گناہوں اور برے کاموں سے بچا کر رکھتا ہے تو باقی سال کے مہینوں میں بھی اس کو ان برائیوں اور گناہوں سے بچنا آسان ہوجاتا ہے اس لئے ان مہینوں سے فائدہ نہ اٹھانا ایک عظیم نقصان ہے۔''(تفسیر احکام القرآن)

1- ماہِ مُحَرَّمْ:-

محرم اسلامی مہینوں میں سے پہلا مہینہ ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "رمضان کے بعد سب سے افضل روزے ماہِ محرم کے روزے ہیں، جو اللہ کا مہینہ ہے اور فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے"۔ (صحیح مسلم: کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم/مشکوٰۃ ص:۱۷۸)

حدیث: حضرت ابوقتادہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے عاشورہ کس روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "یہ روزہ گزشتہ سال کے گناہوں اور کوتاہیوں کا کفارہ کرتا ہے"-(مسلم، مسند احمد، ابوداؤد)

2- ماہِ رَجَبْ

اس مہینے کو ''رحمت کا مہینہ'' کہتے ہیں۔جس کا مطلب یہ ہے کہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اُس کی رحمت برسائی جاتی ہے-

حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "رجب اللہ کا مہینہ ہے شعبان میرا اور رمضان میری امت کا"۔(الموضوعات لابن الجوزی)

حدیث: امام شیخ ہبۃ اللہ سقطیؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کیا ہے " نبی کریم خاتم النبیین ﷺ جب رجب کا مہینہ شروع ہوتا تو یوں دعا فرماتے ،''اے اللہ! ہمارے رجب اور شعبان اعظم کو بابرکت بنا اور ہمیں رمضان تک پہنچا''۔(مسند احمد، کنز العمال)

حدیث: شیخ ہبۃ اللہ حضرت سلامہ بن قیسؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''جس نے رجب کے پہلے دن کا روزہ رکھا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساٹھ سال کے گناہ مٹا دیتا ہے''۔(غنیۃ الطالبین)

رجب کے پہلے جمعۃ المبارک کی شب سے غفلت نہ کرنا کیونکہ یہ شب ایسی ہے کہ ملائکہ اس شب کو لیلتہ الرغائب (یعنی مقاصد کی شب) کہتے ہیں جب اس رات کی پہلی تہائی گزر جاتی ہے تو آسمانوں اور زمینوں میں کوئی فرشتہ ایسا باقی نہیں رہتا جو خانہ کعبہ یا اطراف کعبہ میں جمع نہ ہوجائے۔اس وقت پروردگار عالم تمام فرشتوں کو اپنے دیدار سے مشرف کرتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے " مجھ سے مانگو جو چاہو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یارب ہماری عرض یہ ہے کہ رجب کے روزہ داروں کو بخش دے اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ان کو بخش دیا"۔(غنیۃ الطالبین)

حدیث: ہمیں امام شیخ ہبۃ اللہ سقطیؒ نے خبر دی اور اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے نقل کیا کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا''میں نے رجب کی ستائیس تاریخ کا روزہ رکھا،اس کے لئے ساٹھ ماہ کے روزوں کا ثواب لکھا جائے گا۔یہی وہ پہلا دن ہے جس میں حضرت جبرائیلؑ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ پر رسالت لے کر اُترے''۔(الاتحاف)

3- ماہِ ذُو القَعدہ

یہ اسلامی سال کا گیارہواں مہینہ ہے۔یہ بڑا ہی مبارک اور حرمت والا مہینہ ہے۔اس ماہ کی عبادت بہت افضل ہے۔ذی قعدہ کا چاند دیکھ کر سورہ قلم پڑھنے کا بے حد ثواب ہے۔اس ماہ میں کسی بھی دن روزہ رکھنے والے کو عمرے کا ثواب ہوتا ہے۔

جو کوئی بارہ گاہ الٰہی میں اپنا درجہ بلند کرنا چاہے اس کو چاہیے کہ ذی قعدہ کے مہینے کی نو تاریخ شب نماز عشاء کے بعد دو رکعت نفل اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ سورہ مزمل اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد تین مرتبہ سورہ یٰسین پڑھے۔

4- ماہِ ذُو الحَجّہ

ذی الحجہ اسلامی سال کا بارہواں مہینہ ہے۔ ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر سورہ فجر پڑھنے کا بے حد ثواب ہے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"تمام مہینوں کا سردار رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور تمام مہینوں میں حرمت والا ذی الحجہ کا مہینہ ہے"۔(شعب الایمان:3479)

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"ان دس ایام میں اللہ تعالیٰ کو جس قدر یہ بات پسند ہے کہ محنت اور کوشش کر کے اس کے عبادت گزار (بندے) بنیں۔اس سے بڑھ کر اور دنوں میں پسند نہیں ان دس ایام میں سے ہر یوم کا روزہ ایک برس کے روزوں کے برابر ہے اور ہر شب کا قیام شب قدر میں کھڑے ہونے کے برابر ہے"۔(ترمذی شریف)

جس نے ذی الحجہ کے عشرہ میں کسی مسکین کو کچھ خیرات دی گویا اس نے پیغمبروں کی سنت پر صدقہ کیا۔ جس نے ان دنوں میں کسی مریض کی عیادت کی اس نے اولیاءاللہ اور ابدال کی عیادت کی۔جس نے کسی جنازے میں شرکت کی اس نے گویا شہیدوں کے جنازے میں شرکت کی۔جس نے اس عشرہ میں کسی مسلمان کو لباس پہنایا تو اس کو پروردگار عالم اپنی طرف سے خلعت پہنائے گا۔جو کسی یتیم پر مہربانی کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے مہربانی فرمائے گا۔جو شخص اس عشرے میں کسی عالم کی مجلس میں شریک ہوا تو گویا اس نے انبیاء اور مرسلین کی مجلس میں شرکت کی۔

ماہ ذی الحجہ میں تکبیرات پڑھنے کا بے حد ثواب ہے۔ہر نماز کے بعد 5 مرتبہ اور چلتے پھرتے جتنا ہو سکے یا کم از کم ایک 100 مرتبہ روز پڑھ لیں۔

تکبیر کیا ہے؟ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہِ الحمد یہ تکبیر ہے

ذی الحجہ کے پہلے 10 دن روزانہ کم از کم 100 مرتبہ چوتھا کلمہ پڑھیں بے حد ثواب حاصل ہوگا۔

****

فدیہ اور کفارہ

فدیہ :- فدیہ اصل میں اس چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کے بدلے میں دیا جائے۔ایسا مسلمان جو بڑھاپے یا کسی بیماری جس کی وجہ سے،فرض یا واجبات نہ ادا کر سکتا ہو تو اسے فدیہ ادا کرنا ہوتا ہے۔

کفارہ :- کفّارہ شریعت کی رو سے ایک قسم کی جرمانہ یا سزا ہے جو بعض حرام کاموں کے ارتکاب،فرض یا واجبات کے ترک کرنے پر متعلقہ شخص پر لاگو ہوتا ہے۔

فدیہ اور کفارہ میں فرق:

روزے کا فدیہ: اگر کوئی شخص بڑھاپے یا مریض ہونے کی وجہ سے روزے رکھنے پر قادر نہ ہو اور نہ ہی مستقبل میں اس کی صحت کی کوئی امید ہو تو ایسے شخص کو ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا یا دو مساکین کو ایک وقت کا کھانا کھلانا ایک روزے کا فدیہ ادا کرنا ہے۔

روزے کا کفارہ: اگر عاقل بالغ شخص رمضان المبارک کا وہ روزہ جس کی نیت صبح صادق سے پہلے کر چکا ہو قصداً (جان بوجھ کر) توڑ دے۔تو ایسے شخص کو روزے کی قضاء کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم ہوتا ہے۔ایک روزے کا کفارہ--ایک غلام آزاد کرے،اگر یہ ممکن نہ ہو تو ساٹھ روزے مسلسل رکھے،اور اگر بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے مسلسل ساٹھ روزے رکھنے پر قادر نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔**جوان صحت مند آدمی کے لیے روزے کی قدرت ہوتے ہوئے ساٹھ روزے رکھنے کے بجائے بطورِ کفارہ کھانا کھلانا جائز نہیں،اس سے کفارہ ادا نہیں ہوگا۔**

نماز کا فدیہ:

جس آدمی کا انتقال ہو جائے اور اس کے ذمے قضا نمازیں باقی ہوں تو اگر اس نے اپنی قضا نمازوں کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کی ہو تو ورثاء پر لازم ہے کہ اس کے ایک تہائی ترکہ میں سے فی نماز ایک فدیہ ادا کریں،لیکن ایک تہائی سے زائد سے فدیہ ادا کرنا واجب نہیں ہوگا،اسی طرح اگر اس نے وصیت ہی نہ کی ہو تو بھی ورثاء پر فدیہ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا،البتہ ادا کرنے سے ادا ہو جائے گا اور میت پر بڑا احسان ہوگا۔ایک نماز کا فدیہ ایک صدقہ فطر کے برابر ہے اور روزانہ وتر کے ساتھ چھ نمازیں ہیں تو ایک دن کی نمازوں کے فدیے بھی چھ ہوئے،اور ایک صدقہ فطر تقریباً پونے دو کلو گندم یا آٹا یا اس کی قیمت ہے۔

صلہ رحمی اور قطع رحمی

صلہ رحمی: اپنے رشتہ داروں کو اچھی طرح سے نبھانا اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا،ان پر احسان کرنا،ان پر صدقہ و خیرات کرنا،اگر مالی حوالے سے تنگدست اور کمزور ہیں تو ان کی مدد کرنا یعنی ہر لحاظ سے ان کا خیال رکھنا صلہ رحمی کہلاتا ہے۔

1-حدیث: ایک شخص نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا کہ ''افضل ترین صدقہ کیا ہے؟'' حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا"۔(ترغیب)

2-حدیث: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''جو یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں فراخی کی جائے اور اس کی عمر لمبی کی جائے اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے''۔(بخاری و مسلم)

قطع رحمی: رشتہ داروں کا خیال نہ کرنا،ان کے حقوق پورے نہ کرنا،ان کی مدد نہ کرنا،ان سے تعلقات ختم کرنا قطع رحمی کہلاتا ہے۔

1-حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا"۔(صحیح بخاری)

2-حدیث: ایک صحابیؓ نے حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ سے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ میرے کچھ رشتہ دار ہیں میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں وہ قطع رحمی کرتے ہیں۔میں ان پر احسان کرتا ہوں۔وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں۔میں ہر معاملہ میں تحمل سے کام لیتا ہوں وہ جہالت پر اترتے رہتے ہیں"۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اے شخص اگر یہ سب کچھ ٹھیک ہے جو تو بیان کر رہا ہے تو تو ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہا ہے۔(یعنی وہ خود ذلیل ہو جائیں گے) جب تک تم اس روش پر قائم رہو گے تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل رہے گی''۔(مشکوۃ)

والدین کے ساتھ حسن سلوک

والدین سے حسن سلوک کو اسلام نے اپنی اساسی تعلیم قرار دیا ہے۔اور ان کے ساتھ مطلوبہ سلوک بیان کرنے کے لئے''احسان'' کی جامع اصطلاح استعمال کی جس کے معانی کمال درجہ کا حسن سلوک ہے۔

ہر مرد اور عورت پر اپنے ماں باپ کے حقوق ادا کرنا فرض ہے۔والدین کے حقوق کے بارے میں قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

1- ترجمہ:''اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو''۔ (سورۃ الانعام، آیت نمبر 151)

2- ترجمہ:''اور والدین پر احسان کرو''۔ (سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر 23)

3- ترجمہ:''کہہ دے کہ خرچ کرو والدین پر اہل قرابت پر''۔(قریب والے، رشتہ دار اور پڑوسی) (سورہ بقرہ، آیت نمبر 215)

4- ترجمہ:''اور والدین اور اہل قرابت سے اچھا سلوک کرو''۔ (سورۃ النساء، آیت نمبر 36)

5- ترجمہ:''اے رب بخش دے مجھے اور میرے والدین کو''۔ (سورۃ نوح، آیت نمبر 28)

احادیث:

1-حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اس کی ناک غبار آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو (یعنی ذلیل ورسوا ہو)"۔کسی نے عرض کیا" یارسول اللہ ﷺ! وہ کون ہے"؟ حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" جس نے ماں باپ دونوں کو یا ایک کو بڑھاپے کے وقت میں پایا پھر (ان کی خدمت کرکے) جنت میں داخل نہ ہوا"۔(صحیح مسلم)

2-حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "ایک شخص رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں شریک جہاد ہونے کی اجازت لینے کے لئے حاضر ہوا، آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس سے دریافت کیا" کیا تمہارے والدین زندہ ہیں"؟ اس نے عرض کیا" ہاں زندہ ہیں" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" تم ماں باپ کی خدمت میں رہ کر جہاد کرو یعنی ان کی خدمت سے ہی جہاد کا ثواب مل جائے گا"۔(صحیح بخاری)

3-حدیث:

کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا" یارسول اللہ ﷺ! کوئی شخص اپنے والدین پر بھی لعنت کرسکتا ہے"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا'' کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور کوئی شخص کسی کی ماں کو گالی دے اور وہ (بدلے میں) اس کی ماں کو گالی دے (تو یہ اپنے والدین پر لعنت کے مترادف ہے)۔''(بخاری، ابوداؤد)

4- حدیث:

ایک شخص حضور خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی "اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ میرے اچھے برتاؤ کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے"؟ تو رسول خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" تمہاری ماں"۔اس شخص نے کہا" پھر" فرمایا" تمہاری ماں" اس شخص نے کہا" پھر" فرمایا" تمہاری ماں" اس شخص نے کہا" پھر" فرمایا" تمہارا باپ"۔(بخاری)

5- حدیث

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص نے حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا" بیٹے پر والدین کا کیا حق ہے"؟ تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا" یہ دونوں تیری جنت بھی اور دوزخ بھی، یعنی اگر تم ان کے حق میں رحم وکرم اور عجز وانکساری کے پیکر بن گئے تو تم جنت ورنہ دوزخ کے مستحق ہوگے"۔(مشکوٰۃ شریف)

زمانے کے انداز، راگ، ساز بدل گئے

ایک تمثیلی گفتگو:-

صبح واک کرنے کے بعد میں اور میرا دوست تھوڑی دیر کے لئے قریب ہی رکھے ہوئے ایک بینچ پر بیٹھ گئے۔ میں نے اپنے دوست سے کہا" یار کل جب سے جمعہ کے واعظ میں مولوی کی ایک بات سنی ہے دل کبھی مولوی کی کم عقلی پر ماتم کرتا ہے کبھی مولویوں کی سادگی پر ہنسی آتی ہے۔ پھر لوگ کہتے ہیں مولویوں کا مذاق نہ اڑاؤ"۔ میرے دوست نے کہا" کیا سن لیا تم نے مولوی سے"؟ میں نے کہا" کل مولوی کہہ رہا تھا کہ قیامت کے دن انسان کے اعمال کی تختیاں اس کی گردن میں ڈالی ہوئی ہوں گی"۔

یہ جملہ سنتے ہی قریب میں واکنگ ٹریک (walking track) پر دوڑتا ہوا ایک شخص ایک دم رک گیا اور مجھے دیکھتے ہوئے کہا" اس میں مولوی نے کیا غلط بات کہی ہے"؟ میں نے فوراً کہا" بتائیں اگر آدمی کی عمر 70 سال کی ہوئی تو اس کی یہ تختی کہاں تک جائے گی؟ اور جیسے کہ پہلے زمانے میں لوگوں کی عمریں دوسو سال یا اس سے بھی زیادہ ہوا کرتیں تھیں تو ان کے گلے میں لٹکی ہوئی یہ تختی کہاں پہنچے گی"؟ میرا یہ جملہ مکمل ہوتے ہی میں اور میرا دوست دونوں ہنسنے لگے۔

اس شخص نے حیرت سے ہمیں دیکھا اور ہمارے قریب ہی بیٹھتے ہوئے کہا" تم مولوی پر ہنس رہے ہو یا قرآن پاک کی بتائی ہوئی اس بات پر جو مولوی نے تمہیں بتائی ہے؟ جہاں تک تختی کی بات ہے تو یہ بات تو قرآن پاک میں ہے تو کیا تم قرآن پاک کی آیت پر ہنس رہے ہو"؟

یہ بات سنتے ہی میں اور میرا دوست دونوں ایک دم خاموش ہو گئے۔ میں نے فوراً اپنے کانوں کو ہاتھ لگائے کہ مجھے معلوم نہ تھا۔۔۔ لیکن بابا یہ کوئی عقلی بات (Rational) تو نہیں ہے۔ اس نے کہا" سو فیصد Rational (عقلی بات) بھی ہے اور Logical (منطقی) بھی"۔۔۔

اب غور سے سنو۔ قرآن پاک سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 13 میں ہے: وَكُلَّ اِنسَانٍ اَلزَمنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِي عُنُقِهٖ وَنُخرِجُ لَهٗ يَومَ القِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلقٰهُ مَنشُورًا

ترجمہ: "اور ہم نے ہر آدمی کے نامہ اعمال (یعنی اس کے انجام کی بھلائی یا برائی) کو اس کے گردن میں لٹکا رکھا ہے۔ اور ہم اس لکھی ہوئی چیز کو اس کے لیے قیامت کے دن نکالیں گے۔ جسے وہ کھلی ہوئی (کتاب کی طرح) پائے گا"۔

پھر اس شخص نے کہا" تم یہ سمجھ رہے ہو کہ لمبی تختی گلے میں ہوگی۔ یہ بات تمہارے دماغ میں اس لیے آئی ہے کہ تم اللہ تعالی کی ٹیکنالوجی کو اپنی ٹیکنالوجی سے کمزور سمجھتے ہو۔ تم لوگ تو ذرا ذرا سی بات کو گوگل (google) کر لیتے ہو تو اللہ کی اس تختی کو گوگل کرنے کا خیال تمہارے دماغ میں کیوں نہیں آیا؟ تم جانتے ہو تختی کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں؟ تختی کو کہتے ہیں" ٹیبلٹ "(tablet)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو تختیاں دی گئی تھیں انہیں بھی ٹیبلٹ کہا جاتا ہے۔ اس طرح گلے میں لٹکی ہوئی تختی کو I-Pad یا samsung tab کہیں تو پھر جگہ بن جائے گی نا گلے میں"؟ اس شخص نے ہمیں غور سے دیکھتے ہوئے کہا --- پھر کہا" لیکن یہ بات بھی اب پرانی ہوگئی ہے۔ سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 13 کا دوسرا حصہ اگر ہم غور سے پڑھیں تو اللہ تعالی فرما رہا ہے: وَنُخرِجُ لَهٗ يَومَ القِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلقٰهُ مَنشُورًا

ترجمہ: "ہم قیامت کے روز اس کے لیے ایک رجسٹر نکالیں گے جس کو وہ بالکل کھلا ہوا پائے گا"۔

"اس سے مراد ہے کہ جو تختی اس کے گلے میں ہوگی وہ Tab سے بھی چھوٹی ہوگی اور اس سے اللہ تعالی کی قدرت پرنٹ نکال کر ہارڈ کاپی بندے کے سامنے رکھ دے گی۔ جیسے آجکل وہ ٹیڑھے میڑھے کالے کوڈ کے نشان جنہیں QR کہتے ہیں اور عام لوگوں کا آفیشل آئی ڈی کارڈ ہوتا ہے۔ جو لوگ آفس یا وزٹ پر جاتے ہوئے گلے میں پہنتے ہیں۔ اسے سکین کر کے تمام ڈیٹا لیا جا سکتا ہے۔ ہمارے شناختی کارڈ پر بھی ہمارا QR کوڈ ہوتا ہے۔ شناختی کارڈ سکین کریں تو ہمارا بینک اکاؤنٹ، تمام بینک بیلنس، خاندان کی تفصیل، میڈیکل کی تفصیلی ہسٹری اور نہ جانے کیا کیا نکل کر سامنے آجاتا ہے"۔

پھر تھوڑی دیر خاموشی کے بعد انہوں نے کہا" چلو تھوڑی دیر کے لئے ہم ٹیبلٹ کو اصل تختی سمجھ لیتے ہیں۔ تو ہمارا 200GB کا موبائل فون جس میں ہماری ساری دو نمبریاں، بینک اکاؤنٹ رپورٹس، ای میل فیملز، فیملی ڈیٹیلز، تصاویر بلکہ نہ جانے کیسی کیسی تصاویر نکل آتی ہیں۔۔ اب ان تمام چیزوں کے ہوتے ہوئے تھوڑی دیر کے لئے اپنے آپ کو اللہ تعالی کے سامنے تصور کر کے اپنا محاسبہ کریں کہ باری تعالیٰ کی طرف سے ہماری ان چیزوں پر خوشی کا اظہار ہوگا یا ناراضگی کا؟؟؟

اگر یہ موبائل ہی قبر میں فرشتوں نے کھول لیا جس میں زیادہ سے زیادہ پانچ سال کا ڈیٹا ہوگا تو۔۔۔

اس لئے تو سورہ اسراء کی آیت نمبر 14 میں اللہ تعالی فرما رہا ہے: اِقرَا كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفسِكَ اليَومَ عَلَيكَ حَسِيبًا

ترجمہ:" پڑھ اپنا نامہ اعمال آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود کافی ہے"۔

سنو بچو! جہاں تمام دنیا کا علم ختم ہوگا اور تمام دنیا کی آسائشیں ختم ہوں گی -- جہاں تمام دنیا کی عقل مکمل ہوگی ۔۔۔ روز جزا اس سے کہیں زیادہ ایڈوانس ہوگا۔ اللہ تعالی نے جو انسان کی مینول گائیڈ بک انسان میں روز اول ہی لگا دی تھی۔ انسان تو اس کو اب تک مکمل طور پر نہیں پڑھ سکا"۔

ہم نے حیرت سے کہا "بزرگوار! وہ کون سی گائیڈ بک ہے انسان کی"؟ "بچو! وہ تمہارا ڈی این اے (DNA) ہے--- اور کیا ہے"؟

کتنی عجیب بات ہے کہ تم یہ تو جان گئے ہو کہ فیس بک پر ہماری آنکھوں کی حرکت، ہمارے صفحے کی ایکٹیوٹی اور اشتہار امریکا میں بیٹھے ہوئے نوٹ کر لئے جاتے ہیں۔ لیکن--- جب اللہ تعالی کی بات کرتے ہو تو لوح کو بھی ایک بڑا سا بلیک بورڈ دیکھتے ہو اور قلم کو بھی سیاہی میں ڈبو ڈبو کر لکھنے والا دیکھتے ہو--- جس طرح ہم اور تم جاندار اللہ تعالی کی مخلوق ہیں۔ اسی طرح لوح اور قلم بھی اللہ تعالی کی مخلوق ہیں اور رب اپنی قدرت سے انہیں فرمان جاری کرتا ہے--- ہمارا تو آرٹیفیشل انٹیلیجنس (artificial intelligence) ہے۔ جس سے سائنسدان ڈر گئے ہیں کہ کہیں مستقبل میں یہ مصنوعی ذہانت خود سر نہ ہو جائے--- جبکہ وہاں تو الہامی کام ہو رہا ہے اور کوئی اس کے حکم سے روگردانی نہیں کر سکتا"۔ پھر تھوڑی دیر کے لئے وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ہم سے پوچھا "تم جانتے ہو کہ 0101001 کیا ہے"؟ ہم نے فوراً کہا کہ "یہ کمپیوٹر کی زبان ہے جس سے پروگرامنگ ہوتی ہے اسے بائنری کوڈ (Binary code) کہتے ہیں"۔ "ہاں! یہ تو تمھیں معلوم ہوگا ہی--- تم لوگ خوش ہو گئے کہ بائنری کوڈ ایک ایسا کوڈ بنالیا جس سے کمپیوٹر بن گئے۔ یہ بھی سمجھتے ہو کہ سائنسدانوں کو یہ عقل بھی اللہ ہی نے دی ہے۔ اور یہ کہ دنیا میں کمپیوٹر ایک انقلاب لے آیا ہے۔

لیکن آخرت کے نظام کو اب بھی مولوی کی سطح پر رکھے ہوئے ہو--- **جبکہ یہ انقلاب تو رب تعالی نے آج سے چودہ سو سال پہلے اپنے محبوب حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی زبان پاک سے انسان کو اس کائنات کا بائنری کوڈ دے کر برپا کروا دیا تھا۔**

ہم نے پھر حیرت سے کہا "وہ بائنری کوڈ کون سا ہے"؟ "سنو بچو! وہ بائنری کوڈ ہے۔ "ل ا ال ہ اال ل ہ"

"یہ کیا ہے بابا"؟ ہم نے حیرت سے پوچھا۔ "یہ لا الہ الا اللہ ہے--- اور اس کا مختصر کوڈ ہے"۔ ال ل ہ یعنی **" اللہ "**۔

اس کوڈ کو unlock کرنے کی چابی ہے "م" اسی لئے تو کلمہ میں لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اللہ اور محمد ایک ساتھ لکھے گئے ہیں۔

اور یہ جو ہمارے بزرگ حضرات کلمے کا ورد کراتے ہیں (ذکر کرواتے ہیں) اور سب کو اس ردھم میں شامل کرتے ہیں جس کا فیبرک س کلمہ نے بنایا ہے اور وہ ہے "ل"۔

یہ "ل" قلم میں۔۔۔ لوح میں۔۔۔ سدرۃ المنتہی میں۔۔۔ جبرائیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل میں بھی ہے۔ اور "م" کی کیا بات ہے!!!

"م" فرش پر مقصود، عرش پر محمود، آسمان میں احمد اور پوری کائنات میں محمد خاتم النبیین ﷺ۔۔۔

قیامت کے دن "م" ہی کو حکم ہوگا کہ جس نے ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا ہے اسے جہنم سے نکال لو۔ اسی لیے تو اللہ تعالی نے علامہ اقبال کی زبان سے کہلوایا:

کی محمد (ﷺ) سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا؟ لوح و قلم تیرے ہیں

ہمیں بتایا گیا ہے کہ دنیا نصیب سے ملتی ہے اور آخرت محنت سے--- لیکن ہم دنیا کے لئے محنت کرتے ہیں اور آخرت نصیب پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اس دنیا کے لیے محنت، کوشش، جدوجہد کر کے ہم کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہیں۔ ہم اپنی تمام تر توانائیاں دنیا کی کوشش میں لگا دیتے ہیں۔

میرے بچو! نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو، جتنی محنت دنیا کے لئے کرتے ہو اتنی نہ سہی کم از کم اس سے آدھی محنت تو اللہ تعالی کے لیے کرو۔

اس زمانے میں اللہ کے بندوں کو، اللہ کے بابوں کو جنگلوں، جھونپڑیوں اور ویرانوں میں تلاش نہ کیا کرو--- ایسی جگہوں پر اب یا تو مجذوب ہوتے ہیں یا پھر ڈرامے باز۔۔۔ اب یہ اللہ کے بندے، یہ اللہ کے بابے کسی کمپنی کے CEO's، کسی فیکٹری کے مالک یا پھر کسی بھی بڑی سی ورکشاپ کے چیف مکینک ہوتے ہیں"۔

پھر ہماری طرف دیکھتے ہوئے ہم سے پوچھا "تم لوگوں نے 1997 میں آنے والی ایک فلم The Devil's Advocate دیکھی ہے؟؟ ہم نے نفی میں سر ہلایا۔ بابا نے کہا "ضرور دیکھنا"--- پھر کہا "اگر ابلیس کو گورا آج کے دور کا ایک بڑا کامیاب بزنس مین دکھا سکتا ہے۔۔۔ تو اللہ کے بندے تو ہمیشہ ابلیس کی چال سے کئی میل آگے چل رہے ہوتے ہیں"۔

پھر بینچ سے اٹھتے ہوئے کہا "تم جن لوگوں کو مولویوں اور میلے کچیلے کپڑوں میں تلاش کر رہے ہو وہ تو آج کل مرسڈیز اور ٹوکسیڈوں میں پھر رہے ہیں"۔ یہ کہہ کر بابا نے ہماری طرف دیکھا اور مسکرائے-- پھر ہاتھ ہلاتے ہوئے جوگنگ ٹریک پر چل پڑے۔

جنت،جہنم،سدرۃ المنتہیٰ،ولدان مخلدون،اعراف اور پل صراط کہاں ہیں؟

جنت:-

جنت ساتوں آسمانوں کے اوپر ساتوں آسمانوں سے جدا ہے۔کیونکہ ساتوں آسمان قیامت کے دن فنا اور ختم ہونے والے ہیں۔جبکہ جنت کو فنا نہیں ہے۔وہ ہمیشہ رہے گی۔جنت کی چھت عرش رحمن ہے۔

حدیث:- "سن لو!بے شک اللہ تعالیٰ کا سامان بہت قیمتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا سامان جنت ہے"-(جامع ترمذی،حدیث نمبر 2450)

جہنم:-

جہنم ساتوں زمین کے نیچے ایسی جگہ ہے جس کا نام سجین ہے۔جہنم جنت کے ساتھ نہیں ہے۔

جس زمین پر ہم رہتے ہیں یہ پہلی زمین ہے۔اس کے علاوہ چھ زمینیں اور ہیں جو ہماری زمین کے نیچے ہماری زمین سے الگ اور جدا ہیں یعنی جہنم ان ساتوں زمینوں کے بعد ان سے نیچے ہے-

سدرۃ المنتہیٰ:-

سدرہ عربی میں "بیری" اور "بیری کے درخت" کو کہتے ہیں۔المنتہی کا مطلب ہے"آخیری حد"۔یہ بیری کا درخت وہ مقام ہے جو مخلوقات کی آخیری حد ہے۔اس سے آگے حضرت جبرائیلؑ بھی نہیں جا پائے تھے۔سدرۃ المنتہیٰ ایک عظیم الشان درخت ہے۔اس کی جڑیں چھٹے آسمان میں اور اونچائی ساتویں آسمان سے بھی بلند ہے۔اس کے پتے ہاتھی کے کان جتنے اور پھل گھڑے جیسے ہیں۔اس پر سنہری تتلیاں منڈلاتی ہیں۔یہ درخت جنت سے باہر ہے۔

رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اس درخت کے پاس ان کی اصل صورت میں دوسری مرتبہ دیکھا تھا۔جبکہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پہلی مرتبہ مقام **"اجیاد"** (مکہ میں) پر اصل صورت میں دیکھا تھا۔

والدان مخلدون:-

یہ اہل جنت کے خادم ہیں۔یہ بھی انسان یا جن یا فرشتے نہیں ہیں۔انہیں بھی اللہ تعالی نے اہل جنت کی خدمت کے لئے مستقل پیدا کیا ہے۔یہ ہمیشہ ایک ہی عمر کے یعنی بچے ہی رہیں گے۔اس لیے انہیں "الولدان المخلد ون" کہا جاتا ہے۔سب سے کم درجہ کے جنتی کو دس ہزار ولدان مخلدون عطا ہوں گے۔

اعراف:-

جنت کی چوڑی فصیل کو اعراف کہتے ہیں۔

اس پر وہ لوگ ہوں گے جن کے نیک اعمال اور برائیاں دونوں برابر ہوں گی۔ایک لمبے عرصہ تک وہ اس پر رہیں گے۔انہیں وہاں بھی کھانے پینے کی لیے دیا جائے گا۔وہ اللہ تعالیٰ سے امید رکھیں گے کہ اللہ تعالی ان کو جنت میں داخل فرمائے گا۔(اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ وہ بندے کے گمان کے ساتھ ہے) پھر اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے جنت میں داخل فرمادے گا۔

قیامت کے دن کی مقدار اور لمبائی:- پچاس ہزار برس کے برابر جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن پاک سورہ المعارج،آیت نمبر 4 میں فرمایا:-

تَعرُجُ المَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوحُ اِلَیہِ فِی یَومٍ کَانَ مِقدَارُہٗ خَمسِینَ اَلفَ سَنَۃٍ

ترجمہ:"اس (کے عرش) کی طرف فرشتے اور روح الامین عروج کرتے ہیں ایک دن میں، جس کا اندازہ (دنیوی حساب سے) پچاس ہزار برس کا ہے"-

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ "قیامت کے پچاس موقف ہیں اور ہر وقفہ ایک ہزار سال کا ہے"-

جب آیت مبارکہ (سورہ ابراہیم،آیت نمبر 48)

یَومَ تُبَدَّلُ الاَرضُ غَیرَ الاَرضِ وَ السَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوا لِلّٰہِ الوَاحِدِ القَھَّارِ

ترجمہ:"جس دن زمین اس زمین کے سوا اور ہی بدل دی جائے گی اور آسمان بھی، اور سب کے سب اللہ واحد غلبے والے کے روبُرو ہونگے"۔

نازل ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) سے پوچھا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) جب زمین اور آسمان بدل جائیں گے تب ہم کہاں ہوں گے"؟ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" تب ہم پل صراط پر ہوں گے"۔

پل صراط پر سے جب گزر ہوگا اس وقت صرف تین جگہیں ہوں گی:

1- جنت 2- جہنم 3- پل صراط

رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" سب سے پہلے میں اور میرے امتی پل صراط کو طے کریں گے"۔

پل صراط کی تفصیل:-

نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) پل صراط پر دعا فرمائیں گے "یارب سلم، یارب سلم"۔ قیامت میں جب موجودہ آسمان اور زمین بدل دیئے جائیں گے اور پل صراط پر سے گزرنا ہوگا وہاں صرف دو مقامات ہوں گے۔ جنت اور جہنم

جنت تک پہنچنے کے لیے لازماً جہنم کے اوپر سے گزرنا ہوگا۔ جہنم کے اوپر ایک پل نصب کیا جائے گا اس کا نام "الصراط" ہے۔ وہاں سے گزر کر جب اس کے پار پہنچیں گے تو وہاں پر جنت کا دروازہ ہوگا۔ وہاں نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) موجود ہوں گے اور اہل جنت کا استقبال کریں گے۔

یہ پل صراط جس پر سے گزرنا ہوگا:-

1- بال سے زیادہ باریک 2- تلوار سے زیادہ تیز 3- سخت اندھیرے میں ہوگا۔

اس کے نیچے گہرائیوں میں جہنم ہوگی جو اس وقت سخت بپھری ہوئی اور غضبناک ہوگی۔

4- گناہ گاروں کے گناہ مجسم کرکے ان کی پیٹھ پر رکھے ہوئے ہوں گے۔ جن کے گناہ زیادہ ہوں گے ان کی رفتار ہلکی ہوگی اور جو شخص گناہوں سے ہلکا ہوگا تو اس کی رفتار پل صراط پر تیز ہوگی۔

5- اس پل کے اوپر آنکڑے لگے ہوئے ہوں گے، نیچے کانٹے لگے ہوئے ہوں گے۔ لوگوں کی بداعمالیوں کے مطابق قدم زخمی ہوں گے اور آنکڑوں سے پکڑ کر نیچے ڈالے جائیں گے (جہنم میں) یعنی لوگ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں گر رہے ہوں گے۔ ان کی بلند چیخوں سے پل صراط پر دہشت طاری ہوگی۔

لوگ اپنی آنکھوں سے اپنے سامنے بہت سوں کو پل صراط سے گرتا ہوا دیکھیں گے اور بہت سوں کو دیکھیں گے کہ وہ نجات پا گئے ہیں۔ بندہ اپنے والدین کو پل صراط پر دیکھے گا لیکن اس کو فکر نہیں ہوگی۔ وہاں صرف ایک ہی فکر ہوگی کہ کسی طرح وہ خود پار ہو جائے۔

ایک روایت ہے کہ ایک دن حضرت عائشہؓ قیامت کا خیال کرکے رونے لگیں۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے پوچھا" عائشہ کیا بات ہے"؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) مجھے قیامت یاد آ گئی"۔ پھر پوچھا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کیا وہاں پر ہم اپنے والدین کو یاد رکھیں گے؟ کیا وہاں پر ہم اپنے محبوب لوگوں کو یاد رکھیں گے"؟ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" یاد رکھیں گے لیکن تین مقامات ایسے ہیں جہاں کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا:

1- جب نامہ اعمال دیئے جائیں گے۔ 2- جب کسی کے اعمال تولے جائیں گے۔ 3- جب پل صراط پر ہوں گے (جب پل صراط سے گزر رہے ہوں گے)"۔

مندرجہ بالا تفصیل کے بعد کیا ہم گمان رکھتے ہیں کہ وہاں کوئی ہمارے کام آئے گا؟؟؟

اس لئے خالق کو یاد کریں۔۔۔ اپنی فکر کریں۔۔ کتنی عمر گزر گئی اور کتنی باقی ہے؟؟؟

کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ ہم آخرت کے اس دن کو یاد کریں؟؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پیارے نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں

1- سونے سے پہلے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيٰ ترجمہ: ''اے اللہ تیرے نام سے مرتا ہوں اور زندہ ہوں گا''۔

2- نیند سے بیدار ہونے کی دعا:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ

ترجمہ: ''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے زندہ کیا، بعد اس کے اس نے ہمیں مار دیا تھا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے''۔

3- گھر سے نکلتے وقت کی دعا:

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ ترجمہ: ''میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور اس کی مدد کے سوا کوئی مدد نہیں کر سکتا''۔

4- گھر میں داخل ہونے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ ترجمہ: ''اے اللہ! میں تجھ سے داخل ہونے اور نکلنے کی جگہوں کی بھلائی طلب کرتا ہوں''۔

5- مسجد میں داخل ہوتے وقت کی دُعا:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔ ترجمہ: ''اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے''۔

6- مسجد سے باہر نکلتے وقت کی دُعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ۔ ترجمہ: '' اے اللہ! میں آپ کا فضل مانگتا ہوں''۔

7- کھانا کھانے سے پہلے کی دعا:

بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَةِ اللّٰہِ ترجمہ: ''اللہ کے نام سے اور اللہ کی برکت پر (کھاتا ہوں)''۔

8- کھانا کھانے کے بعد کی دعا:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ترجمہ: ''سب خوبیاں اللہ کے لیے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا''۔

9- وضو کے بعد کی دُعا:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

ترجمہ: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں''۔

10- بازار میں داخل ہوتے وقت کی دُعا:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٍ

ترجمہ: ''اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے حمد ہے وہی جلاتا اور مارتا ہے وہ (ایسا) زندہ ہے جسے موت نہیں، تمام بھلائیاں اسی کے دست قدرت میں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے''۔

11- سواری کی دعا:

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ

ترجمہ: ''پاک ہے (اللہ کی) وہ ذات جس نے ہمارے لئے اس (سواری کو) مسخر کیا اور ہم اس کو فرمانبردار نہیں بنا سکتے تھے اور بلاشبہ ہم کو اپنے رب کی طرف جانا ہے''۔

12- قبرستان کے پاس سے گزرتے وقت کی دُعا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ ترجمہ: ''اے قبر والو تم پر سلام ہو''۔

13- سفر کی دُعا:

بِسمِ اللهِ تَوَکَّلتُ عَلَی الله   ترجمہ: ''شروع اللہ کے نام سے، اللہ پر میں نے بھروسہ کیا''۔

14- سفر سے واپسی کی دُعا:

اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔

ترجمہ: ''ہم سفر سے آنیوالے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں اور اپنے پروردگار کی حمد کرنے والے ہیں''۔

15- مُرغ کی آواز سننے کی دُعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ   ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ کا فضل چاہتا ہوں''۔

16- گدھے کی آواز سننے کے بعد کی دُعا:-

اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم   ترجمہ: ''میں پناہ چاہتی ہوں اللہ کی شیطان سے''۔

17- شکریہ ادا کرتے وقت کی دُعا:

جَزَاکَ اللهُ خَیراً   ترجمہ: ''اللہ تم کو بہترین بدلہ دے''۔

18-علم میں اضافہ کی دُعا:

اَللّٰھُمَّ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْماً   ترجمہ: ''اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما''۔

19-دنیاوآخرت کی دُعا:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ   ترجمہ: ''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا''

20-چھینک کے وقت کی دُعا:

جب کوئی شخص چھینکے تو اُسے کہنا چاہیے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ   (اللہ تیرا شکر ہے)

اُس کا ساتھی جب یہ سنے تو کہے: یَرحَمُکَ الله   (اللہ تجھ پر رحم کرے)

21- بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا:

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے یہ دعا پڑھیں اور بایاں پاؤں اندر رکھیں۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ

ترجمہ: ''اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں خبیثوں اور خبیثیوں سے''۔

22- بیت الخلاء سے نکلتے وقت کی دعا:

بیت الخلاء سے نکلتے وقت دایاں پاؤں پہلے باہر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ غُفْرَانَکَ   ترجمہ: ''اے اللہ! میں تیری بخشش چاہتا ہوں''۔

بیت الخلاء سے لگنے والے امراض

70 فیصد جراثیم اور 90 فیصد بیماریاں بیت الخلاء سے لگتی ہیں۔ جب ہم بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا نہیں پڑھتے تو درج ذیل بیماریاں لگتی ہیں۔

1۔ وساوس۔ 2۔ خشوع وخضوع کی کمی۔ 3۔ اللہ کی طرف دھیان کی کمی۔ 4۔ گناہوں کی طرف مائل ہونا۔ 5۔ گناہوں کا غلبہ ہونا۔ 6۔ گناہوں کی خواہش وتقاضہ یعنی اللہ کی نافرمانی کا تقاضہ۔ 7۔ اللہ کی نافرمانی پر عروج اور ہر وقت ذہن کا نافرمانی کے خیال میں غرق رہنا۔

گھریلو جھگڑے، معاشی پریشانیاں، رزق میں بے برکتی اور کاروبار میں نقصان وغیرہ ان سب میں بیت الخلاء کے جنات کا بہت ہاتھ ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں یاد سے اور دھیان سے بیت الخلاء میں جاتے وقت پہلے بیت الخلا میں جانے کی دعا ضرور پڑھنی چاہیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یادکروانے کے لیے

1- چھ کلمے

اَوّل کلمہ: (اَوّل کلمہ طیّب ،طیّب معنی پاک)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

ترجمہ:''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، محمد(خاتم النبیین ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔''

دوسرا کلمہ: (دوسرا کلمہ شہادت ،شہادت معنی گواہی دینا)

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

ترجمہ:''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد(خاتم النبیین ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔''

تیسرا کلمہ: (تیسرا کلمہ تمجید ،تمجید معنی بزرگی)

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

ترجمہ:''اللہ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کی توفیق نہیں مگر اللہ کی طرف سے عطا ہوتی ہے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔''

چوتھا کلمہ: (چوتھا کلمہ توحید، توحید معنی اکیلا)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ط ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط بِيَدِهِ الْخَيْرُ ط وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

ترجمہ:''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہمیشہ زندہ ہے، اسے کبھی موت نہیں آئے گی، بڑے جلال اور بزرگی والا ہے۔ اس کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

پانچواں کلمہ: (پانچواں کلمہ استغفار، استغفار معنی توبہ)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا اَوْ خَطَاً سِرًّا اَوْ عَلَانِيَةً وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ لَآ اَعْلَمُ ط اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

ترجمہ:''میں اپنے پروردگار اللہ سے معافی مانگتا ہوں ہر اس گناہ کی جو میں نے جان بوجھ کر کیا یا بھول کر، چھپ کر کیا یا ظاہر ہو کر۔ اور میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اس گناہ کی جسے میں جانتا ہوں اور اس گناہ کی بھی جسے میں نہیں جانتا۔ (اے اللہ!) بیشک تو غیبوں کا جاننے والا، عیبوں کا چھپانے والا اور گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ اور گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ کی مدد سے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔''

چھٹا کلمہ: (چھٹا کلمہ ردِّ کفر، ردِّ کفر معنی کفر کا انکار)

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِهٖ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَآ اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ وَتَبَرَّاْتُ مِنَ

الْكُفْرِ وَالشِّرْکِ وَالْكِذْبِ وَالْغِيْبَةِ وَالْبِدْعَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُهْتَانِ وَالْمَعَاصِيْ كُلِّهَا وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

ترجمہ: ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں کسی شے کو جان بوجھ کر تیرا شریک بناؤں اور بخشش مانگتا ہوں تجھ سے اس (شرک) کی جسے میں نہیں جانتا اور میں نے اس سے (یعنی ہر طرح کے کفر و شرک سے) توبہ کی اور بیزار ہوا کفر، شرک، جھوٹ، غیبت، بدعت اور چغلی سے اور بے حیائی کے کاموں سے اور بہتان باندھنے سے اور تمام گناہوں سے۔ اور میں اسلام لایا۔ اور میں کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، محمد (خاتم النبیین ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔''

2-نماز

تعوذ:- أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

ترجمہ: ''میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا/ مانگتی ہوں''۔

تسمیہ:- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ترجمہ: ''اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے''۔

ثنا:- سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ، وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ، وَلَا اِلٰهَ غَيْرُکَ

ترجمہ: ''تو پاک ہے اور تو ہی تعریف کے لائق ہے اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں''۔

سورۃ فاتحہ:- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (١) الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (٢) مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (٣) إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (٤) اِهْدِنَا الصِّرٰطَ الْمُسْتَقِيْمَ (٥) صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ (٦)۔

ترجمہ: ''سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کی پرورش فرمانے والا ہے۔ نہایت مہربان بہت رحم فرمانے والا ہے۔ روز جزا کا مالک ہے۔ (اے اللہ!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔ ان لوگوں کا نہیں جن پر غضب کیا گیا ہے اور نہ (ہی) گمراہوں کا''۔

سورۃ الاخلاص:- قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝

ترجمہ: ''(اے نبی مکرّم!) آپ فرما دیجئے: وہ اللہ ایک ہے ۝ اللہ سب سے بے نیاز ہے ۝ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ ہی وہ پیدا کیا گیا ہے ۝ اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے ۝''

رکوع:- سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ.

ترجمہ: ''پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا۔''

قومہ:- سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ.

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے اس بندے کی بات سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔ اے ہمارے پروردگار! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں۔''

سجدہ :- سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى

ترجمہ: ''پاک ہے میرا پروردگار جو بلند تر ہے۔''

التحیات:- اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الطَّیِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَیْكَ أَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِینَ، أَشْهَدُ أَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ

ترجمہ: ''تمام زبانی، بدنی اور مالی عبادات اللہ تعالی کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر اللہ تعالی کی جانب سے سلامتی، رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، ہم پر اور اللہ تعالی کے تمام نیک بندوں پر سلامتی نازل ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) اللہ تعالی کے بندے اور رسول ہیں''۔

درود شریف:- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِیمَ إِنَّكَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِیمَ إِنَّكَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ.

ترجمہ: ''اے اللہ! رحمتیں نازل فرما حضرت محمد (خاتم النبیین ﷺ) پر اور ان کی آل پر، جس طرح تو نے رحمتیں نازل کیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر، بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! تو برکتیں نازل فرما حضرت محمد (خاتم النبیین ﷺ) پر اور ان کی آل پر، جس طرح تو نے برکتیں نازل فرمائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر، بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔''

دُعا:- رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ٥ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ٥

ترجمہ: ''اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم رکھنے والا بنا دے، اے ہمارے رب! اور تو میری دعا قبول فرما لے ٥ اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو (بخش دے) اور دیگر سب مومنوں کو بھی، جس دن حساب قائم ہوگا ٥''

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

ترجمہ: ''اے اللہ ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر، اور آخرت میں بھلائی عطا کر، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

3-آیت الکرسی:- اللّٰہُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي یَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ أَیْدِیهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا یَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِیمُ

ترجمہ: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے سب کا تھامنے والا نہ اس کو اونگھ آتی ہے نہ نیند آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کا ہے ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے سوا اس کے ہاں سفارش کر سکے مخلوقات کے تمام حاضر اور غائب حالات کو جانتا ہے اور وہ سب اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا کہ وہ چاہے اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اللہ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی اور وہی سب سے برتر عظمت والا ہے''۔

4-اذان کے بعد کی دعا:- اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ، وَالدَّرَجَةَ الرَّفِیْعَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِي وَعَدْتَّهٗ، اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ.

ترجمہ: ''اے اللہ جو اس مکمل دعا اور قائم ہونے والی نماز کا مالک ہے، حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما، اور ان کو مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے آپ (ﷺ) سے وعدہ فرمایا ہے۔ بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا''۔

5-دعائے قنوت:- اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ، وَنُثْنِيْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ، وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَفْجُرُكَ، اَللّٰهُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی

وَ نَحْفِدُ، وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ، وَ نَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ.

ترجمہ:''اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تجھ سے بخشش چاہتے ہیں، تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں، ہم تیری اچھی تعریف کرتے ہیں، تیرا شکرادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے، اور جو تیری نافرمانی کرے اُس سے مکمل طور پر علیحدگی اختیار کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تیرے لیے ہی نماز پڑھتے، تجھے ہی سجدہ کرتے ہیں۔ تیری ہی طرف دوڑتے اور حاضری دیتے ہیں، ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب کافروں کو ہی پہنچنے والا ہے۔''

6-تراویح کے بعد کی دعا:- سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ ط سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَآئِ وَالْجَبَرُوْتِ ط سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِی لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِکَۃِ وَالرُّوْحِ ط اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْر۔

ترجمہ:''پاک ہے (وہ اللہ) زمین وآسمان کی بادشاہی والا۔ پاک ہے (وہ اللہ) عزت وبزرگی، ہیبت وقدرت اور عظمت ورُعب والا۔ پاک ہے بادشاہ (حقیقی، جو) زندہ ہے، سوتا نہیں اور نہ مرے گا۔ بہت ہی پاک (اور) بہت ہی مقدس ہے ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور روح کا پروردگار۔ الٰہی ہم کو دوزخ سے پناہ دے۔ اے پناہ دینے والے! اے پناہ دینے والے! اے پناہ دینے والے!''۔

7- وبا کو دور کرنے کی دعا:- لِی خَمسَۃٌ اُطفِی بِھَا حَرَّ الوَبَآءِ الحَاطِمَۃِ اَلمُصطَفٰی وَ المُرتَضٰی وَ ابنَاھُمَا وَ الفَاطِمَۃِ

ترجمہ:"(میرے لئے پانچ (ہستیاں) ہیں ان کے ذریعے توڑ کر رکھ دینے والی وبا کی گرمی بجھاتا ہوں یعنی حضرت محمد مصطفی خاتم النبیین ﷺ، حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ، ان کے دونوں صاحبزادے (حسن رضی اللہ تعالی عنہ اور حسین رضی اللہ تعالی عنہ) اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا"۔

8- دعا:- یَا حَيُّ یَا قَیُّومُ بِرَحمَتِكَ أَستَغِیثُ أَصلِح لِي شَأْنِي كُلَّهُ وَ لَا تَكِلْنِي إِلَى نَفسِي طَرفَةَ عَیْنٍ

ترجمہ:"اے وہ ذات جو سدا زندہ ہے اور ساری کائنات سنبھالے ہوئے ہے! میں تیری رحمت ہی سے فریاد طلب کرتا ہوں، میرے تمام احوال کی اِصلاح فرما اور ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی مجھے میرے نفس کے حوالہ نہ فرما"۔ (رواہ النسائی فی السنن الکبری (6/147) وفی عمل الیوم واللیلۃ (رق/46)، والحاکم فی المستدرک (1/730)، والبیہقی فی الاسماء والصفات (112)

9- اس کے علاوہ بچوں کو قرآن پاک سے آخری دس سورتیں یاد کروانی ہیں۔

****

قضا نمازیں ادا کرنے کا طریقہ

قضا نماز ادا کرنے کی نیت: پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے دو رکعت نماز فرض۔۔۔فرض فجر۔۔۔قضا اول۔۔۔وقت قضا۔۔۔منہ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہُ اکبر (یہ دو فرض ادا کرنے کے بعد فجر کے خانے میں tick لگا دیں۔)

پھر دوبارہ نیت کریں- پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے لیے چار رکعت نماز فرض---فرض ظہر---وقت قضا---قضا اول---منہ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر (یہ چار فرض ظہر کے ادا کرنے کے بعد ظہر کے خانے کو tick کردیں)-اس طرح باقی فرضوں اور پھر عشاء کے وتر کی قضا پڑھیں اور پھر خانے کو tick کرتے رہیں-ایک دن کے بعد دوسرے دن کی شروع کرلیں-بس یہ خیال رکھنا ہے کہ ہر نماز میں وقت قضا اور قضا اول ضرور کہنا ہے-اس کا مطلب یہ ہے کہ میں وہ نماز قضا ادا کر رہا ہوں جو میری زندگی میں سب سے پہلے والے دن قضا ہوئی تھی۔

	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16
فجر																
ظہر																
عصر																
مغرب																
عشاء																
	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	31	32
فجر																
ظہر																
عصر																
مغرب																
عشاء																
	33	34	35	36	37	38	39	40	41	42	43	44	45	46	47	48
فجر																
ظہر																
عصر																
مغرب																
عشاء																

قضا نمازوں میں ادائیگی کا بیان:

1- ایک دن کی قضا نماز کی بیس رکعت ہوگی-تمام نمازوں کے فرض اور عشاء کی تین رکعت وتر---یہ کل ہوئیں بیس رکعت-

2- قضا نمازوں میں رکوع اور سجود میں تسبیح ایک مرتبہ پڑھنی ہے-

3- فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بجائے سبحان اللہ تین مرتبہ پڑھنا ہے-

4- وتر کی تینوں رکعت میں سورۃ فاتحہ (الحمد) کے ساتھ سورۃ بھی پڑھنی ہے-وتر میں دعائے قنوت کے بجائے **اللھمَ الغفِرلِی** تین مرتبہ یا اللہ اکبر ایک مرتبہ پڑھنا ہے-

5- التحیات کے بعد **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِہٖ** پڑھ کر سلام پھیر دینا ہے-

نظم (پاکستان کا مطلب کیا؟)

اصغر سودائی روزانہ ایک قومی نظم لکھ کرلاتے اور جلسے میں موجود افراد کو سناتے تھے۔ایک دن وہ ایک ایسی نظم لکھ کرلائے ،جس کے ایک مصرعہ نے گویا مسلمانوں کے دلوں کے تار کو چھولیا۔آپ سے ایک بار پوچھا گیا تھا کہ یہ مصرع کیسے آپ کے ذہن میں آیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ:" جب لوگ پوچھتے تھے کہ،مسلمان پاکستان کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن پاکستان کا مطلب کیا ہے؟؟؟" تو میرے ذہن میں آیا کہ سب کو بتانا چاہئے کہ:" پاکستان کا مطلب کیا ہے؟؟؟" یہ نعرہ ہندوستان کے طول وعرض میں اتنا مقبول ہوا کہ تحریک پاکستان اور یہ نعرہ لازم وملزوم ہو گئے اور اسی لیے قائداعظم نے کہا تھا کہ:"تحریکِ پاکستان میں پچیس فیصد حصہ اصغر سودائی کا ہے۔"

شب ظلمت میں گزاری ہے　　اٹھ وقت بیداری ہے
جنگ شجاعت جاری ہے　　آتش و آہن سے لڑجا

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ

ہادی و رہبر سرور دیں　　صاحب علم و عزم و یقیں
قرآن کی مانند حسیں　　احمد مرسل صلی علی

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ

چھوڑ تعلق داری چھوڑ　　اٹھ محمود بتوں کو توڑ
جاگ اللہ سے رشتہ جوڑ　　غیر اللہ کا نام مٹا

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ

جرات کی تصویر ہے تو　　ہمت عالمگیر ہے تو
دنیا کی تقدیر ہے تو　　آپ اپنی تقدیر بنا

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ

نغموں کا اعجاز یہی　　دل کا سوز و ساز یہی
وقت کی ہے آواز یہی　　وقت کی یہ آواز سنا

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ

پنجابی ہو یا افغان　　مل جانا شرط ایمان
ایک ہی جسم ہے ایک ہی جان　　ایک رسول اور ایک خدا

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ

تجھ میں ہے خالد کا لہو　　تجھ میں ہے طارق کی نمو
شیر کے بیٹے شیر ہے تو　　شیر بن اور میدان میں آ

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ

مذہب ہو تہذیب کہ فن　　تیرا جداگانہ ہے چلن
اپنا وطن ہے اپنا وطن　　غیر کی باتوں میں مت آ

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ

اے اصغر اللہ کرے　　ننھی کلی پروان چڑھے
پھول بنے خوشبو مہکے　　وقت دعا ہے ہاتھ اٹھا

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ

مُصَنِّفہ کی تمام کُتُب

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم مِحبُوبِ ربُّ العٰلمین	خاتم النبیین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم مُحسنِ اِنسانیت	مقصدِ حیات	عبدیّت کا سفر ابدیّت کے حصُول تک
تعلُّق مع اللہ	مُختصراً قُرآنِ پاک کے علُوم	راہِ نجات	فلاح
اہلِ بیت اور خاندانِ بنُو اُمیّہ	ثواب و عتاب	تُو ہی مُجھے مِل جائے (جِلد۔۱)	تُو ہی مُجھے مِل جائے (جِلد۔۲)
مُختصرِتذکرئہ انبیاءکرامؑ، صحابہ کرامؓ و آئمہ کرامؒ	اولیاءکرامؒ	کتاب الصلوٰۃ وَ اوقاتُ الصّلوٰۃ	عشرہ مُبشرہؓ اور آئمہ اربعہؒ
حیاتِ طیّبہ	آگہی	اِسلام عالمگیر دِین	عقائد واِیمان
دِینِ اِسلام (بچّوں کےلئے)	کتابِ آگاہی (تصحیح العقائد)	تصوُّف یا رُوحانیت (جِلد۔۱)	تصوُّف یا رُوحانیت (جِلد۔۲)

www.jamaat-aysha.com